غیر مقلدین کے مسلک و مذہب اور ان کی تاریخ کے موضوع پر ایک نہایت دلچسپ کتاب، ایک ایسا آئینہ جس میں غیر مقلدین کا واقعی چہرہ دیکھا جاسکتا ہے

غیر مقلدین کی ڈائری

تالیف

حضرت مولانا محمد ابوبکر غازیپوری مدظلہ

ادارہ خدام احناف لاہور

غیر مقلدین کی ڈائری

از قلم

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری مدظلہ فاضل دیوبند

غیر مقلدین کے مسلک و مذہب اور ان کی تاریخ کے موضوع پر ایک نہایت دلچسپ کتاب، ایک ایسا آئینہ جس میں غیر مقلدین کا واقعی چہرہ دیکھا جا سکتا ہے۔

ناشر

ادارہ خدام احناف لاہور

نام کتاب:.......... غیر مقلدین کی ڈائری

مصنف: ....مولانا محمد ابوبکر غازی پوری فاضل دیوبند

صفحات: 235

کمپوزنگ..........الرحمٰن کمپیوٹرز لاہور

اشاعت اول...... اکتوبر ۲۰۰۱ء

ناشر.......... ادارہ خدام احناف 285 جی ٹی روڈ
باغبانپورہ لاہور، فون:6862816

قیمت.......... -/75 روپے

☆☆☆﴿ ملنے کے پتے ﴾☆☆☆

- ☆ مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- ☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
- ☆ ظفر بک سنٹر، باغبانپورہ لاہور
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- ☆ عمران اکیڈمی 40/B اردو بازار لاہور
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
- ☆ مکتبہ صفدریہ گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
- ☆ مکتبہ امدادیہ ہری پور
- ☆ مکتبہ امدادیہ ملتان
- ☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان
- ☆ کشمیر بک ڈپو چنیوٹ بازار فیصل آباد
- ☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد
- ☆ اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
- ☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی

فہرست مضامین

عنوان

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس وقت پوری دنیا میں جو حالات پیدا ہو گئے ہیں ان کے پیش نظر ایسی کتب کا منظر عام پر آنا عجیب سا لگتا ہے لیکن شومئ قسمت کہ جو فرقہ ہندوستان میں انگریز کی پیداوار ہے۔ جو اپنے ہم خیال لوگوں کو بھی اپنے خود رائی فتویٰ سے زدوکوب کرنے سے نہیں رکتا بلکہ ان کو بھی کافر و مرتد اور نہ جانے کیا کیا کہتا ہے وہ اہلسنت والجماعت کے ساتھ تعلق رکھنے والی سب سے بڑی جماعت حنفیوں کو زبانی اور تحریری طور پر غلط ثابت کرنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ ایسے حالات میں بھی ہندوستان اور پاکستان میں وہ اس کام سے نہیں رکا۔ تو ضروری خیال کیا گیا کہ عوالناس کو یہ باور کرایا جائے کہ اس فرقہ کی اصلیت کیا ہے اس سلسلہ میں ایک کتابچہ مختصراً ''اہلحدیث اور انگریز'' کے نام سے کچھ عرصہ پہلے مولانا بشیر احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب دیا جو ادارہ خدام احناف لاہور نے خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا ہے اور دیگر کتب میں سے ''مجموعہ رسائل'' ۳ جلدیں از مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ'' مسائل غیر مقلدین'' ''غیر مقلدین کیلئے لمحہ فکریہ'' ''سبیل الرسول پر ایک نظر'' اور اب ''غیر مقلدین کی ڈائری''۔ جو ہندوستان کے بہت بڑے عالم اور بہترین انداز میں لکھنے والے حضرت مولانا محمد ابوبکر مدظلہٗ غازی پوری کی تصانیف ہے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

اللہ رب العزت اس کو مفید خلائق بنائے آمین۔

فقط

ادارہ خدام احناف لاہور

مقدمہ

بقلم: مولانا نورالدین نوراللہ الاعظمی مدظلہ

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

اہل حق کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ باطل فرقوں اور شیطانی طاقتوں کا ایمانی طاقت کے سہارے پامردی و استقلال سے مقابلہ کرتے ہیں، مصلحین امت نے یہی کارنامہ انجام دیا تو آج اسلام اپنی پوری تاب وتوانائی کے ساتھ دنیا میں موجود ہے اور انشاء اللہ اہل حق مجاہدین اسلام کی جماعت جب تک اپنا یہ فریضہ انجام دیتی رہے گی اسلام کا نور پوری قوت سے چمکتا دمکتا رہے گا اور شریعت کی سرحدوں میں کوئی چور نقب لگانے کی جرأت و ہمت نہیں کرے گا۔ اور اگر کسی نے ایسی جرأت کی بھی تو اس کا ہاتھ پکڑنے والے موجود ہوں گے۔

غیر مقلدیت عصر حاضر کا بہت بڑا فتنہ ہے، قرآن وحدیث کا نام لیکر اس جماعت نے شریعت اسلام پر، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر، فقہاء ومحدثین پر اولیاء اللہ اور بزرگان دین پر شب خون مارنے کی تگ و دو میں اپنی پوری طاقت جھونک دی ہے، عربوں کی دولت ان کو بے تحاشا مل رہی ہے، جس کا یہ ناجائز فائدہ اٹھارہے ہیں، عرب بیچارے اپنی سادہ لوحی میں ان کو دین اسلام اور کتاب وسنت کا خادم سمجھے ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنی دولت ان کے لئے انڈیل دی ہے۔

انہیں کیا پتہ کہ جن کو تم نے رہنما سمجھا ہے وہ ڈاکو ہیں وہ دین پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ شب خون مار رہے ہیں۔

ہندو پاک میں یہ فتنہ پھیلا اور پھیلتا جارہا ہے، اس کی شدت کو اہل حق علماء محسوس کرنے لگے ہیں، اور سنت اللہ کے مطابق اہل حق کی جماعت نے اس فتنہ کا پیچھا

شروع کر دیا ہے، پاکستان میں یہ کام علماء دیوبند بڑے استقلال اور پامردی سے انجام دے رہے ہیں۔

ہندوستان کے علماء بھی اس فتنہ کے استیصال اور عوام کیلئے جو ان نام کے اہلحدیثوں نے دام ہمرنگ زمین بچھایا ہے ان کو اس سے نکالنے کیلئے بیدار ہیں اور اللہ ان سے دین کی حفاظت کا یہ کام لے رہا ہے، ہمارے ملک کی قابل قدر علمی شخصیت حضرت مولانا محمد ابوبکر غازی پوری مدظلہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کے استیصال کے عمل کا زبردست داعیہ پیدا فرما دیا ہے۔

اس سلسلہ کی ان کی دو اہم کتابیں "وقفة مع اللامذهبية" عربی اور مسائل غیر مقلدین اردو میں طبع ہو کر قبول عام کی سند علمی حلقوں سے حاصل کر چکی ہیں۔ اس سلسلہ کے کئی مضامین بھی مختلف پرچوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

اب یہ تیسری کتاب "غیر مقلدین کی ڈائری" جو میرے خیال میں پہلا حصہ ہو ان کے قلم سے ناظرین کی خدمت میں پہنچ رہی ہے۔ یہ کتاب بھی بڑی اہم ہے اور اس میں اس جماعت کے تعلق سے اتنے تاریخی انکشافات ہیں کہ ناظرین حیران رہ جائیں گے۔

اور اس کے سوا جو باتیں ہیں وہ بھی اپنی جگہ ایسی ہیں کہ ان سے ہر مسلمان کا واقف ہونا ضروری ہے، تا کہ اس جماعت کی فریب کاریوں سے محفوظ رہا جا سکے۔ اللہ سے دعا ہے کہ مؤلف موصوف کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور ان کے علم و قلم میں برکت دے۔

نور الدین نور اللہ الاعظمی

۲۳ / ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

مقدمہ از مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں جب اپنی کتاب ''وقفة مع اللامذهبیه فی شبه القارة الهندیه'' (عربی) اور مسائل غیر مقلدین کتاب وسنت اور مذہب جمہور کے آئینہ میں (اردو) لکھ رہا تھا تو کچھ مزید باتیں سامنے آتی گئیں، جن کو میں نوٹ کرتا رہا اب انہیں باتوں کو بلا کسی ترتیب کے ناظرین کے سامنے ''غیر مقلدین کی ڈائری'' کی صورت میں پیش کرر ہا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ اس ڈائری سے قارئین کو غیر مقلدین کے مذہب وعقیدہ کے سلسلہ میں مزید بصیرت حاصل ہوگی اور ان کی تاریخ کیا رہی ہے اس پر ایک اجمالی نظر پڑ جائے گی۔

غیر مقلدین حضرات کے عقیدہ اور ان کے مذہب سے پوری واقفیت حاصل کرنے کیلئے میری مذکورہ بالا عربی واردو کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی پہلی دونوں کتابوں کی طرح قبولیت عطا فرمائے۔

محمد ابوبکر غازی پوری

غیر مقلدین کی تحریفات قرآنیہ کے چند نمونے

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے، اللہ والے اس کلام مقدس کی توقیر کو جزو ایمان سمجھتے ہیں، قرآن کی تفسیر وتوضیح اور اس کا مطلب بیان کرنے میں اس کا خیال رکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے کہ قرآن کی تفسیر یا اس کا ترجمہ کرنے میں اپنی رائے کا دخل نہ ہو، اور صحابہ کرام اور سلف امت نے قرآنی آیات کا جو مطلب جانا اور سمجھا ہے اس سے تجاوز کرنے سے بچا جائے، قرآن کی آیات کا ایسا مطلب بیان کرنا جو مراد خداوندی نہ ہو بہت بڑا گناہ ہے اور قصداً اور عمداً ایسا کرنا تو "يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللهِ الْكَذِب" کے ضمن میں آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ محتاط علمائے کرام نے قرآن مقدس کی ترجمانی کی بجائے اس کے لفظ لفظ کی پابندی کے ساتھ ترجمہ کرنے کی اجازت دی ہے، اور تفسیر بالرائے تو مطلقاً حرام ہے[1] اور ایسے مفسد کا ٹھکانا جہنم ہے، غرض قرآن کا معاملہ عام کتابوں سے اور انسانی کلام سے بالکل الگ ہے۔ جن لوگوں نے اس کا لحاظ نہیں کیا انہوں نے ضلالت کا بیج بویا، خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور امت میں فتنہ وشر کے نہ ختم ہونے والے سلسلہ کی بنیاد ڈال دی۔

ہمیں بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قرآن پاک کی ترجمانی وتفسیر کے سلسلہ میں غیر مقلدین علماء کے طبقہ میں یہ احتیاط بہت کم نظر آتی ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن کی تحریفات کا ایک پورا سلسلہ ان کی کتابوں اور تحریرات میں نظر آتا ہے، میں عیون زمزم مصنفہ مولانا عنایت اللہ اثری کی بات نہیں کر رہا ہوں جس میں قرآن

[1] اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: من تکلم فی القرآن برایه فاصاب فقد اخطاء یعنی جو شخص قرآن کریم کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ گفتگو کرے تو اگر صحیح بات بھی کہے تو اس نے غلطی کی۔

ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار یعنی جو شخص قرآن کریم کے معاملہ میں علم کے بغیر کوئی بات کہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے غیر مقلدین علماء نے ان وعیدوں سے سبق حاصل کئے بغیر قرآن کے معاملہ میں بڑی جرأت اور جسارت کا مظاہرہ کیا ہے جیسا کہ ناظرین کو آئندہ معلوم ہوگا۔

کی کھلی تحریف کی گئی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام سے متعلقہ آیتوں کی من مانی تفسیر کر کے اس غیر مقلد عالم نے اپنا ایمان برباد کیا ہے، اور بزعم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے باپ اور حضرت مریم علیہا السلام کیلئے شوہر ڈھونڈ نکالنے کا فریضہ انجام دیا ہے۔

اس طرح میں غیر مقلدوں کے شیخ الاسلام مرکزی جمعیت اہلحدیث کے بانی مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم کی عربی تفسیر کی بات بھی نہیں کہہ رہا ہوں جس میں مولانا امرتسری مرحوم نے معتزلہ وخوارج اور نیچریوں کے مسلک وعقیدہ کی ترجمانی کی ہے، اور معتزلہ ودھریوں کے انداز میں معجزات وکرامات وخرق عادات کا انکار کیا ہے، اللہ کی صفات کی معتزلانہ وگمراہانہ تفسیر کی ہے۔

میں ان کتابوں پر اس ڈائری میں اس لئے گفتگو نہیں کررہا ہوں کہ اس کے لئے بڑا وقت چاہئے، اور یہ ڈائری کسی ایک موضوع پر طویل گفتگو کی متحمل نہیں، میں نے اپنی عربی کتاب وقفة مع اللامذهبية میں اس پر قدرے تفصیلی گفتگو کی ہے۔

میں یہاں کتاب اللہ کے ترجمہ اور اس کی تفسیر کے سلسلہ میں غیر مقلدین کی بداحتیاطیوں کے صرف چند نمونے مولانا اسماعیل سلفی کی کتاب حركة الانطلاق الفكري اور مولانا محمد جوناگڑھی کی کتاب طریق محمدی سے پیش کروں گا اور پھر۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ کہہ کر آگے بڑھ جاؤں گا۔

چونکہ قرآن کریم کا مسئلہ بڑا اہم اور بڑا نازک ہے اس لئے میں ناظرین سے گذارش کروں گا کہ براہ کرم سنجیدگی سے میری معروضات پر غور کریں اور ان آیتوں کا ترجمہ وتفسیر خود کسی ترجمہ والے قرآن اور کسی معتبر عالم دین کی تفسیر سے ملا کر دیکھ لیں کہ مولانا جوناگڑھی جو غیر مقلدیت کے زبردست وکیل اور اس جماعت کے اونچے درجہ کے عالم تھے اسی طرح مولانا محمد اسماعیل سلفی جو عصر حاضر میں اس جماعت میں امامت کے درجہ پر فائز تھے ان دونوں عالموں پر جو میری گرفت ہے وہ صحیح ہے یا

غلط، اسی سے اندازہ ہوگا کہ قرآن پاک کے ساتھ غیر مقلدین علماء کیسا کیسا کھلواڑ کرتے ہیں اور افسوس یہ ہے کہ یہ سارا کھلواڑ دین کے نام پر اور اللہ ورسول کا نام لے کر یہ غیر مقلدین کرتے ہیں بلکہ دین کے بارے میں اسی بے راہ روی اور آزادی و عدم جمود کو غیر مقلدیت کی معراج تصور کرتے ہیں اور بڑے رنگ سے اقبال مرحوم کا یہ شعر گاتے ہیں۔

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی

اب ذیل کی سطور میں ناظرین قرآن پاک کے سلسلہ میں غیر مقلدین جماعت کے ان دو نامور علماء کی گمراہیوں اور بداحتیاطیوں کے نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

وباللہ التوفیق

(۱) قرآن میں تحریف لفظی

حرکة الانطلاق الفکری مولانا محمد اسماعیل سلفی پاکستانی مشہور غیر مقلد عالم کی کتاب ہے جامعہ سلفیہ بنارس نے اس کو شائع کیا ہے اصلاً یہ کتاب اردو میں تھی مولانا مقتدیٰ حسن ازہری جامعہ سلفیہ کے استاد نے اس کا عربی ترجمہ کیا ہے، اس کتاب کے ص ۵۷ پر یہ عبارت ہے:

وهذه الاية من سورة المزمل وقد جاء فيها ذكر صلوٰة الليل فقال.

فَاقْرَأُوْا مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰن في صلوة الليل (التهجد)

یعنی یہ آیت سورہ مزمل کی ہے اور اس میں صلوٰۃ اللیل کا ذکر ہے پس اللہ نے فرمایا:

فَاقْرَأُوْا مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰن في صلوة الليل (التهجد)

سورۂ مزمل انتیسویں پارہ کی سورۃ ہے عموماً غیر حافظ لوگوں کو بھی یہ سورۃ یاد رہتی ہے۔ کوئی غیر مقلد عالم انہیں الفاظ کے ساتھ یہ آیت ہمیں دکھلا دے "في صلوٰة الليل" کا پورا جملہ اس آیت میں مولانا محمد اسماعیل سلفی اور مولانا مقتدیٰ حسن ازہری کا اضافہ شدہ ہے[1]

اس اضافہ کی کیا ضرورت پڑی بظاہر اس کی وجہ جو بھی ہو مگر کلام اللہ میں اپنی طرف سے گھٹانا بڑھانا، ہے یہ بڑی جرأت کی بات۔

---

[1] مترجم جو خود ایک فاضل ہے وہ اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا، اور وہ اس تحریف میں برابر کا شمار ہوگا، ناظرین غور فرمائیں کہ "التھجد" کا لفظ بریکٹ میں لاکر اپنی اس تحریف لفظی پر مزید مہر لگادی ہے۔

میں عرض کروں گا کہ اگر قرآن میں یہ تحریف لفظی کا عمل خطاء ونسیاناً ہوا ہے تو آپ اپنی اس غلطی کا اعتراف کرلیجئے اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ جس طرح سے آپ سے ایسی فاحش غلطی خطاء ونسیاناً ہوسکتی ہے تو وہ دوسروں سے بھی ہو سکتی ہے، خطاء ونسیان بشری خاصہ ہے شرط یہ ہے کہ انسان اپنی واقعی غلطی کو تسلیم کرنے اور اعتراف قصور سے شرمائے نہ۔

(۲) آیت قرآنی کی غلط تفسیر

مولانا محمد اسماعیل سلفی مذکورہ کتاب الانطلاق الفکری میں اس آیت "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

معنی الایة واضح فمن بیانیة والکفار بیان لاصحاب القبور ای یرجی الایمان فی الحیاة و کذلک یتعلق الامل باسباب اُخریٰ لرحمة اللہ ولکن لیس هناک معقد امل للکفار بعد الموت.

فالمسلمون الذین یتصلون بالکفار بعد الاسلام علیهم ان ییأسوا من رحمة اللہ.......... وقد اتفق جمیع المفسرین فی تفسیر الایة علی الاسلوب المذکور، ص۴۷

اس پوری عبارت کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ مولانا اسماعیل سلفی فرماتے ہیں کہ آیت کا معنی واضح ہے، آیت میں من بیانیہ ہے اور کفار اصحاب قبور کا بیان ہے، مطلب یہ ہے کہ زندگی میں تو ایمان متوقع ہے اور خدا کی رحمت کے دوسرے اسباب کا سہارا مل سکتا ہے مگر مرنے کے بعد کافروں کے لئے کوئی امید باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو بھی جو باوجود مسلمان ہونے کے کافروں سے تعلق رکھتے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس ہوجانا چاہئے.......... تمام مفسرین کا (قرآن کی اس آیت کی) اس تفسیر پر اتفاق ہے۔

ان غیر مقلد مجتہد صاحب نے اس آیت کی اپنی اس من مانی تفسیر میں کیا گل کھلایا ہے اور کیسا غچہ کھایا ہے اس کو میں بتلاتا ہوں۔

فرماتے ہیں کہ "من" بیانیہ ہے، اور "کفار" اصحاب قبور کا بیان ہے یہ ان

غیر مقلد مجتہد صاحب کی قابلیت کا پہلا نمونہ ہے، نحو میر اور ہدایۃ النحو پڑھنے والا عربی مدرسہ کا درجہ اول و دوم کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ جو بیان ہوتا ہے وہ بعد میں ہوتا ہے اور وہ جس امر کا بیان ہوتا ہے وہ پہلے ہوتا ہے، یہاں ''اصحب القبور'' بعد میں ہے، اور ''الکفار'' پہلے ہے تو الکفار کو اصحب القبور کا بیان بتلانا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر کفار اصحب قبور کا بیان ہوتا تو کفار کو بعد اور اصحب قبور کا لفظ پہلے ہونا چاہئے تھا۔

نحو کا جن کو یہ معمولی مسئلہ بھی نہ معلوم ہوا ان کو دعویٰ ہوتا ہے مجتہد بننے کا، اور یہ اپنے سینوں میں علم کا وہ پہاڑ رکھتے ہیں کہ قرآن وحدیث خود سمجھ لیں گے، ان کو کتاب وسنت کو سمجھنے کیلئے کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں ہے۔

اور پھر مجتہد صاحب (جو ماشاء اللہ غیر مقلدوں میں ''امامت'' کے درجہ پر فائز تھے) فرماتے ہیں:

''اسلئے مسلمانوں کو بھی جو کافروں سے تعلق رکھتے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا چاہئے''

یہ قرآن کی اس آیت کی تفسیر ہے یا جہالت کا پشتارہ اور حماقت کی انتہاء ہے، خداوند قدوس تو مسلمانوں کو یہ خوشخبری سناتا ہے۔

''اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی ہے اپنی جان پر آس مت توڑو اللہ کی مہربانی ورحمت سے بیشک بخشتا ہے اللہ سب گناہ، یقیناً وہی ہے گناہ معاف کرنے والا''

یعنی اللہ کی رحمت سے بڑے سے بڑے گناہ گار کو بھی مایوس نہ ہونا چاہئے اللہ اپنے بندوں کو یہی سکھلاتا ہے اور قرآن میں اسی کی تعلیم ہے، اور یہاں غیر مقلد مجتہد صاحب فرماتے ہیں:

''اس لئے مسلمانوں کو بھی جو کافروں سے تعلق رکھتے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا چاہیئے''

ان امام زماں صاحب کی اس تفسیر پر عقل انگشت بدنداں ہے کہ اتنی غلط بات ان سے آخر صادر کیسے ہوئی، کیا کافروں سے تعلق رکھنا کفر ہے، ایمان اس سے باقی نہیں رہتا؟ کیا کافروں سے تعلق رکھنے کی وجہ سے آدمی مرتد ہو جاتا ہے؟

اللہ رحیم و کریم تو یہ فرمائے کہ بڑے سے بڑا گناہ بھی ہو جائے تو بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اور ہمارے ''امام زماں'' صاحب غلط اور جھوٹ خدا کی طرف یہ بات منسوب کر رہے ہیں کہ اس آیت میں خدا یہ فرماتا ہے کہ جو کافر سے تعلق رکھے اس کو اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا چاہئے۔

یہ اس آیت کی تفسیر ہے کہ گمراہی ہے، یہ احادیث و آثار کی روشنی میں تفسیر ہے یا تفسیر بالرائے ہے؟ اور پھر ان غیر مقلد سلفی مجتہد مفسر صاحب کی یہ کتنی بڑی جسارت اور کتنا بڑا جھوٹ ہے کہ کہتے ہیں کہ تمام مفسرین نے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔

جھوٹ بولنا غلط کہنا مبالغہ کرنا اور لمبا چوڑا دعویٰ کرنا ان غیر مقلدوں کی فطرت ہے، پیش کر دیں صرف ایک ہی حوالہ، جی ہاں صرف ایک ہی حوالہ اپنی اس غلط اور باطل تفسیر کی تائید میں کسی مفسر اور تفسیر کا، تمام مفسرین کی طرف اس غلط تفسیر کی نسبت کرنا تو بہت بڑا دعویٰ ہے۔

بات فی الاصل یہ ہے کہ ان غیر مقلد صاحب نے اس آیت کا خالص اردو ترجمہ بھی سمجھا نہیں ہے نہ ان کو یہ پتہ ہے کہ قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ سے مراد کون لوگ ہیں نہ ان کو یہ معلوم ہے کہ خدا کہنا کیا چاہتا ہے، آیئے سنئے اس آیت کا صحیح ترجمہ اور اس کی صحیح تفسیر۔

حضرت شیخ الہند علیہ الرحمہ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

''اے ایمان والو مت دوستی کرو ان لوگوں سے کہ غصہ ہوا ہے اللہ ان پر وہ آس توڑ چکے ہیں پچھلے گھر سے جیسے آس توڑی منکروں نے قبر والوں سے''

اس صحیح ترجمہ کے بعد اب اس کا صحیح مطلب سنئے، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”یعنی منکروں کو توقع نہیں کہ قبر سے کوئی اٹھے گا اور پھر دوسری زندگی میں ایک دوسرے سے ملیں گے، یہ کافر بھی ویسے ہی نا امید ہیں“

پھر فرماتے ہیں:

”بعض مفسرین کے نزدیک من اصحاب القبور کفار کا بیان ہے، یعنی جس طرح کافر جو قبر میں پہونچ چکے ہیں وہاں کا حال دیکھ کر اللہ کی مہربانی و خوشنودی سے بالکل مایوس ہو چکے اسی طرح یہ کافر بھی آخرت کی طرف سے مایوس ہیں“

دیکھا آپ نے اس آیت میں مومنین کے مایوس اور عدم مایوس ہونے کی کوئی بات ہی نہیں ہے مایوسی کا تعلق یہود اور کفار سے ہے، مگر یہ غیر مقلد مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ جو مسلمان کافر سے تعلق رکھے اس کو اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا چاہئے اور اس غلط بات اور غلط تفسیر کو تمام مفسرین کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کچھ تک ہے اس بے تکی کا۔

خیر یہ تو مولانا شبیر احمد صاحب علیہ الرحمہ کی تفسیر سے صحیح معنی اور مطلب اس آیت کا بتلایا گیا، ان سے متقدم اور مشہور مفسر و محدث اور فقیہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

”قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں اور بعض لوگوں نے اس سے عام کفار کو مراد لیا ہے، اور قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

”اگر اس سے مراد یہود ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی

شقاوت اور بدبختی اور رسول اللہ ﷺ سے عداوت وحسد کی وجہ سے آخرت کی نعمتوں سے مایوس ہو چکے ہیں، اوران کو یقین ہو گیا ہے کہ آخرت میں اب ان کا کچھ حصہ نہیں ہے۔

اور اگر اس سے مراد عام کفار ہوں تو وہ اس وجہ سے آخرت کی نعمتوں سے محروم ہیں کہ وہ ایمان بالغیب کی دولت سے مشرف نہیں ہیں اور نہ آخرت کے عذاب وثواب پر ان کا ایمان ہے۔

"کَمَایَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جیسے وہ کافر جو قبر میں جا چکے ہیں اس بات سے مایوس ہو چکے ہیں کہ ان کیلئے آخرت میں ثواب کا کچھ حصہ ہو اسی طرح یہود حالت زندگی میں آخرت کے ثواب سے مایوس ہو چکے ہیں، امام مجاہد امام سعید بن جبیر وغیرہ نے یہی تفسیر کی ہے"

غرض کسی مفسر نے اس آیت کی وہ تفسیر نہیں کی ہے جو ان غیر مقلد مجتہد مفسر مرحوم مولانا محمد اسماعیل سلفی نے کی ہے، یہ محض ایجاد بندہ ہے اور "تقول علی اللہ" ہے۔

اور یہ تو سراسر افتراء اور بہتان ہے کہ تمام مفسرین نے بالاتفاق وہی تفسیر کی ہے جو ان غیر مقلد مجتہد صاحب نے کی ہے، اس قابلیت پر ان کو شوق ہے اجتہاد کرنے اور مجتہد بننے کا اور ائمہ فقہ وحدیث کے منہ آنے کا، اللہ تعالیٰ مولانا سلفی کی اس شدید چوک کو معاف کرے۔

علم کا غرور اے لوگو
آدمی کو ذلیل کرتا ہے

اور تعجب تو یہ ہے کہ اس کتاب کو عربی کا جامہ پہنانے والے وہ فاضل ڈاکٹر صاحب جو ماشاءاللہ ازہری بھی ہیں ان کو بھی اس بھیانک غلطی کا ادراک واحساس نہ ہوسکا۔

میں اہل علم سے پوچھتا ہوں بلکہ خود غیر مقلدین میں انصاف پسند لوگوں

سے پوچھتا ہوں کہ کیا اپنے مطلب کو حاصل کرنے کے لئے کچھ الفاظ کا بڑھا دینا ہی گمراہی اور ضلالت ہے؟؟ اپنے کسی مطلب کو حاصل کرنے کے لئے قرآن کی کسی آیت کی معنوی تحریف اور تفسیر بالرائے سراسر ہدایت قرار پائے گی؟ اب غیر مقلدین سوچتے ہوں گے اور دل میں کہتے ہوں گے۔

یہ خود اپنی قینچی تھی جس سے کٹے
میرے دونوں بازو میرے بال و پر

بہتر ہے کہ غیر مقلدین حضرات ہوش کا ناخن لیں اور ائمہ و مجتہدین اور صحابہ کرام اور اللہ و رسول کے بارے میں اپنا زاویہ فکر درست کرلیں ورنہ

یہ وہ لمحہ ہے کہ اب بھی نہ اگر ہوش آیا
موت کو سامنے پاؤ گے جدھر جاؤ گے

(۳) مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم قرآن پاک کے سلسلہ میں اپنی من مانی بات کہنے کے سلسلہ میں غالباً بڑے جری تھے اور غالباً اس کو وہ غیر مقلدیت کی سب سے اہم خصوصیت سمجھتے تھے، دیکھئے درج ذیل آیت کے سلسلہ میں انہوں نے کیا گل کھلایا ہے خدا کے اس ارشاد کے بارے میں:

اَللّٰہُ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ فرماتے ہیں۔

وهذا الميزان قدنزل مع الكتاب ولايرادبه الميزان الذى يوزن به الاشياء المادية الجسمية (ص ۶۲ الانطلاق الفكرى)

یعنی اللہ کی وہ ذات ہے جس نے حق کے ساتھ قرآن اتارا اور میزان، یہ میزان کتاب اللہ کے ساتھ نازل ہوئی ہے، اس میزان سے مراد وہ ترازو نہیں ہے جس سے مادی اشیاء تولی جاتی ہیں۔

تو اس میزان یعنی ترازو سے کیا مراد ہے، فرماتے ہیں:

بل هو ميزان يساعدفى فهم الكتاب والسنة..........

وقدسمی ذلک فی اصطلاح الفقهاء بالقیاس"

بلکہ اس میزان سے مراد وہ میزان ہے جو کتاب وسنت کے سمجھنے میں معاون بنتی ہے اور اسی کو فقہاء کی اصطلاح میں قیاس کہا جاتا ہے۔

اس وقت مجھے اس سلسلہ میں یہیں تک کی بات پر گفتگو کرنی ہے۔[1]

میری گذارش ہے کہ مولانا محمد اسمٰعیل سلفی کا قطعیت کیساتھ یہ کہنا کہ میزان سے مراد یہاں قیاس ہے بالکل غلط ہے کسی سلفی مفسر کے حوالہ سے کوئی غیر مقلد عالم مولانا سلفی کی اس بات کی تائید پیش کر دے، یہ قرآن کی من مانی تفسیر ہے، یہ تفسیر بالرائے ہے جو عمل حرام ہے، اور جس کا وبال اور جس کا گناہ بڑا سخت ہے۔

لفظ میزان سے مراد عام مفسرین نے یا تو وہی میزان یعنی وزن کرنے کا ترازو لیا ہے یا عدل، کہ اس کے ذریعہ بھی لوگوں کے درمیان برابری کا معاملہ ہوتا ہے۔ یا کسی نے وہم وخیال کے درجہ میں پوری شریعت بھی لفظ میزان سے مراد لی ہے، مگر قطعیت کے ساتھ اس آیت کی تفسیر میں میزان سے قیاس مراد لینا ہم نے کسی بھی معتبر تفسیر کی کتاب میں نہیں پایا، اگر غیر مقلدین اہل علم کے نزدیک اور ان کے علم میں یہ بات ہو کہ اس ''میزان'' سے سلف میں سے کسی نے قیاس مراد لیا ہو تو وہ ثابت کریں تاکہ ہم بھی اس سے استفادہ کریں۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی اس جماعت غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم تھے اور بقول ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کتاب وسنت میں ان کو امامت کا درجہ حاصل تھا، مولانا سلفی مرحوم کی علمیت کا ہمیں انکار نہیں، رہے ہوں گے جماعت غیر مقلدین کے ''امام زماں'' مگر قرآن کے سلسلہ میں جو ان کی قرآن فہمی کے دو ایک نمونے ان کی کتاب حرکۃ الانطلاق الفکری میں ہمیں ملتے ہیں ان سے ان غیر مقلد امام

[1] ناظرین اس آیت پر اور مولانا سلفی کی اس تفسیر پر پوری گفتگو اسی کتاب میں ''قیاس کا ثبوت قرآن سے'' کے عنوان میں ص پر دیکھ لیں۔

صاحب کے بارے میں ہم کوئی اچھی رائے قائم نہیں کر پا رہے ہیں، ویسے علامہ ہونا تو آج کل بائیں ہاتھ کا کھیل ہے جس نے تقلید کے خلاف دو چار نعرہ لگا دیا اور دو ایک کتاب لکھ دی، اسلاف کو کھری کھری سنا دی صحابہ کرام کے بارے میں بے باکانہ اظہار خیال کیا وہ ''علامہ'' بن گیا جیسے مولانا مودودی اور آگے بڑھا تو ''امام زماں'' بن گیا جیسے مولانا محمد اسماعیل سلفی۔

رہزنوں سے کرو رہبری کی امید
ایں خیال ست و محال ست و جنوں

مولانا محمد علی جونا گڑھی غیر مقلدوں کے زبردست عالم غیر مقلدیت کے زبردست وکیل اور رد تقلید میں خاص امتیاز کے حامل شخص کا نام ہے، قرآن کے سلسلہ میں ان کی جرأت و بے باکی اور تفسیر بالرائے میں ان کی پیش قدمی کے چند نمونے ہم یہاں ذکر کریں گے۔

(۴) سورۂ حدید میں ایک جگہ اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ آیا ہے، اس کا ترجمہ جونا گڑھی صاحب پگھل جائے ان کا دل کر رہے ہیں۔ (طریق محمدی ص۶) حالانکہ قرآن میں ایک جگہ نہیں لفظ خشوع متعدد جگہ آیا ہے کہیں اس کا ترجمہ کسی مترجم نے پگھلنا نہیں کیا ہے۔

(۵) سورہ نور کی آیت

''فَلْيَحْذَرِالَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْم'' کا ترجمہ فرماتے ہیں۔

یعنی ہمارے نبی کے خلاف کرنے والے ڈرتے رہا کریں انہیں ضرور کوئی زبردست فتنہ یا دردناک عذاب پہونچے گا۔ (طریق محمدی ص۸)

میری گذارش ہے کہ یہ ترجمانی ہے نہ ترجمہ بلکہ قرآن کی معنوی تحریف ہے، ناظرین کرام صحیح ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

سو ڈرتے ہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا کہ آ پڑے ان پر کوئی فتنہ یا پہو نچے ان کو عذاب دردناک۔

اس آیت کا سیدھا سادھا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی جو مخالفت کرتے ہیں ان کو اس بات سے ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں اس مخالفت کے نتیجہ میں وہ کسی فتنہ یا دردناک عذاب سے دوچار نہ ہو جائیں۔

کسی بھی تفسیر میں آپ دیکھ لیں اس آیت کا اس کے سوا کوئی دوسرا مطلب آپ کو نہیں ملے گا یہ غیر مقلد عالم صاحب فرماتے ہیں جو اللہ کے رسول کی مخالفت کرے گا وہ ضرور کسی فتنہ میں یا دردناک عذاب میں پڑیگا قرآن کے مفہوم اور اللہ کی مراد کو بالکل الٹ دیا۔ ذرا کوئی ان غیر مقلد صاحب سے پوچھے یہ "ضرور" کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

ایک جگہ یہی غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں:

> تمام لوگ قرآن وحدیث کے خلاف کر کے اپنے فعل کی دلیل تقلید کو بتلاتے رہے، قرآن ان کے اس مذموم فعل (یعنی تقلید) کی مذمت ان الفاظ میں ظاہر کرتا ہے وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا اٰبَآئَنَا خلاف شرع کر کے کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے بڑے بھی یہی کیا کرتے تھے۔ (ص ۱۰، ایضاً)

ان غیر مقلد صاحب پر تقلید کے انکار کا بھوت سوار ہے اور ان کے دل سے خدا کا خوف ایسا نکل گیا ہے کہ وہ قرآن کا جو چاہا مطلب بیان کر دیتے ہیں فَاحِشَةً سے مراد ان کے نزدیک تقلید ہے اور اس کا ترجمہ خلاف شرع کر کے زبردستی اس لفظ کو تقلید پر فٹ کر رہے ہیں۔

مولانا امرتسری مرحوم کا بھی اردو ترجمہ اور تفسیر ہے کوئی غیر مقلد ہمیں دکھلا دے کہ انہوں نے فاحشة سے مراد یہاں تقلید لیا ہے یا اس کا ترجمہ خلاف شرع کیا ہے۔

فَاحِشَۃً سے مراد یہاں برا کام بے حیائی کا کام، گندا کام ہے، مشرکین خانہ کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کیا کرتے تھے عورتیں بھی برہنہ ہوتی تھیں اور مرد بھی برہنہ ہوتے تھے، اور ایک ساتھ مل کر مرد وعورت طواف کیا کرتے تھے ان کے اسی برے کام کا یہاں تذکرہ ہے مگر اس کو یہ غیر مقلد عالم صاحب تقلید پر چسپاں کر رہے ہیں اور کہتے ہیں فاحشہ سے مراد یہاں خلاف شرع کام یعنی تقلید ہے۔

اس کے بعد وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِھَا کا بھی لفظ ہے یعنی مشرکین کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ نے اس بے حیائی کے کام کا حکم دیا ہے، ان کے اس کہنے پر اس کے بعد ہی اللہ کا یہ ارشاد بھی ہے قُلْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ برے کام کا حکم نہیں دیتا یہاں فحشاء کا لفظ لا کر اس فاحشہ کی پوری وضاحت کر دی گئی کہ جو مشرکین مکہ کیا کرتے تھے وہ فحشاء میں داخل تھا۔

اس غیر مقلد نے فاحشہ کا ترجمہ خلاف شرع کام کر کے اپنے علم اپنی دیانت کا جنازہ نکال دیا ہے، اس مترجم سے کوئی پوچھے قبر پر چادر چڑھانا خلاف شرع کام ہے کہ نہیں، مگر کیا وہ اسے فاحشہ کہے گا، اوقات مکروہہ میں نماز پڑھنا خلاف شرع کام ہے کہ نہیں، کیا یہ غیر مقلد اس کو بھی فاحشہ کہے گا، نماز کے بعد زور سے دعاء ثانی کرنا خلاف شروع کام ہے کہ نہیں، کیا یہ غیر مقلد عالم اس کو بھی فاحشہ کہے گا۔ غیر مقلدوں کے نزدیک قبر رسول ﷺ کی زیارت کیلئے سفر کرنا خلاف شرع کام ہے کیا وہ اس کو فحشاء میں داخل کرے گا۔

غیر مقلدیت آدمی کو کتنا دیوانہ اور خدا کی شان میں کتنا بے باک بنا دیتی ہے یہ ترجمہ یا ترجمانی اس کا ایک نمونہ ہے، خدا سوئے فہم سے محفوظ رکھے۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

(۷) قرآن کی اس آیت کا ترجمہ دیکھئے۔

اِنْ عِنْدَکُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِھٰذَا (سورہ یونس آیت نمبر ۶۸ طریق محمدی ص ۱۲)

کیا تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل ہے؟

یہ اس آیت کا ترجمہ ہے یا کلام ربانی کی تحریف ہے، کیا قرآن کا یہ پورا جملہ کوئی سوال ہے؟ یہ ہے ان غیر مقلدوں کی قرآن فہمی اور ایمانداری اور اسلام پسندی۔

اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔

نہیں ہے سند تمہارے پاس کوئی اس کی، یہ جملہ خبر ہے سوال انشا ہوتا ہے) یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والو جو تم یہ دعویٰ کر رہے ہو کہ عیسیٰ معاذ اللہ خدا کے بیٹے ہیں، تمہارے پاس اس کی کوئی سند اور کوئی دلیل نہیں ہے۔

اس آیت کو غیر مقلد جونا گڑھی صاحب مقلدین کے رد میں پیش کر رہے ہیں، بات کہاں کی ہے اور فٹ کہاں کی جا رہی ہے اسی کو کہتے ہیں مارو گھٹنا پھوٹے سر۔

(۸) قرآن کی آیت

وَلَاتَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ کا ترجمہ جونا گڑھی صاحب نے یہ کیا ہے۔

جیسے آپس میں اونچی اونچی باتیں کرتے ہو خبردار میرے نبی کے سامنے یہ بے ادبی نہ کرنا ورنہ تمام نیکیاں غارت ہو جائیں گی۔

(ص ۱۶، ایضا)

قرآن کے الفاظ میں اپنی طرف سے الفاظ بڑھا دینا جناب باری تعالیٰ میں بہت بڑی گستاخی ہے، میں اہلحدیثوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ یہ خبردار جو اتنے گرجدار و گونجدار آواز میں کہا گیا ہے، یہ قرآن کی اس آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔؟

(۹) ذرا اس آیت کا ترجمہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں:

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى

غیر مقلد مترجم اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:

یعنی ہمارے نبی زبان بھی نہیں ہلاتے جب تک کہ ان کے پاس ہماری طرف سے وحی نہ آ جائے۔ (ص ۲۸، ایضا)

اگر یہ ترجمہ ہے تو غلط اور اگر ترجمانی ہے تو بھی غلط ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

اور نہیں بولتے ہیں اپنی نفس کی خواہش سے، یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا۔ ہر مسلمان کے گھر میں مترجم کلام پاک ہوگا، ذرا ملاکر دیکھ لیں کہ میں نے جو ترجمہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا اس جونا گڑھی غیر مقلد عالم نے ترجمہ یا جو ترجمانی کی ہے وہ صحیح ہے۔

خط کشیدہ عبارت پر غور کریں کیا یہ اِنْ ھُوَاِلَّاوَحْیٌ یُّوْحٰی کا ترجمہ یا ترجمانی ہے اور ''جبتک کہ'' اس آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

(۱۰) اس آیت کا ترجمہ بھی ملاحظہ ہو۔

رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا

یعنی اے ہمارے رب ہم اپنے سرداروں اور بڑوں کے پیچھے لگ گئے ان کی مانتے رہے اور راہ حق سے بھٹک گئے۔ ص ۴۴

ذرا کوئی ان غیر مقلد عاشق قرآن و حدیث سے پوچھے کہ میاں صاحب اس آیت میں وہ کون سا لفظ ہے جس کا ترجمہ آپ نے پیچھے لگنا کیا ہے۔

پھر راہ حق سے بھٹک گئے، یہ فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا کا ترجمہ ہے۔

یہ نواب صاحب بھوپالی اور میاں صاحب دہلوی کی کوئی کتاب نہیں ہے کہ جو چاہا مطلب بیان کر دیا، جو چاہا ترجمہ کر دیا یہ خدا کی کتاب ہے، اور خدا کے کلام میں اپنی طرف سے من گھڑت باتیں ملانے والوں کا انجام، جی ہاں انجام یہ ہے، خدا کا ارشاد سنو۔

اگر گڑھ لیتا (اپنی طرف سے) ہم پر کوئی بات تو ہم پکڑ لیتے اس کا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اس کی گردن پھر تم میں کوئی نہیں

جو اسے بچائے (الحاقة)

اب مذکورہ بالا آیت کا صحیح ترجمہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

''اے رب ہم نے اپنے بڑوں اور سرداروں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو راستہ سے بھٹکا دیا''

قارئین کرام دونوں ترجموں کا فرق ملاحظہ کرلیں۔

(۱۱) مولانا جونا گڑھی فرماتے ہیں:

قرآن پاک خداوند تعالیٰ کی وحی قرآن وحدیث کو ماننے اور اس کے سوا کسی اور کے نہ ماننے کی کھلے الفاظ میں منادی کرتا ہے، فرماتا ہے اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چیز قرآن وحدیث کی تابعداری کرو۔ ص۴۴۔

میں کہتا ہوں کہ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ کی تفسیر یا ترجمہ میں قرآن و حدیث کہنا یہ مولانا جونا گڑھی کی انتہائی جرأت ہے۔

حدیث کا مقام چاہے جتنا بلند کرو مگر خدا کے کلام میں تحریف تو نہ کرو، جو بات جہاں تک ہو اس سے آگے بڑھنا اور وہ بھی مراد خداوندی بتلاتے وقت، گمراہی اور ضلالت ہے۔ کیا بخاری و مسلم یا احادیث کی دوسری کتابوں میں جو کچھ ہے وہ آسمان سے اترا ہوا کلام خداوندی ہے؟ کیا حدیث مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ میں داخل ہے؟ یہ قرآن کی معنوی تحریف نہیں ہے؟

(۱۲) یہی مولانا جونا گڑھی دیکھئے درج ذیل آیت میں اپنی طرف سے من گھڑت بات بڑھا کر کس طرح اس آیت کے مضمون کو مقلدین پر فٹ کر رہے ہیں فرماتے ہیں:

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا.

یعنی یہ نبی کہیں گے خدایا میری امت کی اس جماعت نے تیری

پاک کتاب چھوڑ رکھی تھی۔ص ۴۵

میں اہل علم سے پوچھتا ہوں کہ قرآن کی اس آیت کا یہ ترجمہ ہے، ترجمانی ہے یا تحریف؟ یہ غیر مقلدین ایسے دیوانے ہو گئے ہیں، خدا کے کلام کا معنی اور مفہوم بیان کرنے میں اس قدر جرأت و بیباکی، نہ حیا نہ شرم، عدم تقلید کا بھوت سر پر سوار ہے۔

میں کہتا ہوں کہ میری اُمت اور اس جماعت کے الفاظ بڑھا کر اس غیر مقلد عالم نے جو مفہوم اخذ کرنا چاہا ہے اس آیت میں اس کا کہیں دور دور نشان بھی ہے؟ قرآن اور خدا کا نام لے کر خلق خدا کو گمراہ کرنے کی ایسی ذلیل حرکت کرنا کیا اہل ایمان کا کام ہو سکتا ہے؟

آیت کریمہ کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔

اور کہیں گے رسول کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا دیکھئے قرآن کہنا کیا چاہتا ہے اور اس غیر مقلد نے قرآن کا مفہوم کیا سے کیا بنا دیا۔

(۱۳) یہی جونا گڑھی صاحب اس کتاب کے ص ۶۸ پر فرماتے ہیں:

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَائَنَا.

یعنی اب انہیں قرآن و حدیث کی تابعداری کرنے کو کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ ہم سے اپنے بڑوں کی تقلید نہیں چھوڑی جا سکتی۔

اس آیت میں وہی تحریف کہ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ میں حدیث کو بھی داخل کر دیا، اور نَتَّبِعُ کا ترجمہ تقلید سے کر کے قرآن کی اس آیت کا مفہوم ہی مسخ کر دیا۔ اِتَّبِعُوْا کا ترجمہ تابعداری سے کیا اور جب یہی لفظ نَتَّبِعُ کی شکل میں آیا تو اس کا ترجمہ تقلید کر دیا، تقلید اور عدم تقلید کا بھوت ایسا سوار ہے کہ ان کی عقل ماؤف ہو چکی ہے۔ اور پھر

کمال تو یہ ہے کہ

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآئَنَا. کا ترجمہ فرمایا جا رہا ہے کہ ہم سے اپنے بڑوں کی تقلید نہیں چھوڑی جا سکتی۔ کیا ٹھکانا ہے اس عقل کا، ناظرین ترجمہ والا قرآن پاک اٹھا کر دیکھ لیں کہ اس آیت کا ترجمہ کیا ہے، اگر اتباع اور تقلید دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے تو پھر غیر مقلدین یہ کیوں کہتے ہیں کہ شریعت میں اتباع جائز ہے اور تقلید حرام؟

(۱۴) مولانا جونا گڑھی طریق محمدی کے ص ۸۷ پر فرماتے ہیں۔

خداوند عالم فرماتا ہے لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ یعنی یہ قرآن پاک ہے جو حکمت والے تعریفوں والے خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے نہ تو اس کے سامنے سے باطل آسکے نہ پیچھے سے، ٹھیک یہی بشارت حدیث شریف کی نسبت بھی وارد ہوئی ہے سورہ جن میں فرمان ہے۔ فَاِنَّهٗ یَسْلُکُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ . یعنی رسول نے رسالت پہونچا دی اس کے معلوم کرنے کو اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر ہوتے ہیں۔

اہل علم غور فرمائیں یہ کسی پڑھے لکھے کی بات معلوم ہوتی ہے یا کسی مجذوب کی بڑ، یہ قرآن کے ساتھ کھیل کیا جا رہا ہے یا قرآن کی آیات کی ترجمانی اور تفسیر یا ان آیات کا ترجمہ کیا جا رہا ہے، حدیث کو وحی الٰہی کا درجہ دینے اور قرآن کے ہم مرتبہ بنانے کی یہ کوشش دین و ایمان کی کون سی قسم ہے؟ ان آیات سے جو معنی اور جو مفہوم ہمارے یہ غیر مقلد صاحب اخذ کرنا چاہ رہے ہیں اس کا ان آیات میں کہیں دور دور بھی پتہ ہے؟ مضامین قرآن کی یہ تحریف انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں غیر مقلدین حضرات ہی سے گذارش کروں گا کہ اگر انصاف و دیانت کا ان کے یہاں کچھ نام و نشان ہے تو بتلائیں کہ مولانا محمد جونا گڑھی غیر مقلد صاحب کا یہ کلام ان آیات قرآنیہ کے مضامین کی تحریف ہے کہ نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر غیر مقلدین علماء نے اپنے کانوں میں آج تک انگلی کیوں ڈال رکھی ہے صرف دوسروں ہی کی تحریفات انہیں نظر آتی ہیں، یہ جو تحریفات کے بڑے بڑے شہتیر ہیں آخر وہ ان کی نگاہ سے کیوں غائب رہتے ہیں۔

یہاں ''رسول'' کی نہیں ''رسولوں'' کی بات کی جارہی ہے، اور یہ صاحب صرف رسول کا ذکر کر کے لوگوں کا ذہن نبی آخر الزمان محمد ﷺ کی طرف پھیرنا چاہتے ہیں تاکہ کسی طرح ''حدیث'' کا وہ غلط مفہوم اخذ ہو سکے جس کی کوشش میں یہ مولانا صاحب قرآن کی تحریف میں لگے ہوئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد

(۱۵) مولانا محمد صاحب جونا گڑھی فرماتے ہیں:

ناظرین یہ ہے نقشہ آپ کے سامنے اب ایک شخص جو صرف ابو حنیفہ نام سن کر ہی دم بخود ہو جانے والا ہو وہ غور تو کرے کس ابو حنیفہ کا کلام مجھے لوگ پہنچارہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کہا جائے مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اَسْمَآء سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآئُكُمْ مَنْ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَان، یعنی نام کی پکار وہ چیز ہے جس پر کوئی دلیل نہیں، (طریق محمدی ص ۶۵)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دشمنی میں یہ صاحب قرآن میں سخت قسم کی تحریف معنوی کے مرتکب ہوئے ہیں، قرآن کے الفاظ آپ کے سامنے ہیں مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ کا لفظ دیکھئے اور ان قابل مفسر یا مترجم کا ترجمہ دیکھئے فرماتے ہیں کہ یعنی نام کی پکار وہ چیز ہے جس پر کوئی دلیل نہیں، کوئی صاحب ان سے پوچھیں کہ

کیا یہ مَاتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ کا ترجمہ ہے؟ قرآن کی یہ تحریف انا للہ وانا الیہ راجعون پوری آیت کا ترجمہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

تم لوگ نہیں پوجا کرتے ہو (عبادت کرتے ہو) اللہ کے سوا مگر کچھ ناموں کی جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیا ہے اللہ نے ان کے ساتھ کوئی دلیل نہیں اتاری۔

کسی بھی لغت میں عبادت کا ترجمہ پکارنا نہیں ہے، مگر یہ غیر مقلد عالم صاحب امام ابوحنیفہ اور احناف کی دشمنی میں یہاں عبادت کا ترجمہ نام کا پکارنا کررہے ہیں۔ خدا کی پناہ قرآن کا نام لے کر اور قرآن کے ساتھ یہ جرأت و گستاخی قرآن کی جس آیت کو جہاں چاہا فٹ کردیا، جو چاہا اس کا معنی بیان کردیا اور اپنی من مانی جو چاہا آیت قرآنیہ کی تفسیر کردی، کچھ ٹھکانا ہے اس ضلالت و گمرہی کا۔

(۱۶) یہی جوناگڑھی صاحب فرماتے ہیں:

حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم خدا ہوتا ہے یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى الۡاَرۡضِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ وَلَا تَتَّبِعِ الۡهَوٰى (ص آیت ۲۶) پس یہاں بھی تقسیم انہیں دونوں قسموں کی طرف ہے یعنی یا تو حق جو وحی الٰہی ہے یعنی قرآن وحدیث یا اتباع ہویٰ یعنی اس کے سوا جو ہے۔ (طریق محمدی ص ۸۰)

یہ قرآن کی آیت کا مطلب بیان ہورہا ہے یا مارو گھٹنا پھوٹے سر والا کام انجام دیا جارہا ہے ناظرین غور فرمائیں کہ اس آیت کا تعلق حضرت داؤد علیہ السلام سے ہے خدا کا ارشاد ہوتا ہے کہ اے داؤد ہم نے زمین میں تم کو حاکم بنایا ہے، پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا کرنا اور خواہش کی اتباع مت کرنا۔

اس آیت میں تو حاکموں کو یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ مقدمات کے فیصلہ کرتے وقت حق کی رعایت ملحوظ رہے اور کسی معاملہ میں اپنی خواہش کی پیروی نہ کی

جائے کہ جس سے کسی صاحب حق کا حق مارا جائے۔

مگر ان غیر مقلد صاحب کو جن پر رد تقلید کا بھوت سوار ہے، حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں قرآن وحدیث نظر آتا ہے، کیا داؤد علیہ السلام پر قرآن نازل ہوا تھا، یا داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں حدیث تھی کہ داؤد علیہ السلام کو قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا پابند بنایا جارہا ہے۔

سچ ہے اللہ والوں سے دشمنی عقل کو الٹ دیتی ہے، اور جن کی عقل الٹ جائے تو اگر ان کو حضرت داؤد کے زمانہ میں قرآن وحدیث نظر آنے لگے تو کچھ تعجب نہیں۔

(۱۷) یہی مولانا جوناگڑھی صاحب جو بیچارے رد تقلید کے جوش میں اپنا ہوش کھو بیٹھے ہیں۔ فرماتے ہیں:

> اور جگہ فرماتے ہے: اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ (اعراف آیت ۳) مسلمانو صرف اسی کی اتباع کرو جو تمہاری جانب تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے اس کے سوا اپنی فرضی مقتداؤں کی تابعداری میں نہ لگو۔

(طریق محمدی ص ۸۰)

اولیاء کا ترجمہ مولانا جوناگڑھی فرضی مقتداؤں کر رہے ہیں، ناظرین آپ قرآن کھولیں آٹھویں پارہ میں سورہ اعراف کی تیسری آیت کسی بھی ترجمہ والے قرآن میں دیکھ کر آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کس مترجم نے اولیاء کا ترجمہ فرضی مقتداؤں سے کیا ہے۔

یہ غیر مقلدین قرآن کو میاں صاحب دہلوی اور نواب صاحب بھوپالی کی کوئی کتاب سمجھ رہے ہیں کہ جس لفظ کا جو چاہا مطلب بیان کردیا۔

یہ شریعت کے خادم ہیں، قرآن وحدیث پر فریفتہ ہونے والے اور جان چھڑکنے والے ہیں، اور حال یہ ہے کہ قرآن کو اپنی خواہش کا تابع بنا رکھا ہے، جو چاہا

ترجمہ کر دیا، جو چاہا مطلب بیان کر دیا، اور یہ بھول گئے کہ قرآن پاک کا اپنی رائے سے مطلب بیان کرنا سیدھا جہنم میں لے جائے گا۔

غیر مقلدیت خدا اور رسول کی شان میں انسان کو کتنا جری بنا دیتی ہے ناظرین اس کا اندازہ کر رہے ہوں گے۔[1]

(۱۸) مولانا جونا گڑھی فرماتے ہیں:

یہی لفظ ذکر اس آیت میں بھی ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ یعنی اس ذکر کو ہم نے اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں مسلمانو! ایمان سے بتلاؤ کیا اس لفظ ذکر سے سوا قرآن و حدیث کے کچھ اور بھی مراد ہوسکتا ہے۔ص ۱۴۰

یہاں بھی وہ تحریف، اور وہی قرآن کے برابر حدیث کو کرنے کی سعی ناپاک۔ میں عام مسلمانوں سے گذارش کروں گا، چودھواں سپارہ کا پہلا صفحہ کھولیں اس پر آپ کو یہ آیت مل جائے گی پھر کسی بھی ترجمہ والا قرآن یا کوئی بھی عام فہم تفسیر میں دیکھ لیں سلف میں سے کسی صحابی یا تابعی نے ''الذکر'' سے مراد یہاں قرآن کے سوا حدیث کو بھی لیا ہے؟

خدا تو دشمنان اسلام سے مخاطب ہو کر یہ کہتا ہے کہ:

یاد رکھو اس قرآن کو اتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔

اور مفسرین تو یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الٰہی ہے۔

اور جونا گڑھی صاحب تحریف کرتے ہوئے نہایت بے شرمی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس سے مراد قرآن کے ساتھ حدیث بھی ہے، اور جس طرح اللہ نے قرآن کو

---

[1] میری کتاب تحریفات قرآنیہ اور غیر مقلدین علماء میں مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیے گا۔ انشاء اللہ یہ کتاب بہت جلد طبع ہوگی۔

آسمان سے اور لوح محفوظ سے نازل کیا اسی طرح حدیث بھی نازل کی گئی ہے اور جس طرح قرآن کی حفاظت کا وعدہ الٰہی ہے اسی طرح حدیث کی حفاظت کا بھی وعدہ الٰہی ہے۔

قرآن کے الفاظ سے یہ کھلواڑ کرنے والے اپنے ایمان کی خیر منائیں اور دوسروں پر تحریف قرآن کا افتراء کرنے والے اور بھول چوک کو تحریف کا نام دیکر پروپیگنڈہ کرنے والے اپنے گریبان میں بھی ذرا منہ ڈال کر دیکھ لیں۔

ناظرین کرام یہ چند مثالیں میں نے غیر مقلدین علماء کی صف کے دو بڑے علماء کی قرآن کے سلسلہ میں تحریف لفظی و معنوی کی پیش کی ہیں، آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ غیر مقلدین علماء کے نزدیک قرآن کے سلسلہ میں کس درجہ بداحتیاطی برتی جاتی ہے، ان کے نزدیک قرآن کے مفہوم کے توڑ مروڑ کا سلسلہ کس قدر زور و شور سے قدیم ہی سے جاری رہا ہے، ان کے نزدیک خدا اور رسول کا درجہ برابر ہے، ان کے نزدیک قرآن و حدیث کا درجہ برابر ہے، ان کے نزدیک حدیث بھی آسمان سے اتری ہوئی چیز ہے، ان کے نزدیک جس طرح قرآن کی یہ صفت ہے کہ لَایَاتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ م بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ بالکل یہی صفت حدیث کی بھی ہے کیا یہ گمراہی نہیں ہے؟ کیا یہ دین و شریعت کو بدلنا نہیں ہے؟ کیا یہ بد دینی نہیں ہے؟ آج تک سلف و خلف میں سے کس نے حدیث کو قرآن کا درجہ دیا، کس نے کہا کہ قرآن کی طرح حدیث بھی آسمان سے اتری ہے، کس نے کہا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر میں ذکر سے مراد حدیث بھی ہے؟!

اور جب غیر مقلدین کی ان گمراہیوں پر ان کو متنبہ کیا جاتا ہے تو یہ اپنی اصلاح حال کیا کرتے دوسروں کو سب و شتم کرتے ہیں فانا للہ و انا الیہ راجعون

اس طرح خلق کو گمراہ کیا کرتے ہو
غیرت حق کو چیلنج دیا کرتے ہو

---

[1] ہمارے ایک کرم فرما فرماتے ہیں "تقلید اور جمود سے باہر نکلئے، یہ ذہنیت آج کے دور میں مقبول نہیں ہوسکتی" (محدث بنارس اگست ۹۶ء) یہ غیر مقلدین حضرات جو تقلید اور جمود سے باہر نکل گئے ہیں قرآن کے ساتھ یہ معاملہ کررہے ہیں قرآن کی تحریف کررہے ہیں، غلط معنی بیان کررہے ہیں، غلط تفسیر کررہے ہیں، اور یہ سب ماشاءاللہ "مقبول ذہنیت" کے ساتھ کررہے ہیں۔

غیر مقلدین حضرات کے چند فقہی مسائل

غیر مقلدین حضرات کا ایک رسالہ ہے جس کا نام تعلیم الصلوٰۃ ہے اس کے ٹائیٹل پر درج ذیل عبارت ہے۔

رسالہ ''تعلیم الصلوٰۃ'' جس میں اسلام کے رکن اعظم (نماز) کے متعلق تمام ضروری مسائل (جن کا جاننا تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر لازم ہے) سادہ اور سلیس اردو میں بیان کئے گئے ہیں۔

منجانب: اہلحدیث کانفرنس دہلی بمنظوری اراکین مجلس شوریٰ۔

اس رسالہ کے اس تعارف سے کتاب کی قیمت کا اندازہ لگتا ہے، غرض یہ رسالہ باتفاق علمائے اہلحدیث معتبر اور مستند ہے۔ اب اس رسالہ کے مندرجہ ذیل مسائل دیکھئے۔

(۱) نواقض وضو کے سلسلہ میں لکھا ہے:

پیشاب پاخانہ ہوا نکلنے سے اور لیٹ کر سو جانے سے اور اونٹ کا گوشت کھانے سے اور قے ہو جانے سے اور ذکر کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ص۵

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قے مطلقاً ناقض وضو ہے خواہ اس کی مقدار تھوڑی ہو یا زیادہ۔

نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کا چھونا بھی مطلقاً ناقض وضو ہے خواہ پردہ کے ساتھ ہو یا بلا پردہ۔

(۲) موجبات غسل کے سلسلہ میں لکھا ہے:

اس طرح صحبت کرنے سے جب منی شہوت کے ساتھ نکلے (یعنی غسل واجب ہوتا ہے)؟

اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی نے جماع کیا اور اس کو منی بھی نکلی مگر یہ منی

شہوت کے ساتھ نہیں نکلی تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔

جی ہاں اجتہاد اور تفقہ فی الدین اسی کا نام ہے۔

(۳) نیز موجبات غسل کے سلسلہ میں لکھا ہے:

یا دونوں (یعنی میاں بیوی) کے ستر ملنے سے ص ۵

اوپر لکھا ہے کہ صحبت کرنے سے بھی غسل واجب نہیں ہوگا تا آنکہ منی کا خروج ہو اور خروج بھی شہوت کے ساتھ ہو، اور یہاں فرمایا جارہا ہے کہ اگر میاں بیوی کا محض ستر بھی مل گیا تو بھی غسل واجب ہوگا۔ عورت کا ستر پورا بدن ہے چہرہ اور کف اور قدم کو چھوڑ کر اور مرد کا ستر گھٹنے سے ناف تک ہے۔

اب ان غیر مقلدین حضرات سے پوچھئے کہ اگر مرد کی ران عورت کی پیٹھ پر یا اس کی ران پر یا اس کے پیٹ پر پڑ جائے، اور دونوں کی ستر اس طرح سے چھو جائے تو کیا محض اس چھو جانے سے بھی مذہب غیر مقلدین میں غسل واجب ہوتا ہے؟

''مجتہد صاحبوں کے کیا کہنے''

(۴) نیز موجبات غسل کے بیان میں یہ بھی لکھا ہے:

اسی طرح مسلمان مرنے سے اور مسلمان ہونے سے غسل کرنا لازم آتا ہے۔ ص ۵

لیجئے اب مردے بھی غسل کیا کریں گے، اور جب وہ مر جائیں گے تو مردوں سے کہا جائے گا، زندہ ہو جاؤ اور غسل کرو تم پر غسل واجب ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب وہ مردہ غسل کر کے پھر مرے گا تو پھر اس پر غسل واجب ہوگا۔ اور زندہ ہونے اور مرنے کا یہ سلسلہ جاری رہے گا آخر اس کو کفنایا اور دفنایا کب جائے گا۔؟

اور رہا یہ سوال کہ مردہ زندہ کیسے ہوگا تو اس کا آسان نسخہ یہ ہوگا کہ کسی بھی چلتے پھرتے عالم جاہل غیر مقلد کو پکڑ لایا جائے گا اور وہ

ابن قیم مدد ے   قاضی شوکاں مدد ے

کا ایک نعرہ موحدانہ مارے گا اور مردہ دم کی دم میں اٹھ کر بیٹھ جائے گا غرض اس طریقہ سے مردہ کا زندہ ہونا تو آسان ہے مگر اصل مسئلہ وہی ہے کہ آخر وہ مردہ پھر مرے گا تو پھر اس پر غسل واجب ہوگا آخر اس تسلسل سے نجات کی کیا شکل ہے؟

غیر مقلدین حضرات بس اس کا حل بتلا دیں

اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی

(۴) اسی رسالہ میں لکھا ہے:

پھر مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے یہ نماز اہل حدیث کے نزدیک واجب ہے ص ۹

مگر اس واجب پر عموماً اہلحدیث حضرات کا عمل نہیں۔

(۵) اسی کتاب میں لکھا ہے:

پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (پڑھے) یہ ہر سورت قرآن کی ایک آیت ہے نماز جہری میں جہر سے اور نماز سری میں سر سے کہنا بہتر ہے۔ ص ۱۱

جب بسم اللہ کا جہری میں جہر سے کہنا بہتر ہے تو آمین کی طرح غیر مقلدین کی مساجد میں یہ سنائی کیوں نہیں دیتا، کم سے کم ہمارے اطراف کے غیر مقلدین کی مسجدیں اس شور سے نا آشنا ہیں اور کہیں ہو تو ہو۔

ذرا غیر مقلدین حضرات یہ بھی بتاتے چلیں کہ بسم اللہ جہراً نماز میں کہنے کی کوئی حدیث صحیح بھی ہے؟

(۶) اسی کتاب میں ہے:

اور فجر و مغرب و عشاء میں پکار کر اور جیسے تشہد اوسط کو جلد پڑھ کر کھڑا ہو جائے ص ۱۱

اس ''جیسے'' کا کیا مطلب ہے یعنی فجر اور مغرب اور عشاء میں جس طرح پکار کر قرأت کرنی ہے اس طرح ''تشہد اوسط'' کو بھی پکار کر پڑھا جائے گا۔

جن کو صحیح عبارت لکھنے کا ڈھنگ نہیں انہیں حوصلہ ہوتا ہے کہ وہ مجتہد بنیں اور قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط کریں۔

پھر تشہد کو جلد پڑھنے کا کیوں حکم ہے، نماز تو اطمینان سے پڑھی جاتی ہے کیا یہ ''تشہد اوسط'' نماز سے باہر ہے کہ اس کو جلد پڑھنا ضروری ہے، یا اس وجہ سے اس کو جلد پڑھنا چاہئے کہ اس میں پیارے نبی ﷺ پر سلام پڑھا جاتا ہے؟

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(۷) اسی کتاب میں لکھا ہے:

پھر تشہد اخیر کے بعد جونسی دعا چاہے ماثور یا غیر ماثور مانگے ص ۱۲

یہ رسالہ مسلمان مرد اور عورتوں کو نماز کا طریقہ سکھلانے کے لئے لکھا گیا ہے اور اہلحدیث کانفرنس اور ان کی مجلس شوریٰ کے اراکین کی متفقہ منظوری کے بعد شائع کیا گیا ہے، اس میں تو نماز کے ہر عمل کا وہ طریقہ بتلانا چاہئے تھا جو ماثور ہو، غیر ماثور طریقہ بتلانا خصوصاً ان لوگوں کو جو ہم اہلحدیث ہیں برادر کا نعرہ لگاتے ہیں زیب نہیں دیتا۔ تشہد اخیر کے بعد ماثور دعائیں ہی مانگنا بہتر ہے، غیر ماثور دعائیں تو صرف جواز کی حد تک ہیں۔

اور جب ''غیر ماثور'' دعائیں مانگنے کا ذکر آ ہی گیا تھا تو پھر اس غیر ماثور کی پوری تفصیل بیان کرنی ضروری تھی کہ کون سی غیر ماثور دعائیں جائز ہیں اور کون سی نہیں، کیا ہر غیر ماثور دعا مانگی جاسکتی ہے یا اس میں کچھ تفصیل ہے؟

(۸) اسی کتاب میں ہے:

(ف) حضرت نے ایک شخص کو جس نے بری طرح نماز پڑھی تھی اور اچھی طرح رکوع وسجدہ وغیرہا نہیں کیا تھا اس طرح نماز پڑھنا سکھایا تھا کہ پہلے تو اچھی طرح وضو کر پھر قبلہ رخ ہو کر اللہ اکبر کہہ

پھر جو قرآن پڑھ سکے وہ پڑھ پھر رکوع کر ساتھ اطمینان کے پھر سیدھا کھڑا ہو برابر پھر سجدہ کر اطمینان سے پھر سر اٹھا کر چین سے بیٹھ جا پھر دوسرا سجدہ باطمینان تمام کر پھر بیٹھ کر اٹھ اور برابر کھڑا ہو جا پھر اسی طرح ساری نماز پڑھ جس طرح کہ اس رکعت کا طریقہ تجھ کو سکھا دیا ہے، اس حدیث کو حدیث مسئی کہتے ہیں اصل کیفیت نماز میں یہی ایک حدیث ہے۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ غیر مقلدین حضرات کی متفق علیہ جماعت جس میں تمام علماء ہی ہیں ان کی طرف سے منظور شدہ اس نماز کے رسالہ میں بڑے کھلے الفاظ میں بغیر کسی ایچ پیچ کے یہ اعتراف کیا جا رہا ہے کہ ''اصل کیفیت نماز میں یہی ایک حدیث ہے''

اور اس حدیث میں جو اصل کیفیت نماز کی واحد حدیث ہے، نہ اس کا بیان ہے کہ تجھ کو سورہ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے اور نہ اس کا بیان ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا بھی ہے۔

مگر یہ غیر مقلدین حضرات ہر مصلی کے لئے سورہ فاتحہ بھی ضروری بتلائیں گے اور رفع یدین کرنے پر بھی اصرار کریں گے، اور جو یہ نہ کرے اسکی نماز کو ناقص بتلائیں گے۔

(۹) اسی کتاب میں ہے۔

چار رکعت نفل میں چاروں قل پڑھے اور دو رکعت میں ''قلیا'' اور قل ھو اللہ احد'' ص ۱۸

یہ ''قلیا'' کیا چیز ہے کیا عام لوگ اس قلیا کو سمجھ لیں گے، یہ غیر مقلدین حضرات کی عام فہم زبان ہے۔

(۱۰) اسی کتاب میں ہے:

قیام شہر رمضان کی بڑی فضیلت آئی ہے لیکن تعداد رکعات کی
ثابت نہیں غالبًا[1] مع وتر نماز تہجد سے زیادہ نہ تھی مگر بیس تیس
چالیس رکعت بھی جائز ہیں ص۲۰

اس عبارت سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ قیام رمضان یعنی تراویح کی رکعات غیر مقلدین کے یہاں ثابت نہیں ہے، غیر مقلدین جو ۸/رکعت پڑھتے ہیں وہ محض اٹکل سے پڑھتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ نماز تراویح الگ ہے اور تہجد کی نماز الگ ہے، اب جو غیر مقلدین حضرات نماز تہجد ہی کو رمضان میں تراویح کہتے ہیں ان کا یہ کہنا اس عبارت کی روشنی میں صحیح نہیں ہے۔

کس سے محرومیٔ قسمت کی شکایت کیجئے
دوست سمجھے تھے جسے جان کا دشمن نکلا

(۱۱) اسی کتاب میں تراویح کے بارے میں لکھا ہے:

اور یہ نماز گھر میں بہ نسبت مسجد کے افضل ہے۔ص۲۰

آج کل عام طور پر غیر مقلدین حضرات مسجد میں تراویح پڑھتے ہیں اور باصرار اسی غیر افضل طریقہ کو اپنائے ہوئے ہیں، بلکہ بعض حضرات مسجد ہی میں تراویح با جماعت کو مسنون کہتے ہیں، غیر افضل عمل کو مسنون کہنا جیسا کچھ ہے وہ ظاہر ہے۔

(۱۲) اسی کتاب میں ہے۔

امام کی نماز میں خلل پڑنے سے مقتدی کی نماز نہیں جاتی ہے بلکہ
ہو جاتی ہے،ص۲۰

اب مثلاً کسی غیر مقلد امام صاحب نے نماز میں گوز مار دیا تو گو کہ امام کی نماز میں خلل پیدا ہو گیا ہے مگر غیر مقلدین مقتدی اس گوز مارنے والے امام کے پیچھے نماز

---

[1] ناظرین اس ''غالبًا'' کو نوٹ کر لیں، کل کلمہ غالبًا آج محرف ہو کر علم قطعی بن گیا ہے، اب آٹھ ہی رکعت تراویح غیر مقلدین کے یہاں سنت ثابتہ ہے۔

پڑھتے رہیں گے اور ان کی نماز بلا کسی خلل کے تام اور کامل ہوگی۔

ایک طرف تو یہ مسئلہ ہے اور دوسری طرف اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔

(۱۳) جب امام سجدہ (سہو) کرے تو مقتدی بھی کرے۔ص ۲۰

جب یہ بات غیر مقلدین کے یہاں مسلم ہے کہ امام کی نماز میں خلل پڑنے سے مقتدی کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا تو امام کے سجدہ سہو کرنے سے مقتدی پر کیوں سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا، امام کا سجدہ سہو کرنا کسی خلل کے واقع ہی ہونے سے ہوگا، اور امام کی نماز کا فساد اور اس کی نماز میں خلل کا واقع ہونا مقتدی کی نماز کو کسی درجہ میں متاثر نہیں کرتا تو پھر یہ مقتدی سجدہ سہو کیوں کرے؟

بریں عقل و دانش بباید گریخت

(۱۴) اسی کتاب میں لکھا ہے:

جو نماز عمداً ترک ہوئی ہے اس کی قضا پڑھے۔ص ۲۰

یعنی کیا مطلب؟ کیا جو نماز بلا عمد و قصد ترک ہوئی ہو اس کی قضا نہیں پڑھے گا؟ اگر نہیں پڑھے گا تو کیوں؟ کتاب و سنت سے اس کی دلیل پیش کی جائے۔ آپ تو یہ کہتے ہیں اور کنز الحقائق میں نواب وحید الزماں غیر مقلد عالم فرماتے ہیں جو نماز قصداً چھوڑی جائے اس کی قضا نہیں ہے، ان دونوں میں سے کون سا مسئلہ صحیح ہے جماعت غیر مقلدین فیصلہ کرے۔

(۱۵) اسی کتاب میں ہے

خطبہ منجملہ شعائر دین کے ہے یہ خطبہ عربی زبان میں بہتر ہے۔ص ۲۱

افسوس کہ غیر مقلدین حضرات اس "بہتر" پر عمل کیا کرتے جو اس بہتر پر عمل کرتا ہے اور جمعہ کا خطبہ عربی زبان میں پڑھتا ہے اس پر یہ حضرات لعن طعن کرتے ہیں۔

نگاہیں جب بدلتی ہیں حیرت
کھٹکتی ہیں کسی کی خوبیاں تک

(۱۶) اسی کتاب میں یہ مسئلہ بھی ہے۔

خائن اور قاتل نفس اور کافر اور مرتد وشہید کے لئے نماز جنازہ نہیں ہے۔ص ۲۳

اب معلوم نہیں خائن اور قاتل نفس پر نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی جائے گی، کیا یہ دونوں اپنے گناہوں کی وجہ سے ایمان سے خارج ہو چکے ہیں؟ کیا اہل سنت کا یہی مذہب ہے؟

اور پھر شہید کو کافروں اور مرتد کے ساتھ ذکر کرنا غیر مقلد حضرات کی صحت دماغی کا کافی پتہ دیتا ہے۔

(۱۷) اسی کتاب میں یہ بھی ہے:

مردہ بچہ اگر پیدا ہو نماز نہیں مگر جب کہ وہ (یعنی مردہ بچہ) روئے جائز ہے۔ص ۲۳

''وہ'' کا ارشارہ مردہ بچہ ہے، غیر مقلدین کے یہاں مردہ بچہ بھی روتا ہے یہ نیا انکشاف ہے۔

تنبیہ

یہ رسالہ تعلیم الصلوٰۃ جس کے بارے میں مصنف رسالہ لکھتا ہے:

اس رسالہ میں بچوں کیلئے ترکیب وضوو غسل ونماز لکھی گئی ہے ص ۲

اپنے اسلوب تحریر اور اپنی ژولیدہ بیانی کی وجہ سے اس لائق نہیں ہے کہ بچے اس سے فائدہ اٹھائیں بلکہ اس سے بڑے کا بھی فائدہ اٹھانا مشکل ہے۔

زکوٰۃ کا پیسہ ان جگہوں پر بھی لگایا جا سکتا ہے

اہلحدیث کانفرنس نے باتفاق مجلس شوریٰ جمعیۃ اہل حدیث ایک دوسرا رسالہ ''تعلیم الزکوٰۃ'' کے نام سے مسلمان بچے اور بچیوں کو مسائل زکوٰۃ سکھانے کے لئے شائع کیا تھا اس رسالہ کا یہ مسئلہ ملاحظہ فرمائیں:

(زکوٰۃ کے مصارف میں سے ایک مصرف قرآن نے فی سبیل اللہ بیان کیا ہے، جمہور کے یہاں اس سے مراد غازیان اسلام ہیں یعنی وہ لوگ جو اللہ کے راستہ میں کافروں سے جہاد کرنے والے ہوں، اس مسئلہ کی پوری تفصیل میری کتاب ''مسائل غیر مقلدین'' میں ہے۔ اس فی سبیل اللہ کے بارے میں اس رسالہ تعلیم الزکوٰۃ میں ہے)

(۱۸) ''میں کہتا ہوں اگر چہ غالباً مراد راہ خدا سے جہاد ہوا کرتا ہے لیکن لفظ عام ہے تو جس چیز پر عرفاً و شرعاً و لغتاً لفظ فی سبیل اللہ صادق آئے گا وہ جگہ بھی مصرف زکوٰۃ ہو سکتی ہے.......... جیسے عمارت مساجد سرائے و مدارس پل و کنویں کھدوانا اور قرآن مجید کا پھیلانا و کتب تفسیر و حدیث'' ص ۹

اب معلوم نہیں میاں نذیر حسین دہلوی شیخ الکل فی الکل کو اس عرفاً و شرعاً و لغتاً کا پتہ تھا یا نہیں، انہوں نے فتاویٰ نذیریہ میں زکوٰۃ کا مال مذکورہ بالا جگہوں میں خرچ کرنے کو جائز نہیں رکھا ہے۔

زکوٰۃ کا پیسہ صرف اپنے شہر کے فقراء پر خرچ کیا جائے گا

(۱۹) اسی رسالہ میں یہ مسئلہ بھی ہے:

امام پر واجب ہے کہ ہر جگہ کے تونگروں سے زکوٰۃ لیکر اسی جگہ کے فقراء کو دے۔ ص ٦

مگر غیر مقلدین حضرات اپنی زکوٰۃ کے پیسے باہر بھیجتے بھی ہیں اور باہر سے لاتے بھی ہیں، ان کے نزدیک اس ممنوع شرعی کا ارتکاب بڑے زور و شور سے جاری ہے، ان کے مدرسوں کی شاندار عمارتیں ان کے اداروں کی آسمان سے چھوتی ہوئی بلڈنگیں سب اسی ممنوع اور ناجائز اموال زکوٰۃ سے بنی ہوئی ہیں، جہاں دین کا کام اور کتاب و سنت کی بزعم خود تعلیم اور خدمت ہو رہی ہے۔

فرقہ اہلحدیث کے بارے میں ایک من گھڑت افترأ یا حقیقت؟

(۲۰) مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ اپنے رسالہ ''اہلحدیث کا مذہب'' کے ص ۴ پر فرماتے ہیں:

فرقہ اہلحدیث کی نسبت کئی ایک من گھڑت افتراء لگائے گئے ہیں اور لگائے جاتے ہیں، بڑا افتراء جس نے اس فرقہ کو سب کی نظروں میں حقیر اور مطعون کر رکھا ہے (اور واقعی وہ افتراء درصورت ثابت ہونے کے اسی ذلت اور حقارت کو مستلزم ہے) یہ ہے کہ یہ لوگ انبیاء اور اولیاء کی توہین کرتے ہیں'' ص ۴

اس عبارت میں کئی باتیں قابل ملاحظہ ہیں:

اولاً یہ کہ یہ ہندوستان کا فرقہ اہلحدیث اپنے وجود کے زمانہ ہی سے برصغیر ہند میں ذلیل وحقیر رہا ہے۔ مولانا امرتسری خود اسکا اعتراف کر رہے ہیں۔

ثانیاً یہ کہ لوگوں کی نگاہوں میں اس کے حقیر و ذلیل ہونے کی وجہ یہ تھی کہ عام طور پر یہ بات لوگوں میں مشہور تھی کہ یہ فرقہ انبیاء اور اولیاء کی توہین کرتا ہے۔

(اگرچہ مولانا امرتسری مرحوم اس بات کو افتراء بتلاتے ہیں مگر آخر کچھ تو وجہ رہی ہوگی کہ فرقہ اہلحدیث کے بارے میں برصغیر ہند و پاک میں یہ بات زبان زد عوام ہوئی، زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو)

ثالثاً یہ کہ اگر فی الواقع کسی فرقہ کے بارے میں یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتا ہے تو وہ اس لائق ہے کہ لوگ اس کو حقیر و ذلیل جانیں، اور یقیناً وہ فرقہ حقیر و ذلیل ہوگا۔

مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ کہتے ہیں کہ فرقہ اہلحدیث کے بارے میں یہ بات غلط اور افتراء ہے کہ وہ انبیاء اور اولیاء کی توہین کرتا ہے میں یہاں پر صرف چند ہی باتیں ذکر کرتا ہوں اور ناظرین کرام کو حکم بنا کر فیصلہ چاہوں گا کہ وہ خدا کو حاضر و ناظر

جان کر فیصلہ فرمائیں کہ ان باتوں سے انبیاء واولیاء کی توہین لازم آتی ہے یا نہیں۔

(۱) اہلحدیث کانفرنس نے بمنظور مجلس شوریٰ اہلحدیث ایک رسالہ ''تعلیم الصیام'' کے نام سے بچے اور بچیوں کیلئے لکھا ہے اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے:

نوح علیہ السلام کا مزاج سخت تھا۔ ص ۱۱

میں پوچھتا ہوں کہ کسی نبی کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کا مزاج سخت تھا یہ اس کی تعظیم کی بات ہے یا عدم تعظیم کی، اور کیا کسی بھی مسلمان کو زیب دیتا ہے کہ وہ اس طرح کا کلمہ کسی نبی معصوم کے بارے میں اپنی زبان سے ادا کرے۔

ممکن ہے کہ غیر مقلدین حضرات کہہ دیں کہ ہمارے نزدیک یہ کلمہ توہین کا نہیں ہے، تو میں نے حکم ان کو نہیں بنایا ہے، میں اپنا یہ مقدمہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے عوام کی عدالت میں پیش کر رہا ہوں، کیا واقعی عام مومنین کا یہی فیصلہ ہوگا کہ کسی نبی کے بارے میں اس طرح کے کلمات موجب توہین نہیں ہیں؟

اور پھر میں غیر مقلدین حضرات سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہی کلمہ ان کے اکابر کی شان میں استعمال کیا جائے تو اس کا کیا ردعمل ہوگا۔ مثلاً میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے بارے میں یا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری کے بارے میں یا حافظ عبدالرحمٰن مبارکپوری کے بارے میں یہ کہا جائے کہ دہلوی صاحب کا مزاج بڑا سخت تھا غازی پوری صاحب کا مزاج بڑا سخت تھا مبارکپوری صاحب کا مزاج بڑا سخت تھا۔ تو کیا یہ کڑوا گھونٹ غیر مقلدین آسانی سے پی جائیں گے۔

مزاج کی سختی یہ انسان کی محمود صفت نہیں ہے۔ یہ اس کی صفت غیر محمود ہے اور اسی وجہ سے قرآن میں آنحضورؐ کے بارے میں ارشاد ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران)

یعنی سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا ان کو اور اگر ہوتا تند خو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سخت مزاجی تند خوئی اور سخت دلی وغیرہ انسان کی مذموم صفتیں ہیں، ان صفات سے انبیاء علیہم السلام پاک ہوتے ہیں اسلئے کسی نبی کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کا مزاج سخت تھا بڑی توہین کی بات ہے، ایک عام آدمی بھی اپنے حق میں اس کہنے کو توہین سمجھتا ہے اور خود غیر مقلدین حضرات بھی اس کو کلمہ توہین ہی سمجھتے ہیں اسی لئے وہ اپنے اکابر کے بارے میں اس کو سننا گوارہ نہیں کریں گے۔

(۲) مولانا محمد جونا گڑھی کا ایک رسالہ "ملت محمدی" کے نام سے ہے اس میں موصوف رقم طراز ہیں:

"پس اہلحدیث پر وہی اعتراض عائد ہوسکتا ہے جو قرآن اور صحیح حدیث پر ہو" ص ۷

اس عبارت میں یہ دعویٰ موجود ہے کہ اہلحدیث حضرات اپنے کو ہمسر خدا ورسول جانتے ہیں کہ جس طرح خدا ورسول پر اور خدا ورسول کی کسی بات پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا ہے اسی طرح اہلحدیث پر بھی کسی طرح کا اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

میں کہتا ہوں کہ کیا اس سے بڑھ کر بھی خدا ورسول کی شان میں گستاخی ہوسکتی ہے کہ آدمی اپنے کو خدا ورسول کے منصب پر فائز ہونے کا مدعی بن جائے۔؟

اور رہا غیر مقلدوں کا یہ کہنا کہ اہل حدیث پر وہی اعتراض عائد ہوسکتا ہے جو قرآن اور صحیح حدیث پر ہو۔ اس کی ہوایوں نکل جاتی ہے کہ قرآن پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوسکتا کہ اس کی کسی بات میں کوئی شک وشبہ۔ یا غلطی کا امکان ہے۔

کیا اہلحدیث حضرات اپنے بارے میں بھی یہ دعویٰ کریں گے کہ ان کی بات قرآن کی طرح شک وشبہ اور غلطی کے امکان سے بالاتر ہوتی ہے۔

بہر حال میں اس بات کو بہت زیادہ طول نہیں دینا چاہتا ورنہ میں بتلاتا کہ

ملت محمدی کا مذکورہ بالا کلام اللہ ورسول کے حق میں کس قدر توہین امیز ہے۔ میں نے یہاں صرف اشارے کر دیئے ہیں۔

(۴) یہی مولانا محمد جونا گڑھی صاحب اپنی ایک دوسری کتاب طریق محمدی میں فرماتے ہیں:

> شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر اسلام ﷺ اپنی طرف سے بغیر وحی الٰہی کچھ فرمائیں تو وہ بھی حجت نہیں ہے ص۳۰

ختم رسل سید الانبیاء ﷺ کے بارے میں اس طرح کا اظہار خیال چاہے غیر مقلدین اس کو اپنے لئے باعث فخر سمجھیں مگر مقام رسول خدا ﷺ کا ادنیٰ شناسا بھی اس اسلوب بیان کو رسول اکرم ﷺ کے حق میں گستاخانہ ہی سمجھے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے روزہ فرض کیا ”وسنت لکم قیامه“ اور میں نے تمہارے لئے رمضان کا قیام مسنون کیا، غیر مقلدین حضرات یہ بتلائیں کہ آنحضور کا یہ ارشاد گرامی دین ہے یا نہیں اور غیر مقلدین اس کو مانیں گے یا نہیں؟

رسول اکرم ﷺ نے جنگ احد میں پچاس لوگوں کو ایک پہاڑی پر کافروں سے حفاظت کی خاطر مقرر کیا تھا، یہ آنحضور نے اپنی قائدانہ فراست سے کیا تھا یا قرآن کے حکم سے؟ کیا ان پچاس صحابہ کرام میں سے کسی کے لئے جائز تھا کہ آپ کی اس رائے کا یہ کہہ کر انکار کر دیتا کہ اے رسول یہ آپ کی رائے ہے اور آپ کی رائے ہم پر حجت نہیں؟

غزوۂ خندق میں خندق کھودنے کا کام حضرت سلمان فارسی کی رائے سے تھا اور آپ ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا تھا اور صحابہ کرام کو خندق کھودنے پر مامور کیا تھا، کیا کسی صحابی کی یہ مجال تھی یا اس کیلئے جائز تھا کہ وہ آپ کے فرمان سے روگردانی کرتا اور غیر مقلدوں کے الفاظ میں یہ کہتا کہ حضور یہ سلمان فارسی کی رائے ہے اور آپ نے دین کے معاملہ میں ایک فارسی کی رائے پر عمل کیا ہے ہم آپ سے اس

بارے میں اتفاق نہیں کرتے۔

اس طرح ایک نہیں پچاسوں مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ آپ نے بحیثیت نبی جب بھی کسی بات کا حکم فرمایا خواہ خدا کے حکم سے خواہ اپنی رائے سے صحابہ کرام نے اس پر سر اطاعت خم کر دیا اور اس کو ایجاباً و فرضاً قابل عمل جانا کسی نے یہ کہہ کر انکار نہیں کیا کہ نبی کی رائے دین میں حجت نہیں ہوتی۔ اللہ اللہ کس درجہ جسارت کی بات ہے یہ کہنا کہ۔

شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر اسلام ﷺ اپنی طرف سے بغیر وحی الٰہی کچھ فرمائیں تو وہ بھی حجت نہیں اس میں رسول کے بالاستقلال مطاع ہونے کا صریحاً انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سوئے فہم اور اس بد دینی اور جناب نبوت میں اس گستاخانہ انداز کلام سے محفوظ رکھے۔

(۴) یہی مولانا جوناگڑھی صاحب اپنی اسی مایہ ناز کتاب طریق محمدی میں حضرت فاروق اعظمؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:

> پس آؤ سنو! بہت صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے ان میں غلطی کی .... ان مسائل کے دلائل سے حضرت فاروق بے خبر تھے۔ ص ۴۱

نیز لکھتے ہیں:

> ان موٹے موٹے مسائل میں جو روزمرہ کے ہیں دلائل شرعیہ آپ سے مخفی رہے ص ۴۱۔۴۲

اس عبارت کو ناظرین کرام غور سے پڑھ کر اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں کہ کیا حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں یہ کلام گستاخانہ نہیں ہے؟

جو لوگ دین اسلام میں اور صحابہ کرام کی جماعت مقدسہ میں حضرت عمرؓ کے مقام بلند سے واقف ہیں کیا وہ کسی بھی درجہ میں حضرت فاروق اعظمؓ کے بارے میں اس قسم کے اظہار خیال کو پسند فرمائیں گے؟

مگر یہ غیر مقلدین اپنی اس بدشرست صفت کے باوجود یہ کہیں گے کہ ہم انبیاء اولیاء کی توہین اور تحقیر نہیں کرتے۔ اور ہم کو جو اسلامی سوسائٹی میں ذلیل وحقیر سمجھا جارہا ہے وہ ہم پر ظلم ہے۔

یہ رسالہ مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کی حیات میں طبع ہوکر شائع ہو چکا تھا، کیا وہ اس سے بے خبر تھے کہ ان کی جماعت اہل حدیث میں کیسے کیسے سورما اور ''علامہ'' پیدا ہو چکے ہیں جو حضرت عمر فاروقؓ کی مسائل دینیہ میں غلطیاں نکالا کرتے ہیں۔

حضرت مولانا امرتسری مرحوم ہوتے تو میں ان سے یہ پوچھتا کہ لِلّٰہ آپ ہی بتلائیں کہ جونا گڑھی کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمانا کہ:

''صاف صاف اور موٹے موٹے مسائل میں انہوں نے غلطی کی تھی اور وہ ان مسائل کے دلائل سے بے خبر تھے''

یہ بارگاہ فاروقی میں گستاخی ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کیوں؟ اور اگر ہے یقیناً ہے تو پھر اہلحدیث حضرات کا امۃ مسلمہ میں ذلیل وحقیر ہونا چنداں تعجب خیز کیوں ہے، اور اس سے مولانا امرتسری مرحوم کو تکلیف کیوں تھی، جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے یہ تو قانون فطرت اور قانون قدرت ہے۔[1]

(۵) صوفیائے کرام سے اللہ نے دین کی جو خدمت لی ہے وہ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ ان اللہ والوں نے اپنی اپنی جھونپڑیوں میں بیٹھ کر اور اپنی اپنی کٹیوں میں رہ کر لاکھوں کروڑوں انسانوں کی زندگیاں بدلدی ہیں ان کے وجود سے گمراہیوں کے بادل چھٹتے رہے ہیں اور اسلام کی آب وتاب میں چار چاند لگتے رہے ہیں۔

ان اللہ والوں نے اپنے فقیرانہ لباس میں رہ کر اور اپنی فقیرانہ زندگی کے راستہ سے وہ کام کیا اور ایسے کارنامے انجام دیئے کہ شاہوں کے محلات سے وہ کام نہ ہوسکا۔

---

[1] غیر مقلدین حضرات کا صحابہ کرام کے بارے میں عقیدہ مسلک کیا ہے اور ان نفوس قدسیہ وتلامذہ نبوت کی شان میں ان کی جسارت وگستاخی کس حد تک پہونچی ہوئی ہے اس کی مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے میری عربی کتاب وقفة مع اللامذهبية اور اردو کتاب مسائل غیر مقلدین کتاب وسنت اور مذہب جمہور کے آئینہ میں دیکھیں۔

یہ وہ حقیقت ہے کہ تاریخ اسلام کا ہر واقف کار اس کا اعتراف کرے گا مگر یہ غیر مقلدین جو ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے اپنے من کی دنیا میں مست رہتے ہیں، ان صوفیاء کرام اور اللہ والوں کے بارے میں بے انتہا گستاخی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس کے عوض اللہ کے غضب اور دنیا والوں کی تحقیر و تذلیل کا نشانہ بنتے ہیں۔

ایک صاحب تصوف اور اہل تصوف کے بارے میں لکھتے ہیں:

جب سے شریعت مطہرہ میں تصوف و سلوک کو جگہ دی گئی اس وقت سے صوفیت نے بڑے بڑے اکابرین امت کے شرعی ہوش و حواس مضمحل کر کے غیر شعوری طور پر شریعت کے جادہ مستقیم سے ہٹا دیا۔ (اہل توحید کیلئے لمحہ فکریہ۔ص ۲۱)

ایک صاحب فرماتے ہیں:

تصوف اس قدر خطرناک چیز ہے جتنا نقصان اسلام کو ان صوفیوں سے پہونچا ہے اس تصوف کے چکر میں جتنے مسلمان برباد ہوئے ہیں جتنا اسلام کے اندر اس کے ذریعہ پلیدی شامل ہوئی اتنا کسی چیز نے بھی اسلام کو برباد نہیں کیا (ایضاص ۲۱۔۲۲)

یہ ہے تصوف اور اہل تصوف کے بارے میں غیر مقلدین حضرات کا تاثر اور ان کی رائے، ان اہل تصوف کے بارے میں بلا استثنا اس گستاخانہ اظہار خیال کے باوصف مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کا یہی خیال تھا کہ اہلحدیث انبیاء و اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی نہیں کرتے ہیں، معلوم نہیں ان اہلحدیثوں کے یہاں گستاخی کس چیز کا نام ہے۔

جن اہل تصوف کے بارے میں مذکورہ بالا عبارتوں میں مذکورہ بالا خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ان میں جنید شبلی بھی ہیں اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بھی خواجہ معین الدین چشتی بھی ہیں اور نظام الدین اولیاء بھی شاہ ولی اللہ بھی ہیں اور ان کے صاحبزادگان بھی سید اسماعیل شہید اور سید احمد بریلوی بھی ہیں اور مولانا فضل الرحمٰن گنج

مرادآبادی اور مولانا رشید احمد گنگوہی بھی۔

یہ وہ اللہ والے ہیں کہ فرشتوں کو بھی ان پر رشک آئے ،ان کے ورع ،تقویٰ، طہارت ، پابندی شرع کی بات نہیں بلکہ ان اللہ والوں کے ذریعہ کروڑھا نفوس نے ہدایت پائی اور ان کے دلوں میں توحید واسلام کی شمع روشن ہوئی انہوں نے **کلمة حق عند سلطان جائر** کلمہ حق عند سلطان جائر کا نمونہ پیش کیا توحید کا پرچم حق بلند کیا سنتوں کو زندہ کیا بدعتوں کو مردہ کیا قلوب میں ایمان کی حرارت پیدا کی لوگوں کو راہ حق پر لگایا، ان پاکباز اللہ والوں کے بارے میں غیر مقلدوں کا اور آج کے زبانی قرآن و سنت پر فدا ہونے والوں کا جن کی زندگی میں ایمان و اسلام کی کوئی بو باس نہیں۔ جن کے چہرہ پر اسلام کا نور نہیں جن کے دلوں میں ایمان کی حرارت نہیں جن کے دلوں میں اسلام کی غیرت نہیں جن کی زندگی میں ورع وتقویٰ کا نام نہیں ،جن کو عبادات سے لگاؤ نہیں اور جن پر نوافل کے چند سجدے بھی گراں ہیں، جن کی زندگی میں صرف دنیا کی حرص وطمع ہے اور جن کی زبان پر اللہ والوں کے بارے میں گندے کلمات ہیں...... یہ کہنا کہ ان سے دین اسلام برباد ہوا اور ان کے ذریعہ سے اسلام میں پلیدی شامل ہوئی یہ گستاخی اور انتہائی گستاخی نہیں تو اور کیا ہے اور اس گستاخی کی پاداش میں خدائے تعالیٰ جو اپنے ولیوں سے کسی کی عداوت و دشمنی برداشت نہیں کرسکتا اور خود اس کو دعوت جنگ دے دیتا ہے اگر ان گستاخوں کو ہمیشہ کیلئے ذلیل وخوار کر دے تو مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری جیسے لوگوں کو آخر برا کیوں لگتا ہے، برائی کا بدلہ تو برائی ہی ہے۔

مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری فرماتے ہیں کہ یہ اہلحدیث پر افترا ہے کہ وہ انبیاء اور اولیاء اللہ کی توہین کرتے ہیں، میں نے یہ چند مثالیں جو ذکر کی ہیں ان سے ہر شخص کے لئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا کہ اہلحدیثوں پر یہ افتراء ہے یا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدہ و دل وا کرے کوئی

غیر مقلدین پر انگریزی سرکار کا سایہ

(۲۱) مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم اپنے رسالہ مذہب اہلحدیث کے حاشیہ میں والی افغانستان امیر حبیب اللہ خاں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

> ”مایان جماعت اہلحدیث زیر سایہ سرکار انگریزی با من و عافیت ہستیم“ ص ٦
>
> یعنی ہم اہل جماعت اہلحدیث کے لوگ[۱] انگریزی سرکار کے زیر سایہ بڑے امن و عافیت کے ساتھ ہیں۔

اس پر یہ چبھتا ہوا سوال کوئی بھی ان اہلحدیثوں سے کر سکتا ہے کہ زیر سایہ سرکار انگریزی امن و عافیت کی یہ زندگی صرف اہلحدیثوں ہی کو کیوں حاصل تھی اور اس کے مراحم خسروانہ کی صرف یہی جماعت کیوں مستحق قرار پائی۔ آخر کوئی تو خاص بات ہوگی غیر مقلدین حضرات اس ”خاص بات“ سے پردہ نہیں اٹھائینگے ورنہ ان کی تاریخ بڑی گندی بڑی سازشی نظر آئے گی، مگر ہم اس پردہ کو اٹھا دیں گے، اس لئے کہ تاریخ تاریخ ہے اور ہر مسلمان کو اور خصوصاً نئی نسل کو اپنی تاریخ سے واقف ہونا ضروری ہے۔ آئندہ سطور میں دیکھتے جایئے یہ پردہ کس طرح اٹھتا ہے۔

---

[۱] جی ہاں جماعت اہلحدیث کے لوگ حنفی نہیں شافعی نہیں کیونکہ یہ بیچارے تو زیر سایہ سرکار انگریزی ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ کوئی حبس دوام کی سزا بھگت رہا تھا۔ کوئی کالا پانی کی ہوا کھا رہا تھا، کوئی پھانسی کی سولی پر لٹکایا جا رہا تھا کوئی شہر بدر کیا جا رہا تھا کسی کی املاک کی قرقی ہو رہی تھی، اور ان کا جرم یہ تھا کہ وہ انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کئے ہوئے تھے۔ اور زیر سایہ سرکار انگریزی امن و عافیت کے ساتھ رہنے والے اور پر عیش زندگی کا مزہ مارنے والے یہ جماعت اہلحدیث کے لوگ تھے اسلئے کہ برٹش سرکار ان کیلئے رحمت خداوندی تھی، اور ان پر اسکے مراحم خسروانہ تھے۔

الاقتصاد فی مسائل الجہاد کا ذکر

غیر مقلدین کی سرکار برطانیہ سے وفاداری

(۲۲) مولانا محمد حسین بٹالوی کے رسالہ ''الاقتصاد فی مسائل الجہاد''[1] میں اس کے دوسرے صفحہ ''التماس'' کے عنوان کے تحت درج ذیل عبارت ہے۔

> ناظرین باتمکین سے جو اصل اصول مسائل رسالہ ''اقتصاد'' کی نسبت بجواب استشہاد مندرجہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲ مشتہرہ نومبر ۱۸۷۶ء توافق رائے ظاہر فرما چکے ہیں اب اس کے تفصیلی مسائل اور اس کے دلائل کی نسبت اپنا توافق رائے ظاہر کریں اور اپنے نام نامی بخط واضح پوری تفصیل مقام و خطاب و عہدہ سے تحریر میں لا کر ہمارے پاس بھیجدیں ہم ان ناموں کو بشمول رسالہ اقتصاد یا بذریعہ اشاعۃ السنہ گورنمنٹ میں پیش کریں گے اور سلطنت انگلشیہ کی نسبت ان کی وفاداری واطاعت شعاری کو خوب شہرت دیں گے۔ ص ۲

الاقتصاد رسالہ کا مقصد کیا تھا

(۲۳) مولانا حسین بٹالوی نے یہ رسالہ جن اغراض کے پیش نظر لکھا تھا ان میں سے ایک غرض یہ تھی کہ

> ''حاکم و محکوم اور عام رعایا اور خاص اہل اسلام میں رابطہ اتحاد پیدا ہو اور ملک میں ہمیشہ امن و امان قائم رہے'' ص ۲

---

[1] یہ رسالہ سرکار برٹش کی عنایت سے طبع ہو کر مختلف زبانوں میں شائع ہوا تھا پنجاب کے انگریز گورنر نے اپنے نام نامی سے اس کا ڈیڈیکیٹ ہونا منظور فرمایا تھا۔ اور اسی رسالہ کے طفیل میں جماعت غیر مقلدین کا نام سرکاری دفاتر اور رجسٹروں میں بجائے وہابیہ کے اہلحدیث لکھا جانے لگا (دیکھو وقفۃ مع اللامذھبیہ) اس رسالہ کا موضوع ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف جو لوگ جہاد کر رہے تھے انکا یہ عمل سراسر غیر اسلامی تھا، برطانیہ سرکار میں بڑا امن تھا بڑی عافیت تھی، یہ سرکار خدا کی رحمت تھی، اس سرکار کے خلاف جہاد کا نعرہ بلند کرنا قطعاً حرام تھا، پوری تفصیل اس رسالہ میں دیکھو، غیر مقلدین کی سیاہ تاریخ معلوم کرنے کا یہ رسالہ بڑا ذریعہ ہے اور دوسرا بڑا ذریعہ نواب بھوپالی کی کتاب ''ترجمان وہابیہ'' ہے جس کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔

جب غیر مقلدوں کی سرکار برطانیہ کی تئیں یہی کوشش تھی تو ان کیلئے سرکار برطانیہ رحمت نہیں ثابت ہوگی تو کیا زحمت ثابت ہوگی، اور امن وامان اور عافیت کی زندگی زیر سایہ سرکار برطانیہ ان غیر مقلدوں کی قسمت نہیں ہوگی تو کس کی قسمت ہوگی؟

مسلمانوں سے بھی جہاد ہوتا ہے

(۲۴) مولانا محمد حسین بٹالوی اپنے اس رسالہ میں لکھتے ہیں:

ملکی وہ جہاد ہے جس سے ملک گیری مقصود ہو مذہب مخالفین سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو وہ مسلمانوں سے بھی ویسا ہی کیا جاتا ہے جیسا کہ مخالفین اسلام سے۔ ص ۳

''جہاد'' ایک شرعی اصطلاح ہے ہم نے آج تک اس کا جو شرعی مفہوم سمجھا تھا وہ یہ تھا کہ جہاد محض اللہ کی خاطر اس کا دین پھیلانے اس کا کلمہ بلند کرنے کیلئے کافروں سے کیا جاتا ہے، یا اسلامی حکومتوں کی سرحدوں کو کفار کے غلبہ وتسلط سے آزاد کرنے کے لئے ہوتا ہے، یا مسلمانوں پر جب طاغوتی طاقتیں حملہ آور ہوں اور ان کا دین و ایمان خطرہ میں پڑا ہو(جیسا کہ یہی صورت حال مسلمانوں کے لئے گورنمنٹ برطانیہ کے اندر تھی جس کی وجہ سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دے دیا تھا) اس وقت مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے، لیکن غیر مقلدین کے اس بڑے عالم نے ہمیں یہاں جہاد کے ایک نئے مفہوم سے آشنا کیا کہ جہاد ملک گیری کیلئے اور مسلمانوں سے بھی ہوتا ہے۔

ضمیر زر کی ترازو میں تل رہے ہیں یہاں
کہاں کا زہد و تقدس کہاں کا علم و ہنر

جہاد اصل مطالب خداوندی نہیں

(۲۵) مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:

مذہبی جہاد اصول مقاصد اور اصلی مطالب خداوندی سے نہیں ہیں ص ۵۔

میں غیر مقلدوں سے گذارش کروں گا کہ کتاب و سنت یا کسی امام حدیث و فقہ کے قول سے مولانا بٹالوی کے اس کلام کی دلیل پیش کر دیں۔

سرکار برطانیہ کی چاپلوسی میں اس حد تک آگے چلے جانا کہ دین کی تفہیم و تشریح بھی طبع زاد ہونے لگے انتہائی ضلالت کی بات ہے۔

بخاری و مسلم نے اللہ کے رسول کا یہ ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت سے نقل کیا ہے۔

عن ابن مسعود قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوۃ لوقتھا قلت ثم ای قال برالوالدین قلت ثم ای قال الجھاد فی سبیل اللہ . رواہ الشیخان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ خدا کو سب عملوں سے زیادہ پیارا عمل کون سا ہے آپ نے فرمایا، اپنے وقت پر نماز کی ادائیگی پھر آپ نے پوچھا اس کے بعد کون سا عمل اللہ کو پیارا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ماں باپ سے نیک سلوک کرنا، حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون سا عمل اللہ کو سب عملوں سے زیادہ محبوب ہے تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔

اندازہ لگایئے جس جہاد کی شریعت اسلامیہ میں یہ اہمیت ہے اس کی اہمیت کو غیر مقلدین کے اکابر یہ کہہ کر گھٹاتے ہیں کہ:

”مذہبی جہاد اصل مطالب خداوندی نہیں ہیں“

اور جن مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے اللہ کے رسول کی یہ بشارت ہے ان فی الجنۃ مأۃ درجۃ اعدھا اللہ للمجاھدین (راوہ البخاری)

یعنی جنت میں سو درجے ہیں جو مجاہدین کیلئے اللہ نے تیار کئے ہیں ان مجاہدین کے جہاد کے عمل کو فتنہ وفساد، شور وشغب اور ہنگامہ خیزی بتلاتے رہے ہیں، یہ محض اس لئے کہ سرکار برطانیہ کے مراحم خسروانہ سے انکا فیض اٹھانا باقی رہے اس کی نظر عنایت ان سے نہ پھرنے پائے اور جماعت غیر مقلدین کو سرکار برطانیہ کے زیر سایہ جو امن وامان اور عافیت میسر تھی وہ ان سے ختم نہ ہو۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک جہان میں
شاہیں کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور

اسلام وایمان کا کمال جہاد پر موقوف نہیں

(۲۶) مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:

> اس مسئلہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام وایمان کا کمال اور مسلمانوں کی نجات جہاد پر موقوف ومنحصر نہیں مسلمانوں کو اگر دین سے روک نہ ہو تو صرف عبادت سے ان کی نجات وکمال ایمان مقصود ہے۔ ص۹

یہ جو ''صرف عبادت'' ہے کیا جہاد اس سے خارج ہے، اللہ کے رسول تو جہاد کو افضل اعمال اور احب اعمال فرمائیں اور آپ اس احب اعمال کو محض گورنمنٹ برطانیہ کی چاپلوسی میں عبادت ہی سے خارج کر رہے ہیں، دین کی تحریف کرتے ہوئے شرم نہیں آتی بنو گے اہل حدیث اور موحد اور متبع سنت اور قوالی گاؤ گے ما بلبلان نالاں گلزار ما محمد کی اور دعویٰ کرو گے کہ ہم اہلحدیثوں کا سر قرآن وحدیث کے سامنے جھکا ہوا ہے۔ اور تمہارا عمل یہ ہوگا؟

اللہ کے رسول یا صحابہ کرام کے زمانہ میں جو جہاد ہوئے ہیں کیا ان تمام جہاد

کا باعث یہی تھا کہ مخالفین مسلمانوں کو ان کے دین سے روک رہے تھے؟

افریقہ سے مسلمانوں کو ان کے دین سے روکنے کے لئے عرب کی سرزمین میں کون مخالف اسلام در آیا تھا، یورپ میں اسلام کا جھنڈا طارق بن زیاد نے جو گاڑا تھا اس کی وجہ کیا یہی تھی کہ کوئی مخالف اسلام مسلمانوں کو ان کے دین سے روک رہا تھا۔ مصر میں جہاد کا جھنڈا تو حضرت عمر کے زمانہ میں بلند ہوا تھا کیا اس مشہور تاریخی جہاد کے اسباب سے بھی اب تم بے خبر ہو۔

دین کی تحریف بھی کرتے ہو اور اسلام کی تاریخ بھی بگاڑتے ہو؟ اور یہ محض اسلئے کہ سرکار برطانیہ تم سے خوش رہے، اور وہابی سے تم اہلحدیث بن جاؤ وفاتر سرکار برطانیہ میں تمہارا نام وہابی کے بجائے اہلحدیث لکھا ہو اور ہوس یہ ہے کہ تم کو سب سے بڑا مسلمان بھی سمجھا جائے اور تم کو اسلام کا سب سے بڑا ٹھیکیدار بھی مان لیا جائے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی تھا

لفظ کافر کی ایک دلچسپ تشریح

(۲۷) "مسلمان بھی کافر حتی کہ معاذ اللہ ابراہیم علیہ السلام بھی کافر"

لفظ کافر کا شریعت اسلامیہ میں ایک خاص مفہوم ہے، یعنی مذہب اسلام میں کافر اس کو کہتے ہیں جو دین اور ضروریات دین کا منکر ہو، اور جس کا ایمان خدا پر نہ ہو جب بھی کافر کا شرعی و دینی گفتگو میں ذکر آئے گا تو یہی خاص مفہوم ذہن میں آئے گا۔ اب لفظ کافر کے سلسلہ میں مولانا بٹالوی مرحوم اہلحدیث عالم کی یہ تشریح بھی ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے تو مولانا نے جہاد کے سلسلہ میں اپنا یہ غیر مقلدانہ خودساختہ اصول بیان کیا،

"مذہبی جہاد نہ اس غرض سے مشروع ہے کہ کافروں کو دنیا میں کفر

کی سزا دیں'' ص ۹ [1]

مولانا نے جھٹکے میں'' کافروں'' کا لفظ لکھ تو دیا مگر پھر خیال آیا کہ مسلمانوں کے علاوہ دوسروں کو کافر کہنے سے جس میں سرکار برطانیہ بھی اور سفید چمڑی والے بھی آجاتے ہیں ہوسکتا ہے کہ عافیت وامن کی جو زندگی اہلحدیثوں کو نصیب ہے اس کا بیڑا غرق ہوجائے چنانچہ انہوں نے اسی اندیشہ کے تحت لفظ کافر کی تشریح حاشیہ میں کرنی ضروری سمجھی ہے، جو یہ ہے، فرماتے ہیں:

> '' کافر بمعنی منکر ہے اور یہ لفظ اس معنی کو نسبتی اور ایسا وسیع ہے کہ ہر ایک فرقہ کو بلحاظ اس مذہب کے جس کا وہ منکر ہو کافر کہا جاسکتا ہے حتی کہ مسلمان خود اپنے کو دوسرے مذاہب کا کافر یعنی منکر کہتے ہیں حضرت ابراہیم اور ان کے اصحاب نے اپنے مخالفوں کو کہا ہے کہ ہم تمہارے کافر یعنی منکر ہیں'' (کفرنا بکم کا یہ ترجمہ ہے) ص ۹

کبھی کسی بڑے سے بڑے عالم کو بھی لفظ کافر اور کفر کی یہ اچھوتی نرالی البیلی تفسیر سوجھی ہوگی، یہ تو غیر مقلدین کے لئے ان کی عدم تقلید کی پاداش میں خصوصی عطیہ غیبی ہے۔

البتہ غیر مقلدین کے ایمان کے لئے بھلا یہ ہوتا کہ اس لفظ کافر کو اپنے ہی لئے پسند کرتے کسی دوسرے مسلمان کیلئے اور خاص طور پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے اس کا استعمال وہ نہ کرتے، کسی نبی کے لئے اس لفظ قبیح کا استعمال انتہائی

---

[1] ذرا ''اہلحدیثوں'' کی یہ جماعت بتلائے کہ جہاد کی مشروعیت کس وجہ سے ہے اس جہاد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے مجاہدین بندوں کے ہاتھوں کفر کو ختم کر کے اس کی جگہ اسلام کا کلمہ حق ہی تو بلند کرنا چاہتے ہیں، اور فتنہ کفر کا استیصال ہی تو اس جہاد سے مقصود ہے یا جہاد کی مشروعیت دین اسلام میں اسلئے ہے کہ کافروں کے ہاتھوں میں دودھ کا پیالہ دیا جائے اوران کو قند کا شیریں ٹکڑا تھمایا جائے آنحضورؐ نے خیبر میں کیا کیا تھا، حضرت ابوبکر صدیق نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف شمشیر برہنہ کیوں کی تھی، قرآن میں ہے: فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ یعنی جب تمہارا اور کافروں کا مقابلہ ہو تو مارو ان کی گردنیں، یہ گردنیں مارنا کافروں کی ان کے کفر کی سزا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ سرکار برطانیہ کا ''ظل عافیت'' غیر مقلدین کے سروں سے سمٹ نہ جائے محض اس کی خاطر جہاد کی یہ مخترعانہ تفسیر کی جارہی ہے۔

جرأت، انتہائی بے غیرتی اور انتہائی بد دینی اور انتہائی گستاخی ہے۔ ہائے رے متاع دین وایمان کی بربادی۔

وہ معتبر ہی نہیں سجدہ بندگی کیلئے
کبھی کسی کے لئے ہو کبھی کسی کیلئے

سرکار برطانیہ کا ہندوستان دارالاسلام تھا

(۲۸) مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:

''اس مسئلہ اور اس کے دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام ہے.......... اس پر کسی مسلمان بادشاہ کا لڑائی و چڑائی کرنا جائز نہیں ہے'' ص۲۵

دین کی یہ فہم جو اہلحدیثوں کے اس عالم کو حاصل رہی ہے وہ نہ شاہ عبدالعزیز کو حاصل تھی جنہوں نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا تھا نہ ان تمام علمائے اسلام کو جو گورنمنٹ برطانیہ سے برسر پیکار تھے اور ہندوستان کی آزادی کے لئے جان و مال کی بازی لگائے ہوئے تھے۔

(۲۹) پنجاب کے اہلحدیثوں نے گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی و وفاداری کا عہد کیا تھا

مولانا بٹالوی مرحوم کا یہ اعتراف ملاحظہ فرمایئے۔ فرماتے ہیں:

''بعض اشخاص کا تو صریح لفظی و حقیقی عہد ہو چکا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تحریراً و تقریراً حاضر و غائب خیرخواہی و وفاداری گورنمنٹ کا دم بھرتے ہیں اور ان کی خدمت و معاونت میں سرگرم ہیں ان لوگوں میں پنجاب کے اہل حدیث داخل ہیں جنہوں نے سرہری

ویوس صاحب بہادر کے عہد لفٹنٹ گورنری میں بذریعہ ایک
عرضداشت کے اس عہد کا اظہار کیا تھا۔ ص ۴۸

جب اہل حدیثوں نے گورنمنٹ برطانیہ اور سفید چمڑی والوں سے عہد وفاداری قائم کرلیا تھا اور حاضراً وغائباً ان کی خدمت میں سرگرم رہے تو جو انکا مقدر ہوگا اور جو عافیت سرکار برطانیہ کے زیرسایہ ان کی قسمت کا حصہ ہوگی اس سے دوسرے بیچارے مسلمان اور خصوصاً احناف کیوں کر حصہ پا سکتے تھے اور انکی قسمت اتنی زوردار کہاں تھی کہ وہ سرکار برطانیہ کے زیرسایہ امن وعافیت کی زندگی بسر کرتے خصوصاً جب کہ یہ احناف گورنمنٹ برطانیہ سے برسر پیکار بھی تھے اور انگریزوں کی نیند حرام کیئے ہوئے تھے۔

البتہ اہلحدیثوں کو یہ جو زیرسرکار برطانیہ امن وعافیت کی زندگی حاصل تھی اس کے لئے ان کو ایک بڑی قربانی دینی پڑی تھی اور یہ قربانی ایمانی واسلامی غیرت کو نذر سرکار برطانیہ کر دینے کی قربانی تھی دین کے مسلمات میں اس کے لئے ان کو بڑا کتر وبیونت کرنا پڑا تھا۔

پرچم ملت بیضاء گرایا کس نے؟

(۳۰) گورنمنٹ برطانیہ سے لڑنا یا اس سے لڑنے والوں کی مدد کرنا غدر اور حرام ہے

مولانا حسین بٹالوی کا گورنمنٹ برطانیہ سے ٹکرانے والوں کے بارے میں جن میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ اور اولیاء اللہ بھی تھے یہ فتویٰ بھی ناظرین ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

اس گورنمنٹ سے لڑنا یا ان سے لڑنے والوں کی (ان کے بھائی مسلمان
کیوں نہ ہوں) کسی نوع سے مدد کرنا صریح غدر اور حرام ہے۔ ص ۴۹

شورش عندلیب نے روح چمن میں پھونکدی

(۳۱) ۱۸۵۷ء کی تحریک جہاد و آزادی ملک میں جو شریک تھے وہ مفسد باغی و بدکردار تھے

اب ذرا سینہ پر ہاتھ رکھ کر اس غیر مقلد اور اہلحدیث عالم کا ان مجاہدین اور سرفروشان اسلام اور آزادی ملک کے متوالے اور ایمان و اسلام پر فدا ہونیوالے راہ حق میں سر کٹانے اور محض دین کی سربلندی کے لئے تختہ دار پر چڑھ جانیوالے اور باطل قوتوں سے ٹکرانے والے اللہ والوں کے بارے میں یہ فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں اور ان غیر مقلدوں اور نام کے اہلحدیثوں کی بے غیرتی دینی بے حمیتی اور گورنمنٹ برطانیہ سے وفاداری کی داد دیں مولانا بٹالوی مرحوم لکھتے ہیں:

> غزوۂ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گناہ گار اور بحکم قرآن وحدیث وہ مفسد و باغی و بدکردار تھے، اکثر ان میں عوام کالانعام تھے جو خواص و علماء کہلاتے تھے وہ بھی اصل علوم دین و قرآن وحدیث سے بے بہرہ تھے یا نافہم و بے سمجھ۔ ص ۴۹

یہ ہے غیر مقلدوں کی شرافت و کردار کا ایک نمونہ، یہ مفسد و بدکردار اور قرآن وحدیث سے بے بہرہ نافہم و بے سمجھ ان علماء کو کہا جارہا ہے جن کی علوم دینیہ میں امامت اور کتاب وسنت پر گہری نظر جن کے تقویٰ و طہارت اور جنکی ایمانی غیرت و حرارت پر ہندوستان کی علمی و اسلامی تاریخ گواہ ہے اور جن کے جذبہ ایمانی کی مثال عہد قریب کی دو چار صدیوں میں ملنی مشکل ہے۔

مفسد و باغی کا یہ خطاب ان سرفروشان اسلام اور ناموس دین کی حفاظت کی خاطر اپنی جان و مال کی بازی لگا دینے اور سامراجی استعمار کی طاغوتی طاقت سے ٹکرانے والے مجاہدین اسلام کو دیا جارہا ہے جنھوں نے تختہ دار پر چڑھ کر اور جام شہادت پی کر اور سینوں پر گولیاں کھا کر اور آگ کے بھڑکتے شعلوں میں جل کر خباب

وبلال (رضی اللہ عنہما) کا نمونہ پیش کیا اور لوح تاریخ پر جاں فروشی و جاں سپاری کا نقش قائم کیا تھا۔ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما۔

دین فروشی، ضمیر فروشی ایمان فروشی کی اس سے بدتر مثال اور کیا ہو سکتی ہے اس قسم کا نمونہ ہمیں جگہ جگہ ''**الاقتصاد فی مسائل الجهاد**'' مصنفہ مولانا محمد حسین بٹالوی اہلحدیث عالم کے اس رسالہ میں نظر آتا ہے، اس پر بھی ایک غیر مقلد صاحب بطور فخر فرماتے ہیں ''انگریزوں کے خلاف جہاد کے تعلق سے جماعت اہلحدیث کی تاریخ بے حد روشن ہے'' (محدث جولائی ۱۹۹۶ء)

(۳۲) غیر مقلدوں کا اسلام کی تاریخ پر ایک زبردست حملہ

مولانا محمد حسین بٹالوی کی یہ تحقیق بھی ملاحظہ فرمائیے، اور غیر مقلدین کا طائفہ اسلام کی روشن تاریخ سے کس درجہ بدظن ہے اور برطانوی سامراج کی کاسہ لیسی میں غیر مقلدین علماء کہاں تک جا چکے تھے اس کا اندازہ بھی لگائیے فرماتے ہیں:

> شرعی جہاد تب ہی سے مفقود ہے جب سے شرعی امامت و خلافت دنیا سے مفقود ہوئی ہے، بناء علیہ پچھلے سلاطین اسلام جو قریشی نہ تھے اور نہ دوسری شرائط و اوصاف امامت ان میں پائے جاتے تھے کی لڑائیوں کو جو بنام نہاد جہاد انہوں نے کیں ہیں شرعی جہاد نہیں کہا جا سکتا۔ (ص ۷۲۔۷۱)

یعنی حضرت علی کے زمانہ کے بعد سے مسلمانوں نے جتنے جہاد کئے اور کافروں سے جتنی لڑائیاں لڑیں اور صلیبی طاقتوں سے جو ان کی جنگیں رہیں صلاح الدین ایوبی اور نور الدین زنگی کی باطل قوتوں سے جو معرکہ آرائیاں تھیں وہ تمام اور مسلمانوں کی وہ تمام کاوشیں جو ملت بیضاء کی حفاظت کیلئے اور اسلام اور مسلمانوں کی عزت و آبرو بچانے کیلئے تھیں اور اسلامی ممالک کی سرحدوں کی حفاظت کی خاطر جتنی گردنیں کٹیں یہ سب کچھ، مفسدہ تھا بغاوت تھی، غیر اسلامی لڑائیاں تھیں اور بلاوجہ

کا خون خرابہ تھا، اور حضرت علی کے بعد سے اسلام کی راہ میں جتنے سر کٹے وہ بیکار عمل تھے نہ ان سر کٹانے والوں کو مجاہد کہا جا سکتا ہے نہ غازی نہ شہید، یہ ہے اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ ان غیر مقلدین کے نزدیک۔

مگر میں ان غیر مقلدین کو آگاہ کرتا ہوں۔

تابکے جذب کلیمانہ رہے گا خاموش
شیطنت درپے آزار رہے گی کبتک

تم نے تمہارے علماء و مشائخ نے نواب صدیق حسن خاں صاحب نے، مولانا نذیر حسین دہلوی نے مولانا محمد حسین بٹالوی نے اور تمہاری جماعت کے بڑے بڑے چغادریوں نے محض سرکار انگریزی کی خوشامد میں جو اسلامی تاریخ کا چہرہ مسخ کیا ہے تاکہ ان کی اور ان کی جماعت ''اہلحدیث'' کی امن و عافیت کی زندگی میں فرق نہ پڑنے پائے۔ سرکار برطانیہ کا زمانہ لدگیا، مجاہدین حریت کی قربانیاں رنگ لائیں اور برصغیر پاک و ہند آج برطانوی سامراج کی غلامی سے آزاد ہو چکا ہے اب تمہارا یہاں کوئی حمایتی نہیں اب تیار رہو کہ تمہارے چہرہ سے تمہارے فریب اور نفاق کا نقاب الٹ دیا جائے گا اور تمہاری اسلام دشمنیاں بے نقاب ہوں گی اور تم نے ماضی میں جو علماء حق کے کردار کو بدنما کرنے کی کوشش کی ہے یا اب بھی کر رہے ہو اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا ہوگا تم پہلے بھی ذلیل تھے اور اب بھی ذلیل رہو گے۔

اپنے دامن کیلئے خار چنے خود تم نے!
اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا ہے

خاں صاحب بھوپالی اور ان کی ''ترجمان وہابیہ''

گورنمنٹ برطانیہ کی ہوا خواہی اور وفاداری غیر مقلدوں کی جماعت کا اپنے وجود کے زمانہ ہی سے شیوہ رہا ہے، جس کا کچھ نمونہ آپ نے اوپر ملاحظہ کیا، مولانا محمد حسین مرحوم بٹالوی سے پہلے کا زمانہ نواب صدیق حسن خاں صاحب کا ہے، نواب

صاحب موصوف بھی اپنی پوری زندگی گورنمنٹ برطانیہ کی ہوا خواہی و وفاداری کا راگ الاپتے رہے اور مختلف طریقوں سے اپنی اور اہلحدیث جماعت کی گورنمنٹ برطانیہ سے وفاداری کی شہادتیں فراہم کرتے رہے، انہیں ”مساعی جمیلہ“ کے طفیل میں نوابی کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا تھا، اوران کو بڑے بڑے معزز القاب سے سرکار برطانیہ نے نوازا تھا۔

نواب صاحب کی مذکورہ ”مساعی جمیلہ“ ہی کا ایک نمونہ ہمارے سامنے ترجمان وہابیہ نام کے رسالے کی شکل میں ہے، اس رسالہ میں نواب صاحب نے مختلف انداز میں برٹش گورنمنٹ کے عدل وانصاف اوراس کی رعایا پروری کے گن گائے ہیں، برطانوی استعمار میں ان کو بھی بڑا امن وامان نظرآ رہا تھا چاروں طرف ان کو خیر ہی خیر دکھائی دے رہی تھی، اور مسلمانوں کی تحریک آزادی کی جو کوششیں اور قربانیاں تھیں یہ قربانیاں ان کو بھی بغاوت فتنہ اور فساد ہی دکھلائی دے رہی تھیں، ترجمان وہابیہ کتاب بڑی معلومات افزاء اور ”اہلحدیث“ جماعت کی ہندوستان میں تاریخ کیا رہی ہے اس کا ایک مستند ذریعہ اور معتبر شہادت ہے، ہم ذیل میں ترجمان وہابیہ سے چند اقتباس ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں۔

مزید معلومات کیلئے اصل کتاب کا مطالعہ کیا جائے۔ آگے بڑھنے سے پہلے ایک غیر مقلد صاحب کا یہ ”کلام مبارک“ بھی پڑھ لیجئے۔ لکھتے ہیں:

”نواب صدیق حسن بخاری اور محمد حسین بٹالوی رحمہما اللہ نے کن حالات میں کیا لکھا اور کہا“ (محدث جولائی (۹۶ء)

میں کہتا ہوں جن حالات میں جو لکھا اور کہا ہو، لکھا اور کہا وہی ہے جو یہاں پیش کیا جارہا ہے۔ غیر مقلدوں کو معلوم ہونا چاہیئے ارباب عزیمت حالات کے سامنے سپر اندازی اختیار نہیں کرتے اور خود سپردگی ان کا شیوہ نہیں ہوتا، اس لئے اس بارے میں غیر مقلدین کا کوئی عذر مسموع نہیں ہوگا۔

(۴۳) قریب قیامت کے اکثر ملکوں کے حاکم عیسائی ہو جائیں گے

(غیر مقلدوں کی پیشین گوئی)

> ''قریب قیامت کے اکثر ملکوں کے حاکم عیسائی لوگ ہو جائیں گے''ص ۷

ہم تو اب تک یہ سمجھتے رہے کہ عالم الغیب صرف خدائے تعالیٰ ہے مگر اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین علماء کو بھی اس صفت خاص بذات خداوندی سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملا ہے۔

اور اگر خاں صاحب نے یہ مضمون کسی حدیث سے اخذ کیا ہے تو براہ کرم اس کا نشان و پتہ بتا کر سنداً و متناً اس کی صحت ثابت کریں، اس لئے کہ غیر مقلدین جو اپنے اہلحدیث ہونے کے مدعی ہیں، صرف صحیح حدیث کو قبول کرتے ہیں ضعیف حدیث ان کے نزدیک ردی کی ٹوکری میں ڈال دی جاتی ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری میں غیر مقلدین کے علماء اس حد تک جا سکتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(۴۴) گورنمنٹ برطانیہ سے لڑنا سخت بیوقوفی و نادانی ہے

خاں صاحب فرماتے ہیں کہ جب یہ بات طے شدہ ہے کہ قریب قیامت کے اکثر ملکوں کے حاکم عیسائی لوگ ہو جائیں گے تو:

> ''فکر کرنا ان لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں اس امر میں کہ حکومت برٹش مٹ جائے اور یہ امن و امان جو حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھا دیا جائے سخت نادانی و بےوقوفی کی بات ہے''ص ۷

جی ہاں ساری عقل اور خردمندی تو قسام ازل نے غیر مقلدوں ہی کی قسمت میں رکھی تھی اور مذہبی احکام سے اگر کچھ واقف تھا تو غیر مقلدین کا یہی مختصر سا ٹولہ جس

کے ہندوستان میں وجود کے گنتی کے چند دن ہوئے تھے۔

ظلمتیں حد ادب سے جو بڑھیں خیر نہیں
عصمت شمس و قمر کے نگراں ہیں ہم لوگ

(۳۵) ہماری معلومات میں زبردست اضافہ

خاں صاحب مرحوم ومغفور نے اللہ ان کی قبر کو اپنی رحمتوں کے جھونکوں سے ٹھنڈا رکھے ہماری معلومات میں ایک زبردست اضافہ فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے:

”۹۳۰ ء میں ایک ہزار آٹھ سو پچاس سال پہلے طوفان نوح سے وفات آدم علیہ السلام کی ہوئی اس وقت چالیس ہزار آدمی ان کی اولاد سے موجود تھے“ ص ۷

یقیناً خاں صاحب نے اس متعین عدد کی قطعیت کا علم کہیں سے حاصل کیا ہوگا جب ہی وہ بلا کسی تردد وریب کے اس قدر پختہ لب ولہجہ میں اس چالیس ہزار عدد کا ذکر کر رہے ہیں۔

ہمارے ایک دوست نے خاں صاحب کے اس بیان پر ایک شبہ ظاہر کیا ہے اس کو ہم یہاں ذکر کر دیتے ہیں۔

ان کا فرمانا یہ ہے کہ قبل بعثت نبوی کے وقائع کے قطعی علم کا ذریعہ صرف دو چیزیں ہیں وحی الٰہی یا فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، خاں صاحب نے اتنے قطعی لب ولہجہ میں مذکورہ بالا قبل بعثت نبوی کی تاریخ اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں چالیس ہزار لوگوں کی موجودگی کا متعین عدد جو بیان کیا ہے اس کا ذریعہ معلومات ان کے پاس کیا ہے۔ اگر کوئی نص قرآن ہے تو اس کی نشان دہی کی جائے کہ اس کا ذکر قرآن کی کس سورت اور کس پارہ میں ہے۔ اور اگر ان کا ذریعہ معلومات کوئی حدیث نبوی ہے تو اس سے باخبر کیا جائے۔

اور رہی اسرائیلی روایات اور توریت وانجیل کی بات تو اس کے بارے میں ہماری شریعت کا یہ حکم ہے۔

”نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو“

اس لئے یہ چیزیں مسلمانوں کے لئے علم کا ذریعہ نہیں بن سکتی، ہمارے دوست کے اس شبہ کا کوئی جواب اگر ہمارے غیر مقلدین دوستوں کے پاس ہے تو براہ کرم وہ ان کو مطمئن کریں۔

نالے کرنے پڑے، حشر اٹھانا پڑا
سو رہا تھا زمانہ جگانا پڑا

(۳۶) آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر تا زمانہ گورنمنٹ برطانیہ جو امن و آسائش انگریزی حکومت میں تھی کسی حکومت میں کبھی نہیں رہی

نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی مرحوم جو طبقہ غیر مقلدین کے مجدد اور عظمائے اسلام میں سے تھے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر گورنمنٹ برطانیہ تک کے زمانہ کی ایک اجمالی تاریخ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"کتب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امن و آسائش و آزادگی اس حکومت انگریزی میں تمام خلق کو نصیب ہوئی ہے کسی حکومت میں نہ تھی" ص ۸

اسلام کا بڑے سے بڑا دشمن بھی اسلام کی تاریخ پر اس سے زبردست حملہ نہیں کرسکتا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدوں کے دل دبدبۂ سامراج انگریزی سے ایسے مرعوب تھے کہ وہ ان کی خوشنودی ورضامندی حاصل کرنے کیلئے بڑے سے بڑا جھوٹ بولنے سے بھی عار نہیں محسوس کرتے تھے۔

یہ تھا خادمان قوم و ملت اور اسلام کے اوپر فدا ہونے والوں کا حال غیر مقلدوں میں اگر شرم وحیا ہو تو چلو بھر پانی میں ڈوب کر مرجائیں۔ عہد صدیقی اور عہد فاروقی کی یہ زبردست توہین۔ استغفر اللہ ومعاذ اللہ

کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

(۳۷)شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی تھے

آج کل غیر مقلدین کا طائفہ اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی نسبت جوڑے اور اس طرح وہ ہندوستان میں اپنے وجود کی تاریخ کو حضرت شاہ صاحب کے زمانہ تک لے جائے، اور اس سہارے سے لوگوں میں یہ مشہور کرے کہ ''اہلحدیثوں'' کا احیاء کتاب وسنت میں بڑا حصہ رہا ہے اور انہوں نے بواسطہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ابناء وتلامذہ تجدید دین کا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے آج کل ان غیر مقلدوں کی نئی مطبوعات میں اس جھوٹے پروپیگنڈہ کی کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث تھے۔ اور غیر مقلد تھے، تقلید کے سخت مخالف تھے، پورے زور وشور سے اشاعت ہورہی ہے، اور اس کی وجہ محض غیر مقلدوں کا احساس کمتری ہے، ان کے سامنے یہ حقیقت ہے کہ ان کا وجود اس ہندوستان میں بالکل نیا ہے، میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کے زمانہ سے اس فرقہ کی شناخت قائم ہوئی ہے اپنے اس احساس پر پردہ ڈالنے کیلئے اور اپنے وجود کی تاریخ کو کچھ آگے بڑھانے کیلئے غیر مقلدین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو غیر مقلد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر یہ کوشش اس زمانہ کے غیر مقلدوں کی ہے جن کو اپنی اسلامی اور علمی خدمات اجاگر کرنے کا بلاوجہ کا بہت زیادہ شوق ہے، ان کے پہلے کے علماء جن کا زمانہ حضرت شاہ صاحب سے قریب ہے اور وہ آج کے ''طائفہ غیر مقلدہ'' سے زیادہ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کو جاننے والے تھے انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حنفیت کا کبھی انکار نہیں کیا ہے، چنانچہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اپنی اسی کتاب ترجمان وہابیہ میں فرماتے ہیں:

شاہ ولی اللہ محدث جو بڑے عالم حنفیوں میں بڑے متبع کتاب وسنت تھے ص ۱۱

کہاں ہے آج کا ''طائفہ غیر مقلدہ'' جو حقیقت کو مسخ کرنے پر تلا ہوا ہے اور اسلام کی دینی و مذہبی و علمی تاریخ کے ساتھ کھلواڑ کر رہا ہے۔

حنفیوں کے دامن میں پناہ لے کر حنفیوں ہی پر تیر برساتے ہو، کچھ تو شرماؤ حیا کھاؤ اور احسان فراموش مت بنو۔

نہ ہو جو غم کا طلبگار وہ جگر کیا ہے
نہ ہو جو حق کی طرفدار وہ زباں کیا ہے

(۴۸) مجاہدین جنگ آزادی کے سلسلہ میں نواب صاحب بھوپالی کا گندہ ریمارک

۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں جو مسلمان شریک تھے، جن میں عوام بھی تھے اور علماء بھی اولیاء اللہ بھی تھے اور عارفین بھی شب تنہائی میں اللہ اللہ کرنے والے بھی تھے اور مسند درس و تدریس کے فضلاء بھی، ان کے سینوں میں اسلام کی تڑپ تھی، وہ دیکھ رہے تھے کہ انگریزی دور حکومت میں اسلام مٹتا جا رہا ہے، اسلامی شعائر کے ساتھ استہزاء کیا جا رہا ہے، اسلامی تہذیب و ثقافت پر انگریزوں کی یلغار ہے، مساجد اجاڑی جا رہی ہیں مساجد بند کی جا رہی ہیں، مسلمان نوجوانوں کا ذہن و مزاج بدلا جا رہا ہے، مسلمانوں کی آزادی ان سے چھین لی گئی ہے، ان کو دین سے بے گانہ کیا جا رہا ہے، ان کی زبان کو آہستہ آہستہ ختم کیا جا رہا ہے، وہ ان تمام چیزوں کو اپنی کھلی آنکھوں مشاہدہ کر رہے تھے اور جب پانی سر سے اونچا ہو گیا اور بہادر شاہ ظفر کو قتل کرنے کے بعد انگریزوں کا پورے ہندوستان پر کامل قبضہ و اقتدار ہو گیا تو انہوں نے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے اسلامی تہذیب و ثقافت کی حفاظت کے لئے اور غلامی کی ذلت سے نجات حاصل کرنے کے لئے انگریزوں سے جہاد کا عزم کیا اور اللہ کا نام لے کر میدان جہاد میں کود پڑے، اگر چہ اس وقت وہ بظاہر اپنے اس جہاد میں کامیاب نہ ہو

سکے مگر انہوں نے تختہ دار پر چڑھ کر اور اپنی قیمتی جانیں قربان کر کے جو آزادی کا چراغ روشن کیا تھا اور مسلمانوں کے اور اہل وطن کے دلوں میں جو ملی و دینی و قومی اور وطنی غیرت وحمیت کا فانوس جلایا تھا وہ دھیرے دھیرے جلتا رہا اور اپنا کام کرتا رہا اور آخر وہ وقت آیا کہ انگریزوں کو یہ ملک چھوڑنا پڑا اور ان کو ذلت و ناکامی کے ساتھ جس سات سمندر پار سے آئے تھے پھر اسی سات سمندر پار واپس جانا پڑا۔

ان مجاہدین آزادی کے بارے میں نواب صاحب بھوپالی ''اہلحدیث'' کا یہ گندہ ریمارک ملاحظہ فرمایئے، خاں صاحب مرحوم فرماتے ہیں، فرماتے کیا ہیں مسلمانوں کا کلیجہ جلاتے ہیں:

> ''غدر میں جو چند لوگ نادان عوام الناس فتنہ وفساد پر آمادہ ہو کر جہاد کا جھوٹ موٹ نام لینے لگے اور عورتوں اور بچوں کو ظلم و تعدی سے مارنے لگے اور لوٹ مار پر ہاتھ دراز کیا اور اموال رعایا و پرایا پر غصباً قابض و متصرف ہوئے انہوں نے خطائے فاحش کی اور قصور ظاہر............ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کس جماعت اور لشکر میں خلوص نیت اور پاکی طینت اور انصاف واجبی اور تبعیت مذہب اسلام ہو، ص ۱۳

میں خاں صاحب کے اس ریمارک پر کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتا، ناظرین کرام خود فیصلہ فرمائیں سرکار انگریزی میں غلامی کی زندگی نے ''اہلحدیثوں'' کو کس مقام پر لاکھڑا کر دیا تھا کہ ان کی زبان اور ان کا قلم اور ان کا ضمیر گورنمنٹ برطانیہ کے ہاتھ سب بک چکا تھا، اور یہ اس لئے بک چکا تھا کہ ان کو اسی دنیا میں سب کچھ چاہیے تھا، امن، عافیت، چین وراحت، عزت، مال و دولت سب کچھ،

نظر کس قدر ان کی محدود ہے
جنہیں آج سب کچھ یہیں چاہیئے

(۳۹) جنت میں داخل ہونے کو فقط اسلام اور ایمان کافی ہے

نواب صاحب کا فرمان

مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف جہاد کی اسپرٹ اور روح ختم کرنے کے لئے غیر مقلدین علماء وزعماء دین وشریعت کی عجیب عجیب تشریح کیا کرتے تھے گزشتہ صفحات میں آپ نے دیکھا مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد نے جہاد کے بیان وتفسیر کے سلسلہ میں کیسے کیسے گل بوٹے کھلائے ہیں اور وہ جہاد کے معنی کی شرعی تحقیق کرتے کرتے بالآخر اس حتمی نتیجہ پر پہونچے کہ انگریز گورنمنٹ سے عہد وفاداری کا نبھانا ضروری ہے اور انگریزوں سے جہاد حرام اور بڑی معصیت ہے۔

نواب صاحب بھوپالی مرحوم کا بھی کچھ اسی قسم کا انداز ہے، دین وشریعت کی من مانی تفسیر وتشریح میں نہ ان کے بڑوں کو شرم اور نہ چھوٹوں کو حیا، ذرا نواب صاحب کا یہ بیان ملاحظہ فرمایئے:

"جنت میں داخل ہونے کو فقط اسلام اور ایمان کافی ہے اگر چہ اپنے وطن میں ساری عمر بیٹھا رہے او جہاد نہ کرے۔ ص ۱۵

یہ ہے غیر مقلدوں کا مذہب اور عقیدہ، اور مسلمانوں سے اسلامی اسپرٹ اور جہاد کی روح ختم کرنے کی ناپاک کوشش اور غلامانہ زندگی پر ان کو قانع بنانے کی سرکار برطانیہ کے ساتھ ملی بھگت اور غیر مقلدوں کی خطرناک سازش۔

ان غیر مقلدوں کے بڑوں نے ان کو یہی سکھایا ہے کہ اسلام وایمان کا نام لیتے رہو جنت میں چلے جاؤ گے، چاہے تمہارا کردار کچھ بھی ہو، اور چاہے تم نے اپنی زندگی سے جہاد کا فریضہ نکالدیا ہو، اسلام رسوا ہو دین بدنام ہو، مسلمان تباہ ہوتے ہوں، اسلامی شعائر کو ختم کرنے کی ناپاک سازش ہو، تم کو شعار دین سے بیگانہ اور ناآشنا بنانے کی خطرناک خفیہ اسکیمیں ہوں، تم کو تمہاری تہذیب وثقافت اخلاق و

اقدار سے ننگا کر دیا جائے، کچھ پرواہ مت کرو، اپنے حق کے لئے لڑائی مت لڑو، اپنے دین کی حفاظت کے لئے جہاد مت کرو، تم مسلمان ہو تم ایمان والے ہو، تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں بلا کچھ کیئے دھرے تم سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے۔

میری سمجھ میں آ گیا، ہر ایک راز زندگی
جو دل پہ چوٹ پڑ گئی، تو دور تک نظر گئی

(۴۰) ۱۸۵۷ء کا جہاد آزادی ہڑبونگ تھا، بیوقوفوں کا جہاد تھا

۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی کے بارے میں نواب صاحب بھوپالی غیر مقلد عالم کا یہ بیان بھی نگاہ میں رہے:

''یہ ہڑبونگ جاہلوں کا اور بہتیرے مفسدوں کا اور جمگھٹا بیوقوفوں کا جہاد ہے، معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے یہ فتویٰ کس قرآن سے نکالا اور کون سی حدیث سے ثابت کیا'' ص ۱۶

شہدائے مجاہدین اسلام کے بارے میں غیر مقلدوں کا یہ مسخر یہ انداز اور ان کو بے وقوف اور جاہل کہنے کی یہ گستاخی ان کے ذہن و مزاج کی صحیح ترجمانی ہے۔

غیر مقلدوں کا اکابر امت، حتیٰ کہ صحابہ کرامؓ تک کے بارے میں یہی انداز گفتگو ہوتا ہے۔

روز قیامت یہ شہداء اور مجاہدین ہوں گے اور غیر مقلدوں کا دامن ہوگا اور جب وہ شہداء اور مجاہدین ان غیر مقلدوں کو کھینچ کر اپنے اوپر ان کے ظلم کے انصاف کی داد چاہنے کے لئے حضور خداوندی میں لے جائیں گے تب ان خون شہداء کا مذاق اڑانے والوں کو اپنا انجام معلوم ہوگا، اور حاضرین محشر دیکھیں گے کہ ان کو سرکار برطانیہ کا کون سا گورنر اور کون سا لفٹیننٹ اور کونسا صاحب بہادر مدد کرنے کو آتا ہے۔

جو چپ رہے گی زبان خنجر
لہو پکارے گا آستین کا

شاید یہ غیر مقلدین ''اہلحدیث'' علماء کتاب وسنت اس حقیقت سے واقف نہیں۔

دوسروں کو ذلیل کرنے سے
آدمی خود ذلیل ہوتا ہے

(۴۱) رعایا پروری میں حکام فرنگ کا مثل ونظیر نہیں

غیر مقلدین حضرات کے اکابر سرکار برطانیہ اور سفید چمڑی والوں کے ہمیشہ نمک حلال رہے اور نمک حلالی کا حق ادا کرتے رہے، ان کی خوبیوں کے گن گاتے رہے اور برٹش نظام اور برطانوی سامراج کی خیر وخوبی کی ڈھولک بجاتے رہے، برٹش نظام نے ان سے اپنے حق میں بڑا کام لیا اور ان کو اس کا بڑا انعام دیا، کسی کو نواب بنا دیا کسی کو جاگیر دی کسی کو عہدے اور خطابات دیئے، اور رہی امن وامان کی عام زندگی تو سرکار برطانیہ میں ان کے ہر عام وخاص کو حاصل رہی، یہی وجہ ہے کہ نواب صاحب کو برٹش سرکار میں ہر طرف امن وامان ہی نظر آرہا تھا اور رعایا پروری میں حکام فرنگ کا مثل ونظیر صرف اسی زمانہ میں نہیں بلکہ اکثر پچھلے زمانوں میں بھی جب ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومتوں کا پرچم لہرارہا تھا ان غیر مقلدوں کو نظر نہیں آتا تھا، نواب صاحب بھوپالی کا یہ بیان پڑھیے، اور کسی کے نمک حلال بننے کا اس سے سبق سیکھیے فرماتے ہیں:

> ''درستی ملک اور صفائی راہ اور رفاہ عوام اور امن خلائق اور امان مخلوق اور راحت رسانی رعیت اور آرام دہی بریت میں حکام فرنگ کا مثل اور نظیر اس وقت میں بلکہ اکثر اوقات میں ہرگز نہیں'' ص ۱۸

مسلمان حکومتوں کے زمانہ میں ہندوستان کیا اور کیسا تھا اس کے لئے ناظرین کرام ہندوستانی تاریخ کا مطالعہ کریں اور پھر اس بے غیرتی دینی بے حمیتی اور قومی و

ملی شعور کے افلاس پر ماتم کریں جس میں یہ فرقہ غیر مقلدین گرفتار تھا، اور مسلمانوں کی روشن تاریخ پر چھینٹے اڑا رہا تھا، مسلمان جماعتوں سے کٹ کر ہائے اس فرقہ کا کیا حال ہوگیا تھا اور وہ کس پستی میں جا پڑا تھا، ناظرین کو اس کا اندازہ لگ رہا ہوگا۔

چھوڑ کر اس آستاں کو یہ ملی مجھ کو سزا
دربدر کرنی پڑی خم اپنی پیشانی مجھے

ممکن ہے کہ غیر مقلدین حضرات اپنے حق میں میرے قلم کی تیزی کو بہت زیادہ محسوس کرتے ہوں لیکن میں اپنے ان دوستوں کو کیا بتلاؤں اور ان کو کیسے اپنا زخم جگر دکھلاؤں کہ جب وہ اکابر امت مجاہدین اسلام اور اسلام کے نام پر مرمٹنے والوں کے خلاف زبان وقلم چلاتے ہیں اور اسلام کی تاریخ اور اسلام کی صورت کو مسخ کرنے کی کوشش میں ہوتے ہیں اور قرآن وحدیث کا نام لے کر قرآن وحدیث کی تعلیمات کا ٹھٹھا اڑاتے ہیں، قرآن وحدیث جن کے ذریعہ سے ہم تک پہونچا ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں حتیٰ کہ صحابہ کرامؓ کی شان میں بکواس کرنے تک سے باز نہیں آتے تو پھر میرے دل کا حال کیا ہوتا ہے، میرے جگر پر کیسی چوٹ پڑتی ہے، میں اپنے ان دوستوں کو اپنے جگر کا یہ گھاؤ اور یہ چوٹ کیسے دکھلاؤں، دکھلانا بھی چاہوں تو نہیں دکھلا سکتا۔

چوٹ پڑی ہے دل پر تو، آہ لبوں تک آئی ہے
یوں ہی چھن سے بول اٹھنا تو شیشے کا دستور نہیں

(۴۲) اہلحدیث تیرہ سو سال سے چلے آرہے ہیں ان میں کوئی بھی کبھی حاکم یا بادشاہ نہیں ہوا

خاں صاحب بھوپالی مرحوم کا یہ تاریخی بیان بھی ناظرین ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں:

''اہلحدیث تیرہ سو برس سے چلے آتے ہیں اس میں سے کسی نے کسی ملک میں جھنڈا اس جہاد اصطلاحی حال کا کھڑا نہیں کیا اور نہ کوئی ان میں حاکم یا بادشاہ کسی ملک کا بنا بلکہ سب کے سب زاہد تارک دنیا تھے'' ص ۲۱

اس بیان سے کئی باتیں ناظرین کو معلوم ہوئیں۔

(۱) اہلحدیث کا طائفہ تیرہ سو برس سے چلا آ رہا ہے۔

(۲) اہلحدیثوں نے کبھی جہاد نہیں کیا۔

(۳) اہلحدیثوں میں کبھی کوئی حاکم بادشاہ نہیں ہوا۔

(۴) اہلحدیث تیرہ سو برس سے خاں صاحب کے زمانہ تک سب کے سب تارک دنیا و زاہد تھے۔

''یہ کس عالم کا ہے مذکور کس دنیا کی باتیں ہیں''

اہلحدیث اپنی اس تاریخ پر جتنا چاہیں فخر کر لیں مگر کم از کم یہ مسلمانوں کی تاریخ نہیں ہے، یہ صحابہ کرامؓ اور تابعین ائمہ دین محدثین و مفسرین اور مجاہدین اسلام اور اللہ کی راہ میں سر کٹانے والوں کی تاریخ نہیں ہے، یہ تاریخ کسی مصنوعی مذہب و ملت کی تاریخ ہے، اسلام کا اس تاریخ سے کوئی واسطہ نہیں، مسلمانوں کا اس مذہب و ملت سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔ مبارک ہو اہلحدیثوں کو ان کی تاریخ۔

وقت بس گزار لینا ہی
دوستو! کوئی زندگانی ہے؟

اور اس معتبر شہادت اور تاریخی بیان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خلفائے راشدین میں سے کوئی بھی اہل حدیث نہیں تھا، اسلئے کہ خلفائے راشدین سب کے سب مجاہدین تھے اپنے اپنے وقت میں مسلمانوں کے حاکم تھے ان میں کا کوئی صرف زاہد و تارک دنیا نہیں تھا، دین و دنیا دونوں کی یہ قیادت کرنے والے تھے، یہ امور

سلطنت کے نگراں بھی تھے اور اللہ کے حضور میں سر جھکانے والے بھی تھے۔

اسلام کی تھی تاریخ بہت
روشن روشن تاباں تاباں

اس طرح کوئی صحابی کوئی تابعی بھی اہلحدیث نہیں تھا، اس وجہ سے کہ کسی صحابی یا تابعی کی زندگی وہ نہیں تھی جو زندگی اہلحدیثوں کی خاں صاحب بیان فرمارہے ہیں۔ مسلمان محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھنے والے تو شروع ہی سے بزم رزم کے سپاہی رہے، کبھی وہ خالص زاہد وراہب نہ تھے اور نہ دنیا سے کٹ کر رہنے والے تھے، وہ زندگی سے فراری نہیں بلکہ گیسوئے زندگی سنوارنے والے تھے۔

غیر مقلدوں کو اپنے جس زہد پر فخر ہے یہ زہد نہیں انسانوں کی زندگی کے لئے سم قاتل ہے، اور اس کی جزا بقول ماھر القادری۔

وہ زہد جو کہ رضا مند ہو غلامی پر
ہے ایسے زہد پہ آب وہوائے خلد حرام

خاں صاحب کو حق ہے جہاں سے چاہیں اہلحدیثوں کا وجود ثابت کریں ان کی زبان وقلم پر کوئی پہرہ نہیں لگا سکتا، مگر خدا کے لئے مسلمان بن کر یہ سب کچھ نہ کریں، اسلام اور مسلمانوں پر ان کا یہ بڑا اکرم ہوگا، اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اس سے بڑھ کر کوئی دشمنی نہیں ہوسکتی کہ ان کی روشن تاریخ کو بدنام کیا جائے۔ خاں صاحب مرحوم اگر زندہ ہوتے تو میں ان سے بصد ادب عرض کرتا۔

وقت ہی کو جو بدل دے وہ ہے انسان عظیم
وقت کے ساتھ بدلنا کوئی کردار نہیں

(۴۳) سرکار برطانیہ کی مخالفت کسی غیر مقلد نے نہیں کی

خاں صاحب مرحوم جن کو اپنی اور اپنی جماعت غیر مقلدین کی سرکار برطانیہ سے وفاداری اور اطاعت شعاری وخیر خواہی کا یقین دلانا حکام انگریزی کو ہر فرض سے

بڑا فرض تھا تا کہ غیر مقلدوں کو جو امن و عافیت کی زندگی زمانہ گورنمنٹ برٹش میں میسر تھی اس میں فرق نہ پڑنے پائے۔ اس کے لئے بہر نوع ان کی کوشش تھی کہ غیر مقلدوں کی پوزیشن گورنمنٹ برطانیہ کے سامنے واضح کرتے رہیں چنانچہ ایک جگہ وہ اپنی اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

> ''ایسا آج تک نہیں پایا گیا کہ جس نے دعویٰ اتباع قرآن و حدیث کر کے سرکار سے مخالفت کسی قسم کی کسی شہر میں کی ہو یا خود جہاد کا ارادہ یا دوسروں کو اس پر آمادہ کیا ہو'' ص ۲۱

''تیری آواز مکے اور مدینے''

ایک غیر مقلد صاحب جو بنارس کے ایک مرکزی جامعہ کے غالباً ٹیچر ہیں بڑے طنطنہ سے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

> ''انگریزوں کے خلاف جماعت اہلحدیث کا کارنامہ تو ایسا ٹھوس اور قابل فخر ہے کہ بہت سے لوگ آج تک ان کا نام لے کر کھا پی رہے ہیں'' (ماہنامہ محدث شمارہ جون ۹۶ء)

ہمیں ان ٹیچر صاحب کے کلام پر کوئی اعتراض نہیں مگر ان ٹیچر صاحب کو یہ بتلانا ہوگا کہ تم جھوٹے ہو یا تمہاری جماعت کا یہ قابل فخر فرزند جماعت غیر مقلدین کا مجدد اور وہ جس کا شمار عظمائے اسلام میں تھا، وہ جھوٹا تھا، تم کہتے ہو اہلحدیثوں نے انگریزوں کے خلاف بڑا ٹھوس کارنامہ انجام دیا، اور تمہارا مجدد کہتا ہے کہ اہلحدیث جماعت ہمیشہ سے سرکار برطانیہ کی بہی خواہ رہی ہے تم دونوں میں سے کس کی بات صحیح ہے، اس کا فیصلہ تم خود ہی کرو۔

ان ٹیچر صاحب کی پیدائش کا زمانہ تو آج کا ہے، جبکہ نواب صاحب بھوپالی سامراجی عہد میں جی رہے تھے اور امن و عافیت کی زندگی بسر کر رہے تھے ان ٹیچر صاحب کے مقابلہ میں ناظرین کا فیصلہ یہی ہوگا کہ نواب صاحب بھوپالی ہی کا بیان

زیادہ معتبر ہوگا۔

اس بات پر معتوب ہوں محفل میں کہ میں نے
محفل کے ہر اک شخص کو پہچان لیا ہے[1]

(۴۴) انگریزوں کی مخالفت نقد دین کا کھونا ہے

نواب صاحب بھوپالی کا ارشاد ہے

خاں صاحب نواب بھوپالی یہ فرماتے ہوئے کہ سرکار انگریزی کی مخالفت حرام ہے اور جہالت و بے دینی کا کام ہے، اہلحدیث اس قسم کی حرکتیں نہیں کرتے ہیں، انگریزوں کے خلاف سارا فتنہ فساد مقلدوں (یعنی احناف) کا کام ہے وہی سرکار برطانیہ کے خلاف آمادہ پے کار ہیں، اس ضمن میں اپنی یہ رائے عالی ظاہر فرماتے ہیں:

''یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کی حرکات انہیں جاہلوں سے سرزد ہوتے ہیں جو اپنے دین کے علموں سے غافل اور اسلام کی خوبیوں سے جاہل ہیں اور اپنی شریعت سے کنارہ کر کے مقلد ایک مذہب کے ہو رہے ہیں یہ لوگ تقلید کے نشہ میں مست و مدہوش ہوکر نقد دین اپنا مفت کھوتے ہیں'' ص ۲۴

اپنا چہرہ اگر تم کبھی دیکھتے
پھر کسی میں نہ کوئی کمی دیکھتے

---

[1] جب بات ان ٹیچر صاحب کی آگئی ہے تو تھوڑی سی ان کے بارے میں بھی گفتگو ہو جائے، آجکل یہ صاحب مرکزی دارالعلوم (سابق کا) جامعہ سلفیہ (حال کا) سے نکلنے والے محدث پرچے میں ایک مضمون ''گنبد کی صدا'' کے عنوان سے لکھ رہے ہیں، مضمون پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ صاحب نرے ٹیچر کے ٹیچر ہی ہیں، عقل وفہم سے بالکل عاری قلم چلانے کی ابھی گویا مشق کر رہے ہیں۔ ان کے علم وعقل کا اندازہ اس سے لگایئے کہ جس فاضل صاحب کے مضمون کا یہ رد لکھ رہے ہیں ان فاضل صاحب نے یہ بتلانے کیلئے کہ غیر مقلدوں کا وجود صرف صدی ڈیڑھ صدی پہلے کا ہے اور ثبوت میں جامعہ سلفیہ کی مایہ ناز مطبوعہ کتاب الانطلاق الفکری مولانا اسماعیل سلفی کا حوالہ دیا اس پر یہ ٹیچر صاب فرماتے ہیں: (باقی اگلے صفحہ پر)

اس بیان سے خوب واضح ہے کہ اہلحدیثوں اور غیر مقلدوں کے نزدیک سرکار برطانیہ کی مخالفت قطعاً حرام تھی اور برٹش گورنمنٹ اور سامراجی نظام وحکومت کے خلاف آواز بلند کرنا اپنا نقد دین کھونا تھا۔ اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر ایک طرف اہلحدیث جماعت انگریزوں سے عہدوفاداری استوار کیے ہوئے تھی اور برٹش گورنمنٹ کی کاسہ لیسی اپنا ملی و وطنی و مذہبی شعار بنائے ہوئے تھی تو دوسری طرف مقلدین یعنی احناف انگریزوں کے خلاف تحریک جہاد برپا کیے ہوئے تھے جس سے ان کی نیند حرام تھی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۲) ''یاد رہے جس کتاب سے آپ ہم کو الزام دے رہے ہیں اگر اسی سے ہم اپنا مدعا ثابت کردیں تو پھر آپ کو مقلدانہ اینچ پینچ کے بغیر اسے مان لینا ضروری ہوگا''

ہے کچھ ٹھکانا اس حماقت کا، ان ٹیچر صاحب کو یہ کون بتلائے کہ فاضل صاحب کو تو حق ضرور ہے کہ وہ آپ پر آپ کی کتابوں سے حجت قائم کریں مگر آپ کو یہ حق نہ ہوگا کہ اپنی کتابوں سے ان فاضل صاحب پر حجت قائم کریں، جس کو یہ معمولی عام بات بھی معلوم نہ ہو اسے شوق ہوا ہے کہ کسی فاضل کے رد میں قلم چلائے اور ان سے بڑھ کر اصحاب عقل وخرد وہ لوگ ہیں جو اس طرح کے مضمون کو اپنے پرچہ میں قسطوار بڑے شوق سے چھاپ رہے ہیں، اس مضمون کی دو قسط ابتک آچکی ہیں، اور ابتک اصل مضمون کو ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے، صرف ضمنی چیزوں کا رد کیا جارہا ہے ''طول مخل'' کی حماقت کا یہ پوری دو قسط اعلیٰ شاہکار ہے، مولانا اسماعیل سلفی اور دوسرے غیر مقلدین کی عبارتوں سے فاضل حنفی کو الزام دیا جارہا ہے۔

بریں عقل ودانش بباید گریست

اب قادیانیوں، آریہ سماجیوں، عیسائیوں کو کھلی چھوٹ مل گئی کہ وہ اپنی کتابوں سے اہل اسلام پر حجت قائم کریں، غیر مقلدوں کو اپنی اسی عقل اور اسی علم کے بوتے پر یہ شوق ہے کہ ہم تقلید نہیں کریں گے ہم خود مجتہد بنیں گے۔ ایک غیر مقلد کا یہ کلام ٹیچر صاحب نقل کرتے ہیں:

''جامد مقلدوں کا یہ کہنا کہ ہر مجتہد صواب پر ہے مردود اور صحیح دلیل سے دور ہے''

یہ کون کہتا ہے؟ بلکہ مقلد اور غیر مقلد سب صرف ایک بات کہتے ہیں کہ المجتہد یخطی ویصیب یعنی مجتہد کے کلام میں خطا اور صواب دونوں ہوتے ہیں اور پھر یہ کیا بے وقوفی کی بات ہے کہ اگر (اب جبکہ میں اپنی اس کتاب کی کتابت شدہ کاپیوں پر نظر ڈال رہا ہوں اس مضمون گنبد کی صدا کی دس قسط آچکی ہیں مگر کمال یہ ہے کہ اصل مضمون کا رد صاحب گنبد کی صدا سے نہیں ہو پارہا ہے، اور جب سے میری کتاب ''مسائل غیر مقلدین'' منظر عام پر آئی ہے جس طرح تمام جماعت اہلحدیث میں گھبراہٹ طاری ہوگئی ہے، گنبد کی صدا والے صاحب کا بھی قلم ٹھرا گیا ہے، اور بعد کی قسطوں سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ ''آمد'' ختم ہوچکی ہے اور اب صرف ''آورد'' ہے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۴۵)انگریزوں کے خلاف تحریک جہاد احناف نے برپا کیا تھا

نواب صاحب بھوپالی کا اعتراف

غیر مقلدین ہمیشہ سے خیر خواہان سرکار برطانیہ تھے ، گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف تحریک آزادی اور استخلاص وطن کی جنگ لڑنے والے صرف مقلدین یعنی احناف تھے،اس بات کو درج ذیل عبارت میں خاں صاحب بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں:

”کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج تک کوئی موحد متبع سنت حدیث و قرآن پر چلنے والا بیوفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا جتنے لوگوں نے غدر میں شروفساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے“ ص ۲۵

چٹکیاں لیتی ہے فطرت چیخ اٹھتا ہے ضمیر
کوئی کتنا ہی حقیقت سے گریزاں کیوں نہ ہو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۲)ہائے غیر مقلدین کی بیچارگی و درماندگی)۔جامد مقلد مذکورہ بات کہے تو مردود اور غیر جامد مقلد اگر وہی بات کہے تو نامردود آخر یہ کون سی منطق اور فلسفہ ہے......ایک جگہ مولانا اسماعیل سلفی کا یہ کلام نقل کرتے ہیں۔

”فقہاء تقلید کو واجب سمجھتے ہیں اور یہ جو نہ مانے اسے کافر کہتے ہیں“

کس فقیہ نے تقلید کے واجب نہ کہنے والوں کو کافر کہا ہے بلا حوالہ بات کہنا ہوا میں فائر کرنا ہے اور اپنے علم کا مرثیہ پڑھوانا ہے......ایک جگہ لکھتے ہیں:

”اہلحدیث کی نسبت تو حدیث رسول کی طرف ہے جب سے حدیث رسول موجود ہے اہلحدیث موجود ہیں“

ان عقل والوں سے کون الجھے، یہی بات تو اہل قرآن بھی کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اہل قرآن کی نسبت تو قرآن کی طرف ہے جب سے قرآن موجود ہے اہل قرآن موجود ہیں،غیر مقلدوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے،اپنی حقانیت کو ثابت کرنے کا یہ غیر علمی اور مقلدانہ انداز اختیار کرنے پر بھی یہ ٹیچر صاحب اسی خوش فہمی میں ہیں کہ ہم گنبد کی صدا لکھ کر بڑا فاضلانہ اور علمی کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔مجتہد صاحبوں کے کیا کہنے۔

دیوبندیوں کے بارے میں یہ صاحب ایک غیر مقلد کا یہ کلام بڑے فخر سے نقل کر کے دیوبندیوں پر اپنی دانست میں زبردست حجت قائم کرتے ہیں۔

”ہاں مگر دیوبندی ۱۸۵۷ء سے پہلے یقیناً موجود نہ تھے......یہ فرقہ واقعۃً (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یہ ہے غیر مقلدوں کے امام ومجدد کی وہ تاریخی شہادت جس پر پردہ ڈالنے کے لئے غیر مقلدین نے نواب صاحب کی اس کتاب ہی کو غائب کر دیا تھا ہندو پاک کے کتب خانوں میں تلاش کرنے سے بھی یہ کتاب نہیں ملتی۔ غیر مقلدین کے قدیم مدارس میں ممکن ہے کہ اس کا پرانا نسخہ ہو مگر وہ کسی کو دکھاتے نہیں اور وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں اس لئے کہ اس کتاب میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ سرکار برطانیہ کے زیر سایہ اور برٹش گورنمنٹ کی حمایت میں ان غیر مقلدین کی جماعت کی کیا ریشہ دوانیاں تھیں،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۲) جدید ہے جس کی نسبت نہ خدا کی طرف نہ رسول کی طرف نہ قرآن کی طرف نہ حدیث کی طرف بلکہ ہندوستان کے ایک گاؤں کی طرف ہے'' دیکھا آپ نے کتنا فاضلانہ کلام ہے، قلم چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ غیر مقلدوں کے مجدد نواب صاحب بھوپالی تھے، یہ بھوپال کون سا قرآن وحدیث ہے یہ آخر کون ساخدا اور رسول ہے، عرب کی پاک سر زمین کا یہ کون سا مقدس شہر ہے؟ شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی تھے، حافظ عبداللہ محدث غازیپوری تھے، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری تھے، جامعہ سلفیہ بنارس کے شیخ الحدیث املوی تھے، یہ دہلی، یہ غازی پور، یہ مبارکپور یہ املو خدا اور رسول اور قرآن وحدیث کی کون سی قسم ہے یا نجد وحجاز کے یہ کون سے شہر ہیں، اچھا یہ بتلایئے یہ امام بخاری جو بخاری کہلاتے ہیں تو یہ بخاری کون ساخدا اور رسول ہے، کہاں کا قرآن وحدیث ہے، بخاری حجاز کا کون سا شہر ہے۔؟

گنبد کی صدا کے عنوان سے ابتک جو دو قسط آئی ہیں اسی قسم کی بکواس سے بھرپور ہیں اور حنفی فاضل مضمون نگار پر غیر مقلدوں کی کتابوں سے حجت قائم کرنے کی بے وقوفی کا تجربہ کیا گیا ہے، جو بالکل نیا جدید مناظرانہ اصول ہے، ماہر القادری یاد آ گئے فرماتے ہیں:

باطل جو صداقت سے الجھتا ہے تو الجھے
ذروں سے یہ خورشید چھپا ہے نہ چھپے گا

آئندہ قسطوں میں یہ صاحب اور کیا گل کھلانے والے ہیں خدا ہی بہتر جانے مگر دیگ کے چاول کے ان ہی چند دانوں سے پوری دیگ کا انداز لگ رہا ہے اور جب ان بکواسوں کا کوئی جواب نہ دے تو یہ غیر مقلدین بغلیں بجا کر خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے شاہکار مضمون کا جواب نہیں ہو سکا ہر بوالہوس کو یہی شوق ہوتا ہے کہ اہل علم اس کی بکواسی غیر علمی تحریر کا ضرور جواب دیں۔

(۱) اب جبکہ میں اپنی اس کتاب کی کتابت شدہ کاپیوں پر نظر ڈال رہا ہوں اس مضمون گنبد کی صدا کی دس قسط آ چکی ہیں مگر کمال یہ ہے کہ اصل مضمون کا رد صاحب گنبد کی صدا سے نہیں ہو پا رہا ہے، اور جب سے میری کتاب ''مسائل غیر مقلدین'' منظر عام پر آئی ہے جس طرح تمام جماعت اہلحدیث میں گھبراہٹ طاری ہو گئی ہے، گنبد کی صدا والے صاحب کا بھی قلم تھرا گیا ہے، اور بعد کی قسطوں سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ ''آمد'' ختم ہو چکی ہے اور اب صرف ''آورد'' ہے۔ ہائے غیر مقلدین کی بیچارگی و درماندگی۔

ان کے کیا کارنامے تھے، ان کے سیاہ کرتوت کی شکل کتنی گھناؤنی تھی۔ وہ مجاہدین جنگ حریت کو کس نام سے یاد کرتے تھے ان کے نزدیک انگریزوں سے جنگ کرنے والے نہ موحد تھے نہ صاحب ایمان تھے نہ دین وشریعت کے متبع تھے، نہ اسلام کی تعلیمات سے واقف کار تھے۔ بلکہ سب کے سب ایک مذہب خاص کی پیروی کرنے والے مقلدان مذہب حنفی تھے۔

اس لئے غیر مقلدین نے باہم مشورہ کر کے اس کتاب کو عوام کے ہاتھوں سے اس آزاد ہندوستان میں دور کر دیا تاکہ ان کی عزت وآبرو کا برسر عام نیلام نہ ہو اور یہ دوسروں کو فریب اور دھوکا دینے کیلئے جنگ آزادی میں اہلحدیث علماء کا حصہ نامی جیسی کتابیں لکھا کریں اور اپنی اس جماعت کو جو ہمیشہ سے انگریزوں کی کاسہ لیسی کرتی رہی جنگ آزادی کا عظیم سپوت ثابت کریں۔

ان بیچاروں کو کیا معلوم مکروفریب کی زندگی بڑی خطرناک ہوتی ہے اور یہ زندگی صرف چند روز ہوتی ہے، تاریخ اپنے کو منوالیتی ہے، حقائق پر زیادہ دنوں تک پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔

حقیقت خود کو منوالیتی ہے مانی نہیں جاتی

ان مجاہدین آزادی کو غیر مقلدین کے اکابر جو چاہیں کہہ لیں اپنے اپنے معیار نظر کی بات ہے، احناف اور مقلدین کو جتنی چاہیں گالیاں دے لیں یہ بھی اپنے اپنے ظرف اور حوصلہ کی بات ہے، مگر ان گالیوں طعنہ زنیوں کے بیچ سے بہر حال یہ حقیقت چمک چمک کر ابھر رہی ہے کہ غیر مقلدین کو آزادی کی زندگی سے غلامی کی زندگی زیادہ پسند تھی۔ اسی وجہ سے وہ مجاہدین وطن کے خلاف انگریزوں کا پر اعتماد ذریعہ بنے ہوئے تھے، یہ بھی اپنے اپنے ضمیر کی بات ہے۔

ہم نے ہر شخص کا معیار نظر دیکھ لیا

علامہ اقبال بڑے حکیم و دانا تھے کیا خوب فرما گئے:

میسرّ آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو
نہیں ہے بندہ حر کیلئے جہاں میں فراغ

(۴۶) مذہب حنفیہ ایک بڑی بلا ہے

خاں صاحب فرماتے ہیں سرکار انگریزی کے غدار احناف تھے اور حنفی مذہب بڑی بلا ہے، خاں صاحب کے الفاظ حنفی مذہب کے بارے میں یہ ہیں:

''مذہب حنفیہ یا مذہب بین بین ایک بڑی بلا ہے'' ص ۲۹

حنفی مذہب کے خلاف خاں صاحب مرحوم زندگی بھر برٹش گورنمنٹ کو اسی طرح کی باتیں لکھ لکھ کر بھڑکاتے رہے اور اپنی وفاداری کا انگریزوں کو یقین دلاتے رہے، حنفی مذہب عام طور پر بلا ہو کہ نہ ہو مگر غیر مقلدین کیلئے واقعۃً ایک بلا ہی ہے، یہ چاہتے ہیں کہ اس بلا کو ختم کر دیں مگر

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دنیا کے دو تہائی مسلمان اس بلا میں گرفتار ہیں، اور بیشتر ممالک مسلمہ میں مذہب حنفی رائج ہے آخر غیر مقلدین اس بلا سے چھٹکارا حاصل کر بھی کیسے پائیں گے۔

بس اسی پہ ہے برہم زمانہ عزیز
اس کی تصویر اس کو دکھادی گئی

(۴۷) غیر مقلدین سب مذہبوں سے آزاد ہیں

خاں صاحب بھوپالی غیر مقلدین کے مجدد فرماتے ہیں:

''ہمارا تو یہ حال ہے کہ ہم سب مذہبوں سے آزاد ہیں'' ص ۳۰

جی ہاں ہم مقلدین بھی غیر مقلدین کے بارے میں یہی رائے رکھتے ہیں مگر

ضمیر بیچ کے مل جائے دولت کونین
تو اس زوال کو للہ ارتقا نہ کہو

(۴۸) غیر مقلدوں کی آزادگی مذہب وہی ہے جو انگریزی سرکار کی مرضی تھی

نواب صاحب بھوپالی مرحوم کی یہ تاریخی شہادت بھی ناظرین نوٹ کرلیں فرماتے ہیں:

یہ لوگ (یعنی اہلحدیث) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں
جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا خصوصاً دربار
دہلی میں جو سب درباروں کا سردار ہے" ص ۳۲

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ ان نام کے اہلحدیثوں کا وجود جو آج اپنا رشتہ زبردستی اور نہایت بے حیائی سے کتاب وسنت سے جوڑ رہے ہیں اور اپنے وجود کی تاریخ تیرہ سو برس سے بتلا رہے ہیں، ہندوستان میں کس طرح ہوا۔

میں نے اپنے ایک مضمون کے حاشیہ میں ایک جگہ لکھدیا اور اسی کتاب ترجمان وہابیہ کے حوالہ سے لکھا:

حقیقت میں انگریزوں نے ہندوستان کے عام مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے اور پھوٹ ڈالنے اور انگریزوں کے خلاف ان کی جدوجہد اور طاقت کمزور کرنے کیلئے اس فرقہ کو کھڑا کیا۔ (المآثر شمارہ نمبر ۳ ۹۶ھ)

تو غیر مقلدین کی جماعت آپے سے باہر ہوگئی، یہی بات اگر ان کے مجدد نواب صاحب بھوپالی لکھیں تو یہ اس کو پی جائیں اور گوارا کرلیں اور اگر یہی بات نواب صاحب مرحوم کے حوالہ سے کوئی دوسرا کہہ دے تو غیر مقلدوں کی جماعت آسمان سر پر اٹھالے، آخر یہ دورخا پن کیوں؟

بہتر ہے کہ غیر مقلدین اپنے وجود کی تاریخ کی جو حقیقت ہے اس کو تسلیم کرلیں تاکہ مزید رسوائی نہ ہو۔

وہ جن کے جسم پہ چہرے بدلتے رہتے ہیں
انہیں بھی ضد ہے کہ انکا بھی احترام کروں

(۴۹) غیر مقلدین سرکار برطانیہ کی موافقت والے رسائل وفتاویٰ حاصل کر کے شائع کرتے تھے

انگریزی دور میں غیر مقلدوں سے ایک بڑا کارنامہ جو انگریزی گورنمنٹ کے نزدیک ان کی خیر خواہی گورنمنٹ کا شاہد عدل ہوا کرتا تھا اور جس کو وہ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتی تھی اور غیر مقلدین کا طبقہ بھی اس کا حوالہ دے دے کر گورنمنٹ سے بڑے بڑے فائدے اٹھاتا تھا یہ تھا کہ گورنمنٹ کے اشارے پر بعض زرخرید لوگ گورنمنٹ کی حمایت میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور رسالے لکھا کرتے تھے اس میں زیادہ تر یہی ''اہلحدیث'' لوگ تھے ان فتاویٰ و رسائل کو یہ غیر مقلدین کی جماعت اور ان کے اکابر عوام میں پھیلایا کرتے تھے اور اس طرح وہ عوام کو مجاہدین حریت سے کاٹنے کی ناپاک کوشش کرتے تھے۔

نقد ایمان کا خوب سودا کیا
دین بیچا کئے تاجروں کی طرح

کلکتہ کے ایک مجسٹریٹ صاحب تھے انھوں نے سرکار انگریزی کی موافقت میں کچھ فتاویٰ جمع کئے تھے، ان فتاویٰ میں یہ بات بطور خاص تھی:

''کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہ رہے''

یہ فتاویٰ ایک رسالہ کی صورت میں انھوں نے سرکار برطانیہ کے اشارے پر طبع کرا کر شائع کیا تھا، نواب صاحب بھوپالی نے بھی اس رسالہ کو بطور خاص منگوا کر ملک میں بڑی تعداد میں شائع کر کے پھیلایا۔ نواب صاحب کے اس کارنامے کی نمک خواران برطانیہ نے بڑی سراہنا کی تھی، چنانچہ اسی کتاب ترجمان وہابیہ میں اپنی اور اپنی جماعت غیر مقلدین کی اطاعت گزاری سرکار برطانیہ سے وفاداری اور نظام

سرکار انگریزی کی بقا میں خیر خواہانہ جدوجہد کے ثبوت کے طور پر ان فتاویٰ والے رسالہ کی اشاعت پر جو جماعت غیر مقلدین اور نواب بھوپالی کی سرہنا ہوئی تھی۔ خانصاحب نے اس سراہنا کو بطور خاص نقل کیا ہے۔ وہ سراہنا یہ ہے:

''ہمارے بھوپال میں جناب مستطاب معلّیٰ القاب فاضل اجل عالم اکمل محدث باکمال مفسر بے مثال حضرت نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خاں بہادر دام اقبالہ نے اس رسالہ کو پسند فرما کر حکم دیا کہ اس کو اچھی طرح شائع کریں اور حضور موصوف نے خود بھی اس مسئلہ کو نہایت تحقیق و احتیاط اپنی کئی کتابوں میں بصراحت تمام تحریر فرمایا ہے جس میں حیثیت موجودہ پر سرکار انگریزی کی مخالفت کو قطعاً ناجائز لکھا ہے، اور جن علمائے متقدم نے مثل شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ کے بتاویلات دیگر اس کے خلاف اپنا مسلک اختیار کیا ہے ان تاویلات کو نہایت عمدگی سے علیحدہ کیا ہے'' ص ۴۸

یہ عبارت چیخ چیخ کر بول رہی ہے کہ سرکار برطانیہ میں غیر مقلدین کا کیا کردار رہا ہے۔

اپنی زباں تو بند ہے تم خود ہی سوچ لو
پڑتا نہیں ہے یوں ہی ستمگر کسی کا نام

جس سرکار برطانیہ کے خلاف مجاہدین نعرۂ حق بلند کر رہے تھے علماء زبانیں کا گروہ سر پر کفن باندھے اس سے پنجہ آزمائی کر رہا تھا گولیاں کھا رہا تھا، تختہ دار پر لٹک رہا تھا، کالا پانی بھیجا جا رہا تھا اور دین وملت کی آبرو کیلئے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہا تھا اور سرفروشان راہ حق زبان حال سے یہ کہہ کر

آپ کیا پوچھتے ہیں قیمت خود داری دل
ساری دنیا کی بھی دولت مجھے منظور نہیں

سامراجی استبداد کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا کررہے تھے، غیر مقلدین ان راہ حق کے پروانوں کے خلاف فتوے شائع کررہے تھے، اور ان کے بڑے ان مجاہدین کے جہاد کو ناجائز اور حرام بتلا رہے تھے، اور اپنے ضمیر کا محض دنیا کی چندروزہ عافیت کی زندگی کی خاطر سودا کررہے تھے۔

ذروں کے جگر چیرے تاروں کے نقاب الٹے
خود اپنی ہی حقیقت کو نادان نہ پہنچانے

اور آج کا ''طائفہ غیر مقلدہ'' بڑی ڈھٹائی اور شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وطن عزیز کو برطانوی سامراج کے چنگل سے چھڑانے کیلئے اس کی جماعت کا بڑا ہاتھ رہا ہے، جن کے اکابر کی انگریزوں کے تلوے چاٹتے عمر بیت گئی آج انہیں اکابر کو جنگ آزادی کا سب سے بڑا سپاہی بنا کر اور انگریزوں کا سب سے بڑا دشمن بتا کر آزاد ہند کے آج کے سماج میں غیر مقلدین کا یہ طائفہ اپنا بھی ایک مقام بنانا چاہتا ہے۔

رہنمائی کا تمہیں شوق مبارک لیکن
تم چلے بھی ہو کسی راہ میں دو گام کہیں؟

(۵۰) غیر مقلدین خالص اہلسنت والجماعت ہیں

نواب صاحب بھوپالی فرماتے ہیں:

سارے جہاں کے مسلمان دو طرح پر ہیں ایک خالص اہلسنت و جماعت جن کو اہل حدیث کہتے ہیں، دوسرے مقلد، وہ چار گروہ ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ ص ۵۲

واہ کیا کہنے ہیں آپ کے خالص اہل سنت و جماعت ہونے کے، آپ کہتے ہیں کہ صحابہ کا قول وعمل حجت نہیں، اور آپ خالص اہل سنت و جماعت ہیں، آپ اجماع کا انکار کرتے ہیں، اور آپ خالص اہلسنت و جماعت ہیں، آپ بہت سے

مسائل میں شیعوں کے معتقدات کے ہم نوا ہیں، اور آپ خالص اہل سنت و جماعت ہیں، آپ آنحضورﷺ کی قبر کی زیارت کیلئے سفر کرنے کو حرام کہتے ہیں اور آپ خالص اہلسنت و جماعت ہیں، آپ ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک کہتے ہو اور آپ خالص اہلسنت و جماعت ہیں آپ استعانت بغیر اللہ کرتے ہیں۔

ابن قیم مدد ے   قاضی شوکاں مدد ے

کا ورد کرتے ہیں اور آپ خالص اہلسنت و جماعت ہیں، آپ سلف امت کی توہین کرتے ہیں اور آپ خالص اہل سنت و جماعت ہیں۔

واہ رے آپ کا خالص اہلسنت و جماعت ہونا۔

قفس کو آشیاں کہہ دیں اگر لوگ
بدل جائے گا مفہوم قفس کیا؟

امت مسلمہ اور جمہور اہل اسلام کی شان میں یہ گستاخی کہ ان کو آپ نے خالص اہلسنت و جماعت سے نکالدیا اور پھر بھی آپ خالص اہل سنت و جماعت ہیں، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب پر ایک طرف سے ہاتھ صاف اور آپ خالص اہل سنت و جماعت ہیں۔

منہ کے میٹھے، دل کے کھوٹے، جان کے وہ دشمن نکلے
اس دنیا میں جن کو ہم نے سمجھا تھا غمخوار بہت

اگر غیر مقلدین کو یہ ہوس ہے تو چلئے یہی سہی

میں نے ہر غم کو کر لیا ہے قبول
آپ کی ہر خوشی گوارہ ہے

مگر اتنا عرض کروں گا اور یہ مخلصانہ عرض ہے کہ اگر غیر مقلدین کو یہی شوق ہے کہ وہ خالص اہلسنت و جماعت رہیں تو صحابۂ کرام کے بارے میں وہ اپنا عقیدہ درست کرلیں، اولیاء اللہ کے بارے میں وہ اپنی زبان ٹھیک کرلیں، ائمہ دین کے

بارے میں وہ بدزبانی نہ کریں مجتہدین امت کو وہ گالی دنیا چھوڑ دیں غازیان اسلام پر وہ تہمت تراشی نہ کریں اور سب سے بڑی بات ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو اسلاف امت کی تفسیر و بیان کی روشنی میں سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا شیوہ اپنائیں، جس آیت قرآنی کی جس طرح چاہا تفسیر کر ڈالی اور جو چاہا اس کا مطلب بیان کر دیا۔ جس آیت و حدیث کو چاہا لے لیا اور جس کو چاہا محض اتباع آباءو اجداد اور اتباع ہوئی میں چھوڑ دیا، یہ کسی اہلسنت و جماعت کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ خالص اہل سنت و جماعت ہونے کی ہوس رکھتا ہو۔

جانچنے اور پرکھنے والے تو آپ کو آپ کی عملی زندگی سے جانچیں گے اور پرکھیں گے کہ آپ خالص اہلسنت و جماعت ہیں کہ خالص اہل بدعت، اپنا عمل درست کرلو، اپنا عقیدہ درست کرلو اور پھر دیکھو کہ ہم تم کو خالص اہل سنت و جماعت تسلیم کرتے ہیں کہ نہیں۔ ہائے

ہائے ناراض ہو گئے کتنے
ایک ذرا آئینہ دکھانے سے

کتاب لکھنا دینی عمل نہیں ہے

ایک بڑے جامعہ کے ایک بڑے قابل صاحب فرماتے ہیں:

”کتاب لکھنا کوئی دینی عمل نہیں ہے جسے حلال وحرام کے پیمانے سے ناپا جائے“ (محدث اگست ۹۶ء)

اچھا یہ نئی بات معلوم ہوئی۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین وفقہاء نے جو کتابیں لکھی ہیں، وہ سب بے دینی کا کام تھا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی کی کتابیں سب بے دینی کے عمل سے وجود میں آئی ہیں، شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ، میاں نذیر حسین صاحب، نواب صدیق حسن صاحب

بھوپالی، حافظ عبداللہ صاحب محدث غازی پوری مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری شیخ ابن باز وغیرہ نے جو کتابیں لکھی ہیں انہوں نے دینداری کا کام نہیں بے دینی کا کام کیا ہے، اور غیر مقلدین کے مدارس ومعاہد میں جو دارالتالیف والتصنیف قائم ہیں ان کا تعلق دینداری سے نہیں ہے نہ دینی وشرعی عمل سے ہے۔

اور جب کتاب لکھنا دینی عمل نہیں ہوگا اور اس کو حلال وحرام کے پیمانہ سے نہیں ناپا جائے گا تو جو اس وقت دنیا میں فحش لٹریچر کا سیلاب پھیلا ہوا ہے نہ اس کو حرام وحلال کے پیمانہ سے ناپا جائے گا اور نہ اس کو بے دینی کا کام شمار کیا جائے گا۔ بلاوجہ دنیا میں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کے خلاف مسلمانوں نے شور مچا رکھا ہے، ان دونوں نے کتاب لکھ کر نہ دینداری کا کام کیا ہے اور نہ بے دینی کا اور نہ حلال کا ارتکاب کیا ہے اور نہ حرام کا، جو لوگ ان دونوں کے کاموں کو حلال وحرام کے پیمانہ سے ناپ رہے ہیں وہ بقول ان قابل صاحب کے جھک مار رہے ہیں۔

این قدر تو ان قابل صاحب کی عقل ہے اور دعویٰ کریں گے مجتہد بننے کا، امام ابوحنیفہؒ کی تقلید نہیں کریں گے، اور امام مالک کی تقلید نہیں کریں گے، امام شافعی کی تقلید بھی حرام ہوگی اور امام احمد کی تقلید سے بھی پرہیز ہوگا، اس علم وعقل کے ساتھ واہ رے علم کا غرور اور اجتہاد کا پندار اور کتاب وسنت کو خود سمجھنے کا دعویٰ۔

اتنے میں رہو جس سے کہ اتنا تو ہو معلوم
کچھ عقل ہے، کچھ علم ہے کچھ خوف خدا ہے

اس دور میں جہاد نہیں ہوسکتا

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ جہاد قیامت تک کے لئے ہے، جب کبھی بھی باطل طاقتیں اسلام پر حملہ آور ہوں گی مسلمانوں کو ان طاقتوں سے جہاد کرنا ہے، سارے مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے، تمام اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے،

یہ ایک ایسی واضح اور روشن حقیقت ہے کہ کسی مسلمان کو اس میں تردد و شک نہیں، اور آج تک مسلمانوں نے اپنے اسی عقیدہ پر عمل کیا ہے اور تاریخ عالم میں انہوں نے اپنے مجاہدانہ کارناموں کے تابندہ نقوش چھوڑے ہیں۔

مگر واہ رے غیر مقلدین کی جماعت جو خالص اہل سنت و جماعت ہے اس جماعت نے اپنی دیرینہ عادت کے مطابق اس مسئلہ میں بھی اسلاف امت کے عقیدہ و مسلک سے الگ اپنا عقیدہ و مسلک بنایا، اور نہایت بے غیرتی و بے حیائی سے اپنا دین و ایمان انگریزوں کے ہاتھ گروی رکھ کر اس کے اکابر نے اس زمانہ میں جہاد کی منسوخی کا اعلان کر دیا اور اس کیلئے بہانہ یہ بنایا کہ اس زمانہ میں کیا بلکہ صدیوں سے جہاد کیلئے جو شرائط ہیں وہ مفقود ہیں خاص طور سے امام و حاکم قریشی ہونا اس وجہ سے جہاد کا حکم اس وقت منسوخ ہے، اور جن لوگوں نے انگریزوں سے جہاد کیا تھا انہوں نے حرام کا ارتکاب کیا تھا۔

چنانچہ اس سے پہلے اسی کتاب میں آپ معلوم کر چکے ہیں کہ اہلحدیثوں کے بہت بڑے عالم مولانا محمد حسین بٹالوی نے خاص اسی منسوخی جہاد کے مسئلہ میں بایمائے سرکار برطانیہ ایک مستقل رسالہ ہی ''الاقتصاد'' کے نام سے تحریر فرمایا تھا اب سنئے نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں، مولانا محمد حسین بٹالوی کے مقابلہ میں نواب صاحب کا فرمان زیادہ اہمیت اور زیادہ قیمت رکھتا ہے اسلئے کہ وہ جماعت غیر مقلدین میں مجددیت کے عہدہ پر سرفراز تھے، نواب صاحب شرائط جہاد کیا کیا ہیں ان کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:

''سو ان صفات کا امام سیکڑوں برس سے دنیا میں مفقود ہے، اور وہ شرائط بالکل معدوم'' ص ۵۴

اور یہ بھی نواب صاحب فرماتے ہیں:

''یہ بغاوت جو ہندوستان میں بزمانہ غدر ہوئی اس کا نام جہاد

رکھنا ان لوگوں کا کام ہے جو اصل دین اسلام سے آگاہ نہیں‘‘

(ص ۵۴)

باوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

اسلام کے اس شعار اعظم ’’جہاد‘‘ کے بارے میں دیکھا آپ نے غیر مقلدوں کے اکابر واعاظم کا عقیدہ ومسلک کیا رہا ہے، اگر ان اکابر کی یہ بات تسلیم کر لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خلفائے راشدین کے بعد کی جتنی جنگیں کافر اقوام سے مسلمانوں نے کیں ان میں کی کوئی ایک جنگ بھی شرعی جہاد نہ تھی بلکہ مسلمان نے بلاوجہ غیر مقلدوں کے الفاظ میں ’’مفسدہ‘‘ برپا کر کر کے اپنی گردنیں ایک غیر شرعی وغیر دینی کام میں کٹواتے رہے، وہ جنگیں جن کو صلیبی جنگ کہا جاتا ہے، اور جن جنگوں میں صلاح الدین ایوبی، جیسے سلاطین اسلام نے پرچم جہاد بلند کر کے عیسائیوں کے چھکے چھڑا دیئے اور بیت المقدس کی بازیابی کا کارنامہ انجام دیا، جن جنگوں میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اورعز بن عبدالسلام جیسے اسلامی علوم وفنون کے بحر ناپیدا کناروں نے دادشجاعت دی، غیر مقلدین کے عقیدہ ومسلک اور ان کی دینی سمجھ بوجھ کے مطابق ان تمام مجاہدین اسلام اور علمائے اسلام کا کفار سے محاربہ مقاتلہ شرعی جہاد نہ تھا، اور اسلام کی خلفائے راشدین کے بعد کی پوری تاریخ میں نہ کوئی مجاہد ہوا اور نہ کسی نے شہادت کا مقام بلند حاصل کیا ہے۔

یہ ہے غیر مقلدوں کا دین، ان کا مذہب، ان کا عقیدہ ان کا ایمان ان کی حمیت دینی وغیرت اسلامی اور یہ ہے تاریخ اسلام کے بارے میں انکا نظریہ۔

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

میں جب غیر مقلدین حضرات کے بڑے بڑے دعووں کو ان کی کتابوں میں پڑھتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ وہ لوگ جن کا حال یہ ہے کہ

نہ معرفت نہ بصیرت نہ عصمت کردار

آخر ان میں کتنی جرأت و ہمت ہے کہ وہ اتنے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں، کیا انہوں نے تنہائی میں بیٹھ کر اپنے بارے میں کبھی سوچا ہے کہ وہ کیا ہیں، میرا اپنا تجربہ ہے کہ جو لوگ احساس کمتری میں مبتلا ہوتے ہیں وہ ہی لمبے چوڑے دعوے زیادہ کرتے ہیں، حال کے غیر مقلدین کو شروع سے یہ احساس ہے کہ ان کا تعلق مسلمان فرقوں سے اور مسلمان فرقوں کا تعلق غیر مقلدین فرقہ سے بیگانگی اور اجنبیت کا رہا ہے مسلمانوں کے جمہور نے کبھی غیر مقلدین کو دل سے قبول نہیں کیا اور یہ فرقہ ہمیشہ سے مسلمان فرقوں سے الگ کٹ کر زندگی بسر کرتا رہا ہے، اس کی وجہ سے ان غیر مقلدوں میں زبردست احساس کمتری پیدا ہو گیا، اب اس احساس کو ختم کرنے کے لئے جب ذرا سعودی عرب کے نجدیوں وشیوخ کے طفیل ان کا معیار معیشت بلند ہوا تو ان کی زبانوں پر بلند دعوے آنے شروع ہوئے، اور اپنے ''سپر طاقت'' ہونے کا احساس ان میں جاگا۔

مگر کیا محض ان دعووں کی بنیاد پر مسلمان ان کو قبول کر لیں گے، مجھے اس کا یقین نہیں، اسلئے کہ اصل مسئلہ عقیدہ و مذہب کا ہے، جب تک کہ یہ غیر مقلدین اپنا عقیدہ اور مسلک درست نہیں کریں گے، صحابہ کرام اور اسلاف امت کے بارے میں ان کا ذہن صاف نہ ہوگا اور جب تک یہ جمہور اہل اسلام کو گالیاں دیتے رہیں گے مسلمانوں میں ان کو عمومی مقبولیت حاصل نہیں ہو سکتی، سعودیوں کی دولت ان کا معیار معیشت اور معیار زندگی تو بلند کر سکتی ہے مگر ان کو مسلمانوں میں عزت کا مقام نہیں دلا سکتی۔

نیت بد ہے تو کار نیک سے حاصل ہے کیا
جاگتے ہیں دزد بھی مثل نگہباں رات بھر

جہاد کرنے والے بادشاہ محدث نہ تھے

غیر مقلدین کے اکابر گورنمنٹ برطانیہ کی رضا جوئی میں اور ان کو خوش کرنے کی خاطر قعر مذلت کی کس انتہا کو پہنچ چکے تھے اس کا اندازہ نواب صاحب

بھوپالی کے اس بیان سے لگائیے فرماتے ہیں:

''جو بادشاہان اسلام اپنے مخالفوں سے مل کر لڑائی کرتے تھے وہ محدث (اس کا ترجمہ غیر مقلدین اور نواب صاحب کے نزدیک اہلحدیث ہے) نہ تھے بلکہ مقید کسی ایک خاص مذہب کے تھے'' (ص ۵۵)

گورنمنٹ برطانیہ کو مقلدین کے خلاف بھڑکانے کا مکروہ ترین انداز سفلی طریقہ، ناظرین کرام اندازہ لگائیں کہ غیر مقلدین کی تاریخ کتنی سیاہ ہے۔

دل صاف ہو تو زہر اگلتی نہیں زباں
روشن چراغ سے کبھی اٹھتا نہیں دھواں

مقلدین تو گورنمنٹ برطانیہ کے عتاب کا شکار ہو ہی رہے تھے، مگر مقلدوں کے خلاف جذبہ انتقام میں مزید شدت پیدا کرنے کے لئے اور جلتی آگ میں تیل ڈالنے کی خاطر گورنمنٹ برطانیہ کو مسلمانوں کی پرانی تاریخ یاد دلانے کا فریضہ ''اہلحدیث'' اکابر نہایت خلوص کے ساتھ انجام دے رہے تھے۔

ان غیر مقلدوں اور خالص اہل سنت و جماعت لوگوں کو معلوم نہیں کہ مقلدین کا کردار کبھی یہ نہیں رہا۔

دل کسی کے لئے سر کسی کے لئے

یہ زندگی غیر مقلدوں ہی کو مبارک، مقلدین نے بلاشبہ اسلام کے خلاف جب بھی باطل کھڑا ہوا، اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنا سینہ آگے کر دیا اور اس کے چھکے چھڑا دیئے، انگریزی سامراج میں بھی مقلدین کا یہی رول اور یہی کردار رہا اور آج ہندوستان کی تاریخ کا ورق ورق اس کا گواہ ہے اور غیر مقلدین کی مجاہدین مقلدین کے خلاف کوئی سازش بھی ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کر سکی نہ ان کے عزم جہاد کو ٹھنڈا کیا نہ انہوں نے اپنے وقار جنون پر کبھی کوئی حرف آنے دیا مقلدین کو حق ہے کہ کہیں اور فخر سے کہیں

درکار ہو گی جب بھی کردار کی بلندی
ڈھونڈیں گے نقش ہستی اہل نظر ہمارا

گورنمنٹ برطانیہ کے سامنے غیر مقلدین کی سپردگی

خاں صاحب بھوپالی مرحوم گورنمنٹ برطانیہ کو بار بار اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ اہلحدیث

"کے دین میں حکومت حاصل کرنے کی فکر کرنا......سخت گناہ اور حرام ہے" (ص ۵۷)

"حصول حکومت کی فکر کرنے کو اور زمین میں فساد ڈالنے کو ہم لوگ سخت گناہ جانتے ہیں" (ص ۵۷)

کوئی فرقہ زیادہ تر خیر خواہ اور طالب امن و امان و آسایش رعایا کا اور قدر شناس بندوبست گورنمنٹ کا اس گروہ (غیر مقلدین) سے نہیں ہے جو اپنے کو اہل سنت و حدیث کہتا ہے اور کسی مذہب خاص کا مقلد نہیں ہے۔ (ص ۵۸)

ڈوب جانا تو کوئی بات نہیں ہے لیکن
باعث شرم ہے طوفاں سے ہراساں ہونا

اور

ذہنیت کے غلام اے راہی
سب سے بڑھ کر غلام ہوتے ہیں

اور جگر مرادآبادی کا یہ شعر بھی

روش دھرکا ہر نقش پکارے گا مجھے
یہ نہ سمجھو کہ مجھی تک میرا افسانہ ہے

اور اب میں نواب صاحب کی ترجمان وہابیہ سے سر دست رخصت لیتا ہوں

اگر میرے بھائی غیر مقلدین حضرات مناسب سمجھیں شاعر مشرق علامہ اقبال کے اس شعر پر غور کریں۔

یہ بندگی خدائی وہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ

آپ کے سامنے ترجمان وہابیہ اور الاقتصاد کے یہ تمام بیانات ہیں ان کو ملاحظہ ایک بار اور کریں، اس کے بعد ذرا ایک غیر مقلد صاحب کا یہ بیان بھی پڑھ لیجئے۔

”چونکہ برصغیر میں انگریزوں کے خلاف جہاد کے تعلق سے جماعت اہلحدیث کی تاریخ بے حد روشن اور قابل فخر ہے“
(محدث بنارس جولائی ۹۶ء)

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

یہ قابل فخر اور بے حد روشن تاریخ غیر مقلدوں کو مبارک ہو۔

دیوبندی مداہن ہیں

مولانا محمد اسماعیل سلفی وزیر آبادی فرماتے ہیں:

”قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ آج کے دیوبندیوں کی طرح مداہن نہیں تھے، آج دیوبند کے بعض بعض بڑے علماء کا میلان بریلویت کی طرف زیادہ ہے، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ بریلوی جماعت کو خوش رکھیں ان کی بریلویوں کو خوش رکھنے کی خواہش اہل توحید اور اصحاب سنت کو خوش رکھنے کی خواہش سے زیادہ ہے۔ (الانطلاق الفکری ص ۱۲۴)

میں کیا عرض کروں کہ مولانا اسماعیل سلفی بیچارے کو شاید دیوبند اور علمائے دیوبند کی تاریخ معلوم نہیں، علمائے دیوبند نے ہمیشہ باطل فرقوں کا اپنی پوری طاقت

اور اپنے پورے ذرائع اور وسائل سے مقابلہ کیا ہے، قادیانیت کا ہندوستان میں علمائے دیوبند نے پاؤں جمنے نہیں دیا، بریلویت کے قلعہ پر اتنی زوردار بمباری کی کہ وہ بیچارے علمی میدان کے آدمی باقی نہ رہے، منکرین سنت کو ان کے گھروں میں دھکیل دیا، مودودیت کے سیلاب تندوتیز پر بند لگا دیا۔

اور چونکہ اس وقت غیر مقلدیت کا فتنہ بھی اپنے پورے شباب پر ہے اور سعودی ونجدی شیوخ کی دولت سے فائدہ اٹھا کر غیر مقلدیت نے ہندوپاک میں پر پرزے نکالنے شروع کردیئے ہیں اس وجہ سے علماء دیوبند کو بھی ان کے مقابلہ میں آنا پڑا۔

کسی باطل فرقہ سے مداہنت کی بات نہیں ہے بلکہ حسب ضرورت وحسب موقع علمائے دیوبند اپنی کوشش جاری رکھتے ہیں، اور الاہم فالاہم کا اصول ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔

اس وقت ہندوپاک میں سب سے بڑا فتنہ اسی غیر مقلدیت کا ہے، اسلئے علمائے دیوبند کی اس وقت توجہ غیر مقلدیت کی طرف زیادہ ہے۔

یہ تو آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ بریلویت کے فتنہ کو علمائے دیوبند نے کس پامردی سے موت کی نیند سلا دیا۔

غیر مقلدین کی قدامت

مولانا اسماعیل سلفی ہی نہیں بلکہ تمام قدیم و جدید علمائے غیر مقلدین اس ہوس میں مشترک نظر آتے ہیں کہ وہ تاریخ وسیر کی کتابوں میں جہاں بھی اہلحدیث اور اصحاب حدیث کا نام دیکھ لیں گے فوراً اس کو اپنی جماعت پر فٹ کرنے لگتے ہیں کہ دیکھو اہلحدیث فرقہ (یعنی غیر مقلدین) کی تاریخ اتنی قدیم ہے۔

چنانچہ اس ضمن میں مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

> ”اہلحدیث کا مذہب مذاہب ائمہ اربعہ سے کچھ کم قدیم نہیں ہے، بلکہ حق بات تو یہ ہے کہ ان ائمہ اربعہ نے ائمہ حدیث سے استفادہ کیا ہے“ (الانظل، اق ص ۱۲۰)

جی ہاں ائمہ اربعہ نے یقیناً اپنے زمانہ کے ائمہ حدیث وفقہ سے استفادہ کیا ہے تو کیا ان ائمہ حدیث کو آج کے زمانہ کے طائفہ غیر مقلدہ سے کوئی نسبت تھی؟۔ ان سے اپنی نسبت جوڑتے ہوئے اور خوامخواہ ان کو اپنی جماعت کا فرد منوانے کی کوشش کرتے ہوئے آپ غیر مقلدین کو ذرا بھی شرم نہیں آتی۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ اہلحدیث کی پہلی کڑی امام مالکؒ ہیں اور آخری کڑی سید میاں نذیر حسین دہلوی ہیں۔

ذرا دیکھئے تو آپ کی بات اور ان کی بات میں آپ کو کچھ فرق نظر آتا ہے؟ حافظ عبداللہ محدث غازی پوری فرماتے ہیں کہ اہل حدیث کا وجود اسی دن سے ہے جس دن سے اسلام وجود میں آیا۔

یہ بھی تو اہلحدیث ہیں اور اپنے اہلحدیث ہونے کی تاریخ بیان کرتے ہیں آخر اس بھانت بھانت کی بولی میں کون سی بولی سچی ہے اور کس کو صحیح مانا جائے۔

اگر یہی دلیل آپ کے قدیم ہونے کی ہے تو پھر ''اہل قرآن'' غلام احمد پرویز کا طبقہ بعینہٖ اسی دلیل سے اپنی قدامت ثابت کر دے گا اور تاریخ میں جہاں جہاں اہل قران کا ذکر اسے نظر آئے گا اسے وہ اپنے اوپر فٹ کر کے کہہ دے گا کہ ''دیکھو ہم لوگ بڑے قدیم ہیں''

کیا اس دلیل کو آپ تسلیم کر لیں گ؟

خدا ہم کو ایسی خدائی نہ دے
کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے

وہابیوں نے اہلحدیث کا مذہب ہندوستان سے لیا

مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

''وہابیوں نے بھی ''اہلحدیث کا مذہب ہندوستان ہی سے لیا''

(الانطلاق ص ۱۱۸)

ضرور لیا ہوگا، ذرا ان وہابیوں کی فہرست بھی پیش کردیں جنہوں نے مذہب اہلحدیث کو ہندوستان سے لیا، اور ان اساتذہ اہلحدیث کا بھی نام پیش کردیں جن سے وہابیوں نے مذہب اہل حدیث لیا۔

بہر حال کم سے کم اتنا تو معلوم ہوا کہ ''اہلحدیث'' کا مرکز نہ مکہ مکرمہ تھا اور نہ مدینہ منورہ، نہ کوفہ، نہ بصرہ، نہ شام نہ عراق نہ یمن نہ مصر نہ بخارا نہ سمرقند نہ خراسان نہ نیشاپور اگر مذہب اہل حدیث کا کوئی مرکز رہا تو ہندوستان تھا، چلئے ہم اتنے پر راضی ہیں، تم بھی خوش ہم بھی خوش۔

جو مسلمان ہندوستان میں پہلے پہلے آئے وہ اہلحدیث کے مذہب پر تھے

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کا زمانہ ۹۲ھ ہے، یہ زمانہ ولید بن عبدالملک اموی کا تھا، محمد بن قاسم کی قیادت میں مسلمان مجاہدین کا دستہ سندھ کے راستے ہندوستان میں آیا تھا، یہ وہ زمانہ ہے کہ مسلمانوں میں ابھی فرقے اور جماعتیں پیدا نہیں ہوئی تھیں اور جماعت غیر مقلدین جس نے اپنا نام اہلحدیث زبردستی رکھ رکھا ہے، اس کا تو کہیں دور دور بھی نام ونشان نہیں تھا، مگر اپنے قدیمی ہونے کی ہوس جوان کے احساس کمتری کی پیداوار ہے، ان سے عجیب عجیب باتیں کہلواتی ہے کہ سن کر ہنسی آجاتی ہے کہ یہ غیر مقلدین دنیا کو بالکل بے وقوف ہی سمجھتے ہیں۔

مولانا اسماعیل سلفی کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیے:

''مسلمانوں کا یہ لشکر کتاب وسنت پر عمل کرنے والا تھا اور آج کے مذہب اہلحدیث پر تھا'' (الانطلاق، ص۱۱۲)

داد دیجئے اس تحقیق انیق کی، اور ماتم کیجئے ان غیر مقلدین کے علم وعقل پر اور فاتحہ پڑھئے ان کی تحقیقات علمیہ وتاریخیہ پر یہ غیر مقلدین بری طرح احساس کہتری وکمتری میں مبتلا ہیں اور اس احساس سے نکلنے کیلئے وہ علم ودیانت اور عقل وفہم کا ہر خون کرنے کیلئے تیار ہیں۔

بھلا بتلائیے یہ فرقہ غیر مقلدین جس کے وجود پر ابھی دو صدی بھی مکمل نہیں گزری ہیں اس کا یہ دعویٰ ہے کہ ۹۲ھ میں جو مسلمانوں کا لشکر سندھ کے راستے ہندوستان میں آیا تھا وہ انہیں غیر مقلدین کے مذہب پر تھا۔

رہ حیات میں جو خود بھٹک رہے ہیں ہنوز
بزعم خویش وہ اٹھے ہیں رہبری کیلئے

صحابہ کرامؓ میں بھی ''تصوف'' تھا

مولانا اسماعیل سلفی بیچارے کو اپنے ''اہلحدیث'' جماعت کی تاریخ قدیم زمانہ سے بنانے کا بہت شوق ہے، اور اس شوق میں وہ ایسی ایسی بات بھی کہہ جاتے ہیں جو دوسروں کے لئے تو ہوتی ہے دلچسپ مگر غیر مقلدین جماعت کے لئے وہ ایٹم بم بھی ثابت ہوسکتی ہے۔

دیکھئے مولانا سلفی کیا فرماتے ہیں، فرماتے ہیں:

''اہلحدیث کا طریقہ ان تمام ادوار میں صحابہ کرام کے طریقہ سے مختلف نہیں رہا، بلکہ اہلحدیث صحابہ کرام ہی کی فروع اور عقائد اور تصوف میں اتباع کرتے تھے۔[۱] (الانطلاق الفکری ص ۹۷)

اس کلام میں کچھ دلچسپ باتیں ہیں وہ آپ بھی سن لیں۔

ایک دلچسپ بات تو یہ ہے کہ صحابہ کرام اور اہلحدیث دو الگ الگ جماعت کا نام ہے، ہاں اہلحدیث صحابہ کرام کے طریقہ کی اتباع کرتے تھے۔ دوسری بہت دلچسپ بات یہ معلوم ہوئی جو آج کے اہلحدیثوں کے لئے ایٹم بم سے کم نہیں کہ صحابہ کرام میں بھی تصوف کا رواج تھا، اور یہ اہلحدیث جس طریقہ سے عقائد اور فروع میں صحابہ کرام کے متبع تھے تصوف میں بھی ان کی پیروی کرنے والے تھے۔

---

[۱] جب غیر مقلدین کے مذہب میں صحابہ کرام کا قول وفعل حجت ہی نہیں تو معلوم نہیں غیر مقلدین صحابہ کرام کی اتباع کس چیز میں کرتے تھے۔

اب تصوف کے منکرین اور اس کو بدعت کہنے والے غیر مقلدین تصوف کے سلسلہ میں اپنی تحقیقات پر نظر ثانی کریں، اور تصوف اور اہل تصوف کے بارے میں اپنی بدزبانی سے باز آجائیں، اسی میں ایمان اور دین کی سلامتی ہے۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

حدیث پر عمل کرنے کے سلسلہ میں غیر مقلدین کی ہیرا پھیری

ان غیر مقلدین کی باتیں بڑی الجھی اور بڑی متعارض ہوتی ہیں، بالکل سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان کا مسلک و مذہب کیا ہے۔ ان کا کوئی بھی قاعدہ متعینہ نہیں ہے جس پر ان کا جماؤ ہو، ذرا مولانا اسماعیل سلفی کی بات سنئے، فرماتے ہیں:

"کوئی شک نہیں کہ امام شوکانی اور سید صدیق حسن خاں رحمہما اللہ کا میلان امام مالک کے مذہب کی طرف ہے، یہ دونوں نجاست اور طہارت کے سلسلہ میں پانی کے کمیت اور مقدار کا اعتبار نہیں کرتے ہیں پس اگر پانی میں نجاست پڑنے سے اس کا رنگ یا بو یا مزہ بدلے گا تو وہ پانی ان دونوں کے نزدیک نجس ہوگا ورنہ نجس نہیں ہوگا پانی کم ہو یا زیادہ اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے **الماء طهور لاينجسه شيئ الاماغلب على طعمه او ريحه اولونه** اور اس حدیث میں جو اِلّا کے بعد کی زیادتی ہے وہ باتفاق محدثین ضعیف ہے، لیکن اس کی تائید اجماع سے ہوتی ہے۔

امام شوکانی اور سید نواب صدیق حسن خاں صاحب کے یہاں اجماع کا کوئی اعتبار نہیں، نہ اجماع کوئی شرعی دلیل ہے، انہوں نے اجماع کے خلاف عرف الجادی میں بڑا سخت کلام کیا ہے، مگر یہ سلفی صاحب فرما رہے ہیں کہ نواب صاحب نے اجماع پر اس مسئلہ میں عمل کیا ہے، جب اجماع ان کے نزدیک حجت ہی نہیں تو وہ اجماع پر

عمل کیسے کریں گے۔ کیا یہ توجیہہ بما لا یرضی بہ القائل نہیں ہے۔

بہر حال مولانا سلفی کے بیان سے معلوم ہوا کہ حدیث کا صرف شروع کا ٹکڑا صحیح ہے، یعنی صرف اتنا الماء طھور لاینجسہ شیئ اور اس کے بعد کا ٹکڑا جو ہے وہ ضعیف ہے۔

اب غیر مقلدین جن کا اصول یہ ہے کہ اجماع حجت نہیں، اور صرف صحیح حدیث پر ہی عمل کیا جائے گا ضعیف حدیث پر عمل کرنا درست نہیں ہے، کے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ وہ صاف صاف اور بلا کسی ہیرا پھیری کے اس حدیث میں جتنا حصہ صحیح ہے اس پر عمل کریں، اور وہ صحیح حصہ صرف یہ ہے الماء طھور لاینجسہ شیئ جس کا حاصل یہ ہے کہ خواہ نجاست کی مقدار کتنی زیادہ بھی ہو اور خواہ پانی کی مقدار کتنی بھی کم ہو مگر نجاست پڑنے سے وہ پانی نجس نہیں ہوگا۔

اور ضعیف حصہ کی طرف نظر اٹھا کر کے بھی نہ دیکھیں تا کہ ہم کو بھی معلوم ہو کہ تمہارے اندر صحیح حدیث پر عمل کرنے کا کتنا دم خم ہے، صرف زبانی جمع خرچ ہے یا واقعی صحیح حدیث پر عمل کرنے کا سچا جذبہ بھی موجود ہے۔

راہ وفا میں کام نہ آیا جان بازی کا دعویٰ تھا
بے مصرف، لاحاصل نکلا لفظوں کا سرمایہ تھا

یہاں بلا وجہ غیر مقلدین کو اجماع یاد آرہا ہے تراویح اور طلاق کے مسئلہ میں ان کو یہ اجماع یاد نہیں آتا ہے۔

کاش غیر مقلدین اصولی ہوتے، اصول پر جمنے والے ہوتے تو ان کو یہ رسوائی نہ دیکھنی پڑتی۔

تنقید صرف غیروں پہ کرنا بجا نہیں
یہ آئینہ بھی آپ ذرا دیکھتے چلیں

نذیر حسین مؤلف حیاۃ بعد المماۃ کی نظر میں

غیر مقلدین اپنے بزرگوں کی مدح وثنا غلو اور مبالغہ کے انداز میں کرنے کے عادی ہوتے ہیں، اگر کسی کے بارے میں کہا جائے کہ وہ سر تاج اولیاء تھا وہ علم وتحقیق کا بحر نا پیدا کنار تھا، وہ بڑا محقق بڑا مجتہد اور علوم وفنون میں یکتائے روزگار تھا وہ سلوک و معرفت میں جنید، شبلی اور شیخ عبد القادر جیلانی تھا، تو ہر چند کہ یہ مبالغہ ہو اور جس ممدوح کے بارے میں یہ کہا جارہا ہے وہ ایسا نہ ہو مگر اس پر انگلی اسلئے نہیں اٹھائی جاسکتی کہ یہ اپنے اپنے خیال اور زعم کی بات ہے، ہوسکتا ہے کہ ایک شخص آپ کی نگاہ میں کچھ نہ ہو مگر دوسرے اسے رائس المتقین سمجھیں، ایک شخص کو آپ علم وفقہ میں صفر کا درجہ دیتے ہوں مگر دوسرا اس کو علامہ زماں سمجھے، ایک شخص پکا بہروپیہ ہو مگر کوئی اس کو تصوف ومعرفت کے بہت اونچے مقام پر سمجھتا ہو، تو یہ اپنے زعم اور خیال کی بات ہے، اس پر بہت زیادہ گرفت نہیں کی جاسکتی مگر بعض تعریفیں ایسی ہوتی ہیں کہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ اس میں ممدوح کی شان میں معتقدین اور مادحین صرف غلو کر رہے ہیں اور کذب بیانی سے کام لے رہے ہیں، ایسی تعریف کو عقل سلیم تسلیم نہ کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔

میاں نذیر حسین محدث دہلوی مرحوم کے بارے میں غیر مقلدین مادحین کی تعریفیں اور مدح سرائیاں کچھ اسی نوع کی ہوتی ہیں۔ موصوف کے بارے میں مؤلف حیاۃ بعد المماۃ مولانا فضل حسین بہاری کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں:

"مولانا سید محمد نذیر حسین علیہ الرحمہ کے تلامذہ اقطاع عالم، حجاز مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، یمن، نجد، شام، حبش، افریقہ، تیونس، الجزائر، کابل، غزنی، قندھار، پیشاور، سمرقند، بلخ، بخارا، داغستان، ایشیاء کوچک، ایران، خراسان، مشہد، ہرات، کوچین اور ہندوستان کے تقریباً ہر شہر اور ہر ضلع اور بیشتر قصبے قریے اور دیہاتوں میں شرقاً وغرباً جنوباً وشمالاً پھیلے ہوئے ہیں۔ (ص ۲، الحیاۃ بعد المماۃ)

ان مولانا صاحب کو اتنے ہی نام یاد تھے، اگر اس سے زیادہ شہروں اور ملکوں

کے نام یاد ہوتے تو وہ اس کو بھی لکھنے سے دریغ نہیں کرتے۔

ذرا ان شہروں اور ملکوں کی اس طویل فہرست پر ناظرین ایک نگاہ ڈال لیں اور اس پر بھی غور کریں کہ صرف بات ان ملکوں اور شہروں کی نہیں ہے بلکہ مولانا نذیر حسین دہلوی کے تلامذہ ان ملکوں اور شہروں کے ہر ہر دیہات میں پھیلے ہوئے تھے۔

کیا اس بیان کو کسی صاحب عقل کی عقل اگر وہ پاگل نہیں ہے تو قبول کرے گی۔

مگر یہ اللہ والے، کتاب وسنت کے متوالے اپنے بزرگوں کی مدح وثنا میں اسی قسم کا جھوٹ بول بول کر ان کا مقام بلند بناتے ہیں۔ ذرا فضل حسین صاحب کا یہ دلچسپ کلام بھی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

”جو علم حدیث کے نہایت زبردست امام تھے اور ان کی زندگی میں پبلک ان کو محدث عالم، یا کم سے کم نہایت ہی جلیل القدر محدث مانتی تھی“ ص۲

خط کشیدہ عبارت پر دھیان دیجئے اور فضل حسین صاحب کی قابلیت یا خبط الحواسی کی داد دیجئے، فرماتے ہیں کہ:

پبلک اگر ان کو محدث عالم نہیں مانتی تو کم از کم ان کو نہایت جلیل القدر محدث مانتی تھی۔

یہی تو حاصل ہے ان کے کلام ذی شان کا، جب اوپر ”اقطاع“ کی فہرست پیش کرنے میں جھوٹ کا طومار باندھا تو اس کے معاً ہی بعد اللہ نے ان کی قابلیت کا بھانڈا پھوڑ دیا۔

اسی سے اندازلگتا ہے کہ اس کتاب میں کیا کچھ ہوگا۔

جو اعتماد کو ایک بار ٹھیس پہونچا دے
اس آدمی کا دوبارہ نہ اعتماد کرو

سید نذیر حسین میاں صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا نمونہ تھے

مولانا فضل حسین صاحب بہاری میاں صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں:

"باوجود بے انتہا مخالفتوں مزاحمتوں کشمکشوں اور مشکلات کے علماء مجتہدین، تبع تابعین تابعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کا نمونہ بنا کر اہل علم کو دکھا دیا" ص ۳

ہندوستان کے مشہور مؤرخ مولانا سید عبدالحی صاحب رائے بریلوی والد ماجد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب "دہلی اور اس کے اطراف" میں لکھتے ہیں:

"مولوی صاحب نے اثناء سبق میں بیضاوی کی نسبت بھی الفاظ ناملائم کہے کہ وہ فلسفی تھا کچھ نہیں سمجھتا آیات بینات کو اپنی قابلیت جتانے کے واسطے مشکل کر دیا ہے" ص ۲۸

بیضاوی شریف تفسیر کی مشہور کتاب ہے، اور ہر زمانہ میں علماء اس کو پڑھتے پڑھاتے رہے ہیں اور یہ تفسیر کی کتاب آج بھی مدارس دینیہ کے نصاب میں شامل ہے اس تفسیر بیضاوی اور اس کے مصنف کے بارے میں میاں صاحب کا آپ نے یہ تبصرہ ملاحظہ فرمایا۔

یہ تھے وہ میاں صاحب جو صحابہ وتابعین و تبع تابعین کے اخلاق کا نمونہ تھے۔

جو کسی کے قلب کو زخمی کرے
ہنسنے والو وہ ہنسی اچھی نہیں

میاں صاحب کی قابلیت کا نمونہ

اس سے پہلے والے بیان میں فضل حسین بہاری کا بیان میاں صاحب کی قابلیت کے ذکر میں تھا، مگر اہل تجربہ میاں صاحب کی قابلیت علمیہ کے بارے میں اپنا

تاثر یہ بیان کرتے ہیں، یہی مولانا سید عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ”وہاں پہنچا (یعنی میاں صاحب کے درس میں) تو معلوم ہوا کہ بخاری شریف کا سبق شروع ہو گیا ہے اس میں شریک ہو گیا اس کے بعد مقدمہ صحیح مسلم ہوا بالکل سادہ سادہ درس ہے مالہ وماعلیہ سے بحث نہیں ہوتی۔
>
> اس کے بعد بیضاوی کا سبق شروع ہوا...... اس کا سبق بالکل خراب ہوتا ہے، پڑھنے والے قطعاً نہیں سمجھتے[1]...... شواہد میں اعشیٰ کا ایک شعر آ گیا اس میں دیر تک قاری وسامع متوجہ رہے مگر پھر بھی ناکامیاب رہے.......... میرے دل میں بار بار آتا تھا کہ میں کچھ بولوں مگر مولوی صاحب کی خفگی کی وجہ سے نہیں بولا وہ بہت جلد خفا ہو جاتے ہیں اور طالب علموں کو الفاظ سخت ودرشت کہتے ہیں“ (دہلی اور اس کے اطراف)

میں ان باتوں کو لکھ کر خدانخواستہ میاں صاحب مرحوم کے علمی مقام کو گھٹانا نہیں چاہتا، بلکہ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب انسان کسی کی مدح میں غلو اور افراط سے کام لیتا ہے تو اپنی بھی آبرو کھوتا ہے اور اپنے ممدوح کے حق میں بھی کانٹے بوتا ہے، میاں صاحب کے لئے یہ اعزاز کچھ کم نہیں کہ ان کی ساری زندگی پڑھنے پڑھانے میں گزر گئی، اور دنیا میں ان کو عزت یہ ملی کہ گورنمنٹ برطانیہ نے ان کو ”شمس العلماء“ کا خطاب دیا۔

ان اعزازات کے بعد اب خوامخواہ ان کے بارے میں زمین وآسمان کے قلابے ملانا اور صحابہ وتابعین کی صف کا آدمی بتانا یہ کوئی عاقلانہ بات نہیں ہے۔

---

[1] چونکہ بیضاوی شریف میاں صاحب کی لیاقت علمی سے باہر تھی اس وجہ سے میاں صاحب صاحب بیضاوی پر اپنا غصہ اتارا کرتے تھے اور ان کی مثال میں ناملائم الفاظ بکا کرتے تھے۔

میاں صاحب نے ۱۲۳۷ء میں ایک کتاب نو روپے میں بیچی

میاں صاحب کے بارے میں مولانا فضل حسین صاحب بہاری کا یہ بیان بھی قابل ملاحظہ ہے، فرماتے ہیں:

"بنارس میں ایک کتاب نو روپے میں بیچ کر ایک چھوٹا ٹٹو خرید کیا اور وہاں سے الہ آباد روانہ ہوئے: ص ۲۸

اندازہ لگایئے کہ زمانہ ہے ۱۲۳۷ھ کا اور میاں صاحب ابھی پڑھنے کیلئے دلی کے ارادہ سے نکلے ہیں، ایک طالب علم کے پاس وہ کونسی کتاب ہوگی جس کو میاں صاحب نے نو روپے میں اس وقت بیچی ہوگی جب ایک روپیہ میں کئی سیر خالص اصلی دیسی گھی ملا کرتا تھا اور ایک روپیہ کا غلہ خرید کر مہینہ بھر ایک خاندان کھالیتا تھا میں تو اس کو سراپا گپ ہی سمجھتا ہوں۔ ناظرین کرام کا جو بھی خیال ہو بخاری شریف کا ہدیہ ہمارے طالب علمی کے زمانہ میں تین چار روپیہ تھا یہ ۱۳۷۹ھ میں کسی درسی کتاب کی قیمت نو روپیہ ہو عقل باور نہیں کرتی۔

میاں صاحب کی طالب علمی کے بارے میں مؤلف حیات بعد المماۃ کی تضاد بیانی

مؤلف حیاۃ بعد المماۃ لکھتا ہے کہ میاں صاحب اپنے وطن سے بھاگ کر پٹنہ پہونچے اور وہاں انہوں نے علمائے عظیم آباد صادقپور سے ترجمہ کلام پاک اور مشکوٰۃ پڑھا۔ ص ۲۵

ہر پڑھا لکھا مولوی جانتا ہے کہ مشکوٰۃ شریف حدیث کی کتاب ہے اور اس کو منتہی طلبہ کو پڑھایا جاتا ہے، ابھی میاں صاحب کی عربی سے شُد بُد ہے تو وہ اس ابتدائی مرحلہ میں مشکوٰۃ شریف کیا پڑھیں گے۔

پھر مؤلف لکھتا ہے کہ میاں صاحب عظیم آباد پٹنہ سے غازی پور بنارس

(جہاں انہوں نے نو روپے میں ایک درسی کتاب بیچ کر ایک ٹٹو خریدا تھا) ہوتے ہوئے الٰہ آباد پہونچے، کچھ ادھر ادھر رہ کر دائرہ شاہ اجمل پہونچے اور یہیں فروکش ہو کر

"ابتدائی کتابیں صرف نحو کی مراح الارواح، شرح مأۃ، ہدایۃ النحو وغیرہ پڑھیں" ص ۲۸

یہ ابتدائی کتابیں درجہ اول و دوم کے طلبہ پڑھتے ہیں، میاں صاحب بھی اسی جماعت کے طالب علم رہے ہوں گے، بھلا بتلایئے اوپر مشکوٰۃ پڑھنے کو بتلایا اور یہاں ہدایۃ النحو اور شرح مأۃ پڑھنے کو بتلا رہے ہیں، کچھ ٹھکانا ہے اس تضاد بیانی کا۔

تعجب ہے کہ اس کتاب یعنی حیاۃ بعد المماۃ کا مسودہ حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری جیسے محقق عالم نوروز مظفر پور میں قیام فرما کر روزانہ نماز صبح کے بعد سے نماز عشاء ۹ بجے رات تک بہ نظر غائر و عمیق مرۃ بعد اخری میں اولہ الیٰ آخرہ پڑھا کرتے تھے (ص ٦) اور ان کو اتنی موٹی موٹی واضح فروگذاشتیں پکڑ میں نہ آئیں۔

اسی سے اندازہ لگتا ہے کہ غیر مقلدین کے محقق علماء کی نظریں کتنی غائر اور عمیق ہوتی ہیں، مگر اس پر بھی شوق یہی ہوگا کہ ہم قرآن وحدیث کو خود ہی سمجھیں گے کسی اگلے پچھلے کی تقلید نہیں کریں گے۔

یہ بھی زمانہ دیکھ لیا
چور بنے ہیں چوکیدار

میاں صاحب حضرت شاہ اسحٰق صاحب کے باقاعدہ شاگرد نہیں تھے

غیر مقلدین حضرات میاں صاحب مرحوم کی علمی جلالت قدر کو بہت اونچا دکھلانے کے لئے اس پر بہت زور صرف کرتے ہیں کہ میاں صاحب مرحوم حضرت شاہ اسحٰق کے شاگرد بلکہ شاگرد رشید تھے، اور حدیث وتفسیر ہر علم انہوں نے حضرت شاہ اسحٰق محدث دہلویؒ سے حاصل کیا تھا۔ چنانچہ میاں صاحب کو حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ کا شاگرد ثابت کرنے پر مؤلف حیاۃ بعد المماۃ فضل حسین بہاری نے بھی بہت زور صرف

کیا ہے، مگر اس بات کو ثابت کرنے کے لئے مولانا شیخ محمد فاروقی تھانوی شاگرد حضرت شاہ اسحٰق علیہ الرحمہ کا جو خط نقل کیا ہے، خود اسی خط میں اس کی کافی تردید ہے کہ میاں صاحب حضرت شاہ اسحٰق کے شاگرد تھے، اسی خط کی یہ عبارت دیکھئے:

مگر بچشم خود نہ دیدم کہ بدرس قرأۃ و سماعتاً دراں زماں بوقوع درآمدہ باشند'' ص ۳۴

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھ سے سبق میں موجود قراۃ و سماعتاً (نہ پڑھنے کے لئے نہ سبق سننے کے لئے) میاں صاحب کو کبھی نہیں دیکھا۔

نیز مولانا شیخ محمد تھانوی لکھتے ہیں:

اکثر اکتساب فن حدیث شریف در پیش خدمت مولوی عبدالخالق خسر خود کرد۔ ص ۳۴

یعنی حدیث شریف کا زیادہ تر علم اپنے خسر مولانا عبدالخالق سے حاصل کیا۔

اس صاف اور واضح عبارت کے بعد بھی اسی خط سے یہ ثابت کرنا کہ میاں صاحب مرحوم حضرت شاہ اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، نری دھاندلی زبردستی اور سینہ زوری ہے۔

کیا اتنے سے کہ کوئی کسی عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر اگرچہ یہ حاضر باشی روزانہ ہی کی ہو جو بات اس کو نہ سمجھ میں آئے اس کی تحقیق کرے وہ اس عالم کا شاگرد کہلائے گا،؟ کتنے اہل علم و غیر اہل علم ہیں جو اپنے بڑوں کی خدمت میں روزانہ حاضر باش ہو کر ان سے استفادہ کرتے ہیں کیا اس خارجی استفادہ سے کوئی شخص کسی کا باقاعدہ شاگرد کہلایا ہے؟۔

میاں صاحب نذیر حسین دہلوی بھی شاہ اسحٰق علیہ الرحمہ کی مجلس میں روزانہ جا کر بیٹھا کرتے تھے اور جو بات اپنے خسر کے درس میں سمجھ میں نہیں آتی تھی یا اور جو دوسرے علمی اشکالات ہوتے تھے اس کو وہ ان سے حل کرتے تھے۔

ظاہر بات ہے کہ اس سے کوئی بھی کسی کا باقاعدہ شاگرد نہیں کہلاتا۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے تلمیذ اجل اور مخصوص شاگرد تھے اپنی کتاب کشف الحجاب ص ۱۴ میں لکھتے ہیں:

سید نذیر حسین صاحب نے کس روز میاں صاحب سے پڑھا ہے۔

بہر حال غیر مقلدوں کی یہ نری زبردستی ہے کہ میاں صاحب کو حضرت شاہ اسحٰق صاحب نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ کا شاگرد بتلاتے ہیں اور اپنی علمی نسبت کو میاں صاحب کے واسطہ سے اس جھوٹ کے ذریعہ بلند کرنا چاہتے ہیں۔

میاں صاحب نے بخاری کئی سو مرتبہ پڑھائی

میاں صاحب کے ایک شاگرد مولوی عزیز احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے خود کئی بار حضرت سے پوچھا کہ صحاح اور خصوصاً صحیح بخاری حضور نے کتنی مرتبہ درس دی ہوگی؟ ارشاد فرمایا کہ کیا شمار بتاؤں اللہ کو علم ہے میری یاد صحیح ہے تو کئی سو مرتبہ پڑھائی ہوگی۔ (الحیاۃ ص ۵۴)

میاں صاحب نے ۱۲۵۸ھ کے بعد سے پڑھنے پڑھانے کا باقاعدہ سلسلہ شروع کیا اور ۱۳۲۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا، اس طرح کل آپ کے پڑھانے کی مدت اگر زندگی کے بالکل آخری ایام تک بھی شمار کرلی جائے تو ساٹھ باسٹھ سال سے زیادہ نہیں ہوتی ہے اس مدت میں اگر یہی باور کرلیا جائے کہ آپ نے روز اول ہی سے بخاری پڑھانی شروع کردی تھی تب بھی عقل بالکل باور کرنے پر تیار نہیں ہے کہ وہ بخاری شریف جس کو آپ **ماله و ماعليه** کے ساتھ اور نہایت محققانہ اور محدثانہ انداز میں پڑھاتے تھے اور ایک ایک مسئلہ پر کئی کئی دن صرف کردیا کرتے تھے اس کو اپنی کل ساٹھ باسٹھ سال کے زمانہ تدریس میں کئی سو مرتبہ پڑھائی ہوگی۔

اہل دین اور اہل تقویٰ اللہ و رسول سے ڈرنے والے پاک باز و پاک نفوس اپنے بارے میں بہت محتاط ہوتے ہیں، اپنی زبان کو کذب سے محفوظ رکھتے ہیں اور اپنی

تعریف میں خود اپنی زبان سے مبالغہ کرنے کو تو بالکل حرام سمجھتے ہیں۔[1]

ہندوستان میں کوئی شخص مجتہد و امام فن نہیں گزرا

مولانا فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:

آج تک ہندوستان میں کوئی شخص ایسا نہیں گزرا کہ جو باستحقاق مجتہد اور امام فن کہا جا سکے (ص ۵۹ حاشیہ)

اس پر بھی یہ شوق ہے کہ ہم کسی کی تقلید نہیں کریں گے؟۔ خود مجتہد بنیں گے جب تم غیر مقلدوں کو اس کا اعتراف ہے کہ ہندوستان باستحقاق مجتہد سے آج تک خالی ہے اور کوئی شخص بھی کسی فن میں امام نہیں گزرا تو آج تم کس بل بوتے پر ائمہ فقہ و حدیث کی تقلید سے منکر ہو رہے ہو؟ کچے علم کے ساتھ اور درجہ اجتہاد پر بلا پہونچے ہوئے آخر تمہیں مجتہد بننے کا کیا شوق ہو گیا ہے؟۔

خیر اتنا تو معلوم ہوا کہ سید میاں نذیر حسین دہلوی کے علم کے بارے میں تمہاری مبالغہ آرائی محض مبالغہ آرائی ہے۔ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور میاں صاحب بھی باستحقاق نہ مجتہد تھے اور نہ کسی فن کے امام تھے۔

عیب آخر عیب ہے کتنی بلندی پر بھی ہو
داغ آخر داغ ہے داغ مہ کامل سہی

میاں صاحب بخاری شریف کی پہلی حدیث ستائیس روز میں پڑھاتے تھے

مؤلف الحیاۃ بعد المماۃ میاں صاحب کے درس کا طریقہ بتلاتے ہوئے میاں صاحب موصوف کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

"میاں صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ پہلی حدیث انما الاعمال

---

[1] میاں صاحب فرماتے تھے کہ میں نے سات برس اوائل میں صرف نحو صرف کا درس دیا ہے (ص ۱۸۳) اس ساٹھ باسٹھ سال میں سے سات برس اور گھٹا دیجئے۔

بالنیات کو جو صحیح بخاری کی پہلی حدیث ہے ستائیس روز میں
پڑھاتا تھا''۔ص ۶۵

اندازہ لگائیے کہ جو آدمی صرف ایک حدیث پر ۲۷ر۲۷ روز لگاتا تھا اس کے بارے میں یہ کیسے یقین کیا جائے کہ اس نے اپنی ساٹھ باسٹھ سالہ تدریسی زندگی میں بخاری شریف کئی سو مرتبہ پڑھائی ہوگی۔

تعجب ہے مولانا حافظ عبداللہ صاحب محدث غازی پوری مرحوم پر کہ وہ اس کتاب حیاۃ بعد المماۃ کا بغائر نظر کئی روز تک صبح سے ۹ بجے رات تک مسودہ کا ایک ایک حرف دیکھا کرتے تھے اور انہوں نے اس طرح کی بکواسوں پر کوئی توجہ نہیں دی، اور یہ عقل سے ماوراء باتیں اس کتاب میں موجود ہیں۔

پوری جلالین شریف میاں صاحب صرف ایک مہینہ میں پڑھادیا کرتے تھے

حیاۃ بعد المماۃ کے مصنف فضل حسین مظفر پوری بہاری فرماتے ہیں:

''ایک ماہ رمضان میں جلالین آپ پڑھاتے تھے'' ص ۶۹

جلالین شریف تفسیر کی مشہور کتاب ہے، درس نظامیہ کے نصاب میں شامل ہے علماء جانتے ہیں کہ اس کتاب کو جو شخص صرف ایک ماہ میں ختم کرادے وہ اس کتاب کا کیا حق ادا کرتا ہوگا، یہ تفسیر کتنی بھی مختصر سہی مگر بہر حال پورے قرآن کی تفسیر ہے اور ضخیم ہے۔ جب کہ میاں صاحب کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

آپ نہایت تحقیق کے ساتھ درس دیتے اور حق بات یہ ہے کہ فقہ
تفسیر حدیث اور فلسفہ کے آپ عالم متبحر تھے پڑھانے میں جب
تقریر کرتے تو ایک بحر مواج معلوم ہوتے تھے'' ص ۷

''نہایت تحقیق'' کے ساتھ جو میاں صاحب کا درس جلالین ہوتا تھا وہ ماشاء اللہ ایسا تھا کہ پوری جلالین شریف صرف ایک ماہ میں پڑھادیا کرتے تھے، کچھ ٹھکانا ہے ان الول جلول باتوں کا؟۔

میاں صاحب نے ''اُلو'' کے حلال ہونے پر اٹھائیس سندیں نکالیں

اپنی اسی کتاب میں فضل حسین صاحب بہاری لکھتے ہیں:

نواب قطب الدین خاں مرحوم نے اپنے کسی رسالہ میں لکھا کہ ''الو حلال'' ہے میاں صاحب خود فرماتے تھے کہ میں نے الو کے حلال ہونے پر اٹھائیس کتابوں کی سند نکالی (مختصراً ص ۴۷)

اب معلوم نہیں کہ میاں صاحب مرحوم نے صرف کتابوں سے الو کے حلال ہونے کی اٹھائیس سندیں نکالنے ہی پر اکتفاء کیا یا اپنے لوگوں کو اس کے کھانے کا فتویٰ بھی دیا۔

میاں صاحب گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار تھے

مولانا فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:

''مگر اسی کے ساتھ یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ میاں صاحب بھی گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے، زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں جب کہ دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ دیا تو میاں صاحب نے اس پر نہ دستخط کیا نہ مہر'' ص ۶۷

جی ہاں ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است''

مگر یہ کڑوی گولی آج کے غیر مقلدوں کے حلق سے نیچے نہیں اترتی کہ ان کے اکابر اوران کے مجدد و شیخ الکل فی الکل لوگ گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار تھے۔

افسوس صد افسوس کہ شاہین نہ بنا تو
دیکھے نہ تیری آنکھ نے فطرت کے اشارات

انگریز کمشنر کی میاں صاحب کیلئے چٹھی

میاں صاحب نے جب حج کا ارادہ کیا تو ان کو خوف ہوا کہ مخالفین انہیں پریشان کریں گے[1] تو انہوں نے اپنی حفاظت کی خاطر (کسی مصلحت سے اللہ پر توکل نہ کر کے) کمشنر دہلی جو انگریز تھا اس سے ایک چھٹی لی، چھٹی انگریزی میں ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

"مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے، اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی مدد چاہیں گے وہ ان کی مدد کرے گا کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں" ص ۸۴

اس طرح میاں صاحب شیخ الکل فی الکل محدث دہلوی مرحوم نے گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ اپنا فریضہ حج ادا کیا۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

میاں صاحب کے صاحبزادے نصف گھنٹہ میں نماز فرض ادا کرتے تھے

مولانا فضل حسین صاحب لکھتے ہیں:

مولانا شریف حسین صاحب مرحوم کی امامت میں کوئی نماز نصف گھنٹہ سے کم میں تو ختم ہی نہ ہوتی جو بجائے خود ایک ریاضت شاقہ تھی، دلی کی گرمی سے جو لوگ واقف ہیں وہ اس

[1] میاں صاحب کو یہ کیوں خوف تھا؟ غیر مقلدین حضرات اس راز سے پردہ نہیں اٹھاتے۔

مجاہدہ کا اندازہ کر سکتے ہیں (ص ۱۱)

میں کہتا ہوں کہ اس طرح کی نماز خلاف سنت ہے، امام کو تخفیف صلوٰۃ کا حکم ہے، پھر یہ کہ کوئی نماز نصف گھنٹہ سے کم میں ختم نہ ہو، یہ بھی بالکل خلاف شرع بات ہے، فجر اور مغرب میں، فجر اور عشاء میں یکساں وقت لگانا غلط ہے۔

معلوم نہیں میاں صاحب کیسے اہلحدیث تھے کہ شریعت کے اس اہم مسئلہ میں حدیث پر ان کا عمل نہیں تھا۔

کہنے کی زباں اور ہے کرنے کی زباں اور

صحیح حدیث میں ہے، **اذا ام احدکم فلیخفف**، یعنی جب کوئی امام بنے تو ہلکی نماز پڑھائے۔

میاں صاحب رمضان میں دو ختم قرآن سنتے ایک تراویح میں اور ایک تہجد میں

مولانا فضل حسین بہاری شاگرد رشید میاں صاحب مرحوم اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں:

> لیالی رمضان المبارک میں دو ختم قرآن مجید کا بحالت قیام ہر سال سنتے ایک تو نماز عشاء کے بعد تراویح میں جس کے امام تھے حافظ احمد عالم فقیہ محدث جو آپ کے شاگرد رشید تھے، تین سیپارے روزانہ سناتے ترتیل و تجوید کے ساتھ دوسرا ختم سنتے نماز تہجد میں جس کے امام ہوتے حافظ عبد السلام سلمہ آپ کے بڑے پوتے، ص ۱۳۸

میں نے تراویح کے سلسلہ کا یہ کلام ان غیر مقلدوں کو آئینہ دکھلانے کیلئے نقل کیا ہے جو آج بڑے زور و شور سے یہ چلاتے پھرتے ہیں کہ تراویح اور رمضان میں نماز تہجد دو الگ الگ نمازیں نہیں ہیں بلکہ رمضان میں جو تراویح ہے وہی تہجد ہے اور جو تہجد ہے وہی تراویح ہے۔ اپنے شیخ الکل محدث اور علامہ اور امام وقت کے بارے

میں ان کا کیا خیال ہے، کیا ان کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا؟ اور یہ بھی بتادوں کہ میاں صاحب مرحوم بیس رکعت پڑھا کرتے تھے، اگر غیر مقلدین کو انکار ہے تو میں اس کا ثبوت دوں۔

میاں صاحب صوفی بھی تھے، پیری مریدی کرتے تھے

مولانا بہاری لکھتے ہیں:

''باوجودیکہ اپنے زمانہ کے طبقہ صوفیہ کرام میں بھی آپ کو وہی درجہ حاصل تھا جو معشر علمائے عظام میں تھا'' ص ۱۴۱

''آپ مناسب حال بیعت مریدوں سے لیتے'' ص ۱۴۶

''مسلمانان بنگالہ جن کی گنتی ممکن نہیں سب نے آپ سے شرف بیعت حاصل کیا'' ص ۱۴۶

''سفر پنجاب میں بھی لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی'' ص ۱۴۶

''آپ کسی سے بیعت لیتے تو جملہ حاضرین شریک بیعت ہو جاتے'' ص ۱۴۷

ان شہادتوں سے معلوم ہوا کہ آج سے قبل تک غیر مقلدین کا طائفہ اور اس کے اکابر پیری مریدی کے قائل تھے، تصوف اور اشغال صوفیہ سے خاص شغف رکھتے تھے، مولانا نواب صدیق حسن خاں ان کے صاحبزادے مولانا نور الحسن خاں اور اسی طرح غزنوی خاندان کے علماء اور صلحاء تمام کا تعلق بیعت وارشاد، تصوف اور اہل تصوف سے تھا، آج سے پہلے غیر مقلد علماء تصوف اور صوفیاء کے بارے میں بدعقیدگی کا اظہار نہیں کیا کرتے تھے۔

لیکن آج غیر مقلدین کا پورا ٹولہ نجدیوں کی سلفیت سے متاثر ہو کر تصوف دشمن بنا ہوا ہے، اور اولیاء اللہ سے مخاصمت ومخالفت رکھتا ہے اور ان کو اپنی زبان کی وہ

''ملا حیاں'' سناتا ہے کہ توبہ بھلی۔

رخ ہوا کا دیکھ کر اکثر بدل جاتے ہیں لوگ

میاں صاحب پیشین گوئی بھی فرماتے تھے

جناب فضل حسین صاحب بہاری نے اپنی کتاب الحیاۃ بعد المماۃ میں ایک عنوان ''پیشین گوئی'' قائم کیا ہے۔

اور پھر میاں صاحب کے پیشین گوئی کے چند واقعات نقل کر کے فرماتے ہیں:

''ناظرین ہی انصاف کریں کہ ایسی یقینی پیشین گوئی کیا کوئی معمولی بات ہے، ص ۱۸۷

پیشین گوئی کا تعلق علم غیب سے ہے اور غیب کا علم اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے مطابق صرف اللہ کو ہے، دوسروں کے لئے جو یہ علم ثابت کرے اس کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیئے۔

اور پھر یقینی پیشین گوئی کا دعویٰ تو بہت بڑا دعویٰ ہے۔ مسلمانوں کو اس سے پناہ مانگنی چاہئے اور اس عقیدہ سے توبہ کرنی چاہیئے۔

ظاہراً توڑ لیا ہم نے بتوں سے رشتہ
پھر بھی سینے میں صنم خانہ بسا ہے یارو

میاں صاحب کا سلسلہ نسب

میاں صاحب مرحوم کے بارے میں ان کی سوانح حیات والے انکو ماں باپ دونوں طرف سے نجیب الطرفین سید ثابت کرتے ہیں اور خود میاں صاحب کو بنی فاطمہ میں سے ہونے کا دعویٰ تھا۔ چنانچہ الحیاۃ بعد المماۃ میں بھی ان کا نسب نامہ ماں اور باپ دونوں طرف سے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما تک پہنچایا گیا ہے۔

حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے نیچے آتے آتے گیارھویں

پشت میں امام حسن عسکری ہیں اور بارہویں پشت میں ان کے بیٹے سید ابوالفرح کا تذکرہ ہے۔

امام حسن عسکری کے بیان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

قدذکر محمد بن جریر الطبری وعبد الباقی بن نافع وغیرهمامن اهل العلم بالانساب والتواریخ ان الحسن بن علی العسکری لم یکن له نسب ولاعقب

(منهاج السنة ج ۲ ص ۱۳۱)

یعنی محمد بن جریر طبری اور عبدالباقی بن نافع وغیرہ علماء انساب والتواریخ نے یہ کہا ہے کہ حسن بن علی عسکریؒ کا لڑکا لڑکی کوئی بھی نہیں تھا نہ ان کا نسب چلا''

اس بیان سے معلوم ہوا کہ حسن بن عسکریؒ کے بعد سلسلہ نسب منقطع ہو چکا تھا، پس سید میاں نذیر حسین دہلوی کا ماں باپ دونوں طرف سے سادات میں سے ہونے کا کیا معنی کسی ایک طرف سے بھی ان کا سید ہونا مشتبہ ہے، بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی بات تسلیم کر لی جائے اور نہ تسلیم کرنے کی کوئی وجہ نہیں تو میاں صاحب مرحوم کا سید نہ ہونا یقینی ہے۔

لازم خودی کا ہوش بھی ہے بے خودی کے ساتھ
کس کی اسے خبر جسے اپنی خبر نہ ہو

تقلید صرف غیر مجتہد کو جائز ہے

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی مرحوم فرماتے ہیں:

والتقلید لایجوز الالغیر المجتهد (ص ۴۵۳ التاج المکلل)

یعنی تقلید صرف ان کو جائز ہے جن میں ملکہ اجتہاد نہیں ہے۔

مقلدین بھی تو یہی کہتے ہیں کہ جو لوگ اہل اجتہاد نہیں ہیں ان کو تقلید کرنی

چاہئے مجتہدین کے لئے تقلید ضروری نہیں ہے۔

نواب صاحب بھی مجتہدین کے علاوہ کے لئے تقلید کا اثبات کرتے ہیں بہر حال نفس تقلید کی دعوت غیر مقلدین کے بڑوں کے یہاں بھی ہے۔

اب جو لوگ مطلق تقلید کو شرک کہتے ہیں اپنے ان نواب صاحب کے بارے میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

مسلمانان ہند کے بارے میں نواب صاحب کی رائے

نواب صاحب کو اس کی شکایت تھی کہ لوگ ان کی نوابی شخصیت اور ان کے علم کے قدر دان نہیں ہیں، اس وجہ سے مسلمانان ہند سے ان کا دل عموماً تنگ رہا کرتا تھا، چنانچہ وہ کبھی کبھی اپنے اس رنج وغم کا اظہار بھی کر جایا کرتے تھے اور مسلمانان ہند پر ان کا تبصرہ اس وقت بڑا نازیبا ہوتا تھا چنانچہ اسی طرح کی جب ایک کیفیت ان پر طاری ہوئی تو فرماتے ہیں:

ہندیان ظلمت سرشت وسکنہ ایں اقلیم بدعت پرست، اگر سر نیاز
فرد نیارند مرا شکوہ از ایشاں نیست کہ قدر شناسی ایشاں در واقع
درخور از دراء است نہ افتخار۔ (التاج المکلل ص ۷۵۴)

یعنی وہ ہندوستانی جن کا باطن تاریک ہے اور اس دیار کے وہ رہنے والے جو بدعت پرست ہیں اگر میرے سامنے سر نیاز نہیں خم کرتے ہیں تو مجھ کو ان سے شکوہ نہیں ہے، اس لئے کہ اگر یہ قدر شناس بھی ہوتے تو ان کی قدر شناسی میرے لئے قابل حقارت تھی نہ کہ باعث افتخار۔

نواب صاحب بھوپالی کو عام ہندوستانیوں پر اتنا سخت تبصرہ نہیں کرنا چاہئے تھا، یہ سنجیدگی اور متانت اور علمی وقار کے خلاف ہے۔ آپ کو شکایت ہے کہ ہندوستانی مسلمان آپ کے سامنے سر نہیں جھکاتے، خاں صاحب یہ بھول گئے کہ مسلمانوں کو اپنا سر صرف اللہ کے سامنے جھکانا چاہئے کسی اور کے سامنے نہیں خواہ وہ کہیں کا نواب ہی کیوں نہ ہو۔

استواء علی العرش کی کیفیت معلوم نہیں

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

"استواء علی العرش کی کیفیت معلوم نہیں" ج ا ص ۴

مگر آج کل کے غیر مقلدوں کی نئی نسل کو یہ کیفیت خوب معلوم ہے یعنی اللہ اپنی ذات سے عرش پر ایسا ہی مستوی ہے جیسا کہ استواء کا لغۃً معنی عام و خاص کی سمجھ میں آتا ہے، یعنی ایسا مستوی ہے کہ اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا جاسکتا ہے کہ دیکھو وہ خدا ہے جو کہ عرش پر بیٹھا ہے۔

آنحضور اکرم ﷺ قبر میں زندہ ہیں

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً یہ لفظ آئے ہیں۔ من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیاً ابلغتهٗ

(رواه البیهقی فی شعب الایمان)

اس سے آنحضور کا قبر میں زندہ ہونا معلوم ہوا، ج ا ص ۷

اور فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۵۲ میں ہے:

اور حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت ﷺ کہ فرماتے ہیں۔ جو عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دور سے پہونچایا جاتا ہوں، چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ کتب حدیث سے معلوم ہوتا ہے لیکن کیفیت حیات کی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اوروں کو اس کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں۔

اگر احناف اور مقلدین حیات انبیاء کے قائل ہوں تو وہ قابل گردن زدنی ہیں اور اگر غیر مقلدین کے شیوخ و اکابر اس کے قائل ہوں تو وہ محقق اور اہلحدیث کہلائیں؟۔

قیاس صحیح

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

اور جس قیاس کا مقیس علیہ امر واقع ہے وہ قیاس صحیح اور قابل عمل ہے (ج ا ص ۱۲۷) چلئے پہلے قیاس غیر مقلدین کے نزدیک مطلقاً حرام تھا اب اس کی کوئی قسم جائز تو ہوئی۔

تیری آواز مکے اور مدینے

تقلید شخصی مطلقاً حرام ہے

حضرت میاں نذیر حسین صاحب دہلوی مرحوم لکھتے ہیں:

''اس عاجز نے اگرچہ ایک صورت تقلید شخصی کی معیار الحق میں بہ سبیل تنزل مباح میں درج کی تھی لیکن عند التحقیق مباح میں بھی داخل نہیں ہوسکتی (ج ا ص ۲۷ا فتاویٰ نذیریہ)

اس کا حاصل یہی تو نکلا کہ تقلید شخصی مطلقاً حرام ہے اور اسی حرام پر ایک فرقہ شاذہ مردودہ کے علاوہ ساری دنیا کے مسلمان عمل کر رہے ہیں۔

غیر مقلدین شاید بھول گئے کہ آنحضور کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی، جو امت کے سواد اعظم کو گمراہ کہے جن میں ائمہ محدثین و فقہائے اسلام صوفیائے عظام اور مفسرین سبھی شامل ہیں، وہ خود سب سے بڑا گمراہ فرقہ ہے۔ خانصاحب یہ بھی فرمائیں کہ یہ تقلید مجتہدین کیلئے غیر مباح ہے یا سب عام و خاص کیلئے بھی؟ نواب صاحب کا فرمان اوپر گذر چکا ہے کہ تقلید مجتہد نہ کرے۔

تقلید لا دلیل حرام ہے

ابھی آپ نے دیکھا کہ میاں صاحب نے اپنے فتاویٰ میں مطلقاً تقلید شخصی کو حرام بتلایا ہے، نہ اس میں دلیل کی قید ہے نہ بلا دلیل کی قید ہے، مگر غیر مقلدوں کو یہ سودا بڑا مہنگا پڑ رہا تھا، اس وجہ سے اب تقلید حرام کی تعریف میں حذف و اضافہ شروع ہوا۔

فتاویٰ نذیریہ کی ان عبارتوں میں آپ غور کریں۔تقلید پر کلام کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

تو تقلید بلا دلیل بھی باطل ہوئی ج اص ۱۹۱

پس قول بلا دلیل پر تقلید کرنا کسی عالم کی اگر چہ وہ بڑا نامی وکامی ہو باطل ہے۔ ج ا،ص ۱۹۳

تقلید بلا دلیل ایسی پوچ لچر ومحض بے اصل ہے۔ ج اص ۱۹۴

اے مسلمانو تم قرآن وغیرہ سے تقلید بلا دلیل کی مذمت اور برائی تو سن چکے، پس آیت کریمہ اور نیز کتب اصول چہار مذہب سے صاف واضح ہوا کہ تقلید بلا دلیل حکم الٰہی سے خارج اور مذموم قبیح ہے۔ ج اص ۱۲۳

اب تقلید کی دو قسم ہوئی تقلید ''با دلیل'' یہ جائز ہے، اور ''تقلید بلا دلیل'' یہ حرام ہے۔

اب غیر مقلدین یہ بتلائیں کہ جب شخصی تقلید کی ایک قسم جائز ہے تو وہ مطلقاً تقلید کو حرام کیوں کہتے ہیں، حلال کو حرام کہنا کیا یہ دین میں تحریف نہیں ہے؟ کیا تحریم مااحل اللہ خدا کی شریعت میں جائز ہے؟۔

اب رہا کہ ''با دلیل تقلید'' کیا شے ہے، اور اسے فی الواقع تقلید کہا بھی جائے گا یا نہیں، اس مسئلہ کو یہیں چھوڑ دیجئے کہ غیر مقلدین خود اپنے جال میں اس قدر پھنس چکے ہیں کہ اب مزید ان پر کوئی بار ڈالنا ہم مناسب نہیں سمجھتے ورنہ ابھی تو ایک سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ تقلید با دلیل شخصی کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ اور غیر مجتہد تقلید کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

علماء و مفتی و قاضی کی تقلید تقلید اصطلاحی نہیں ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

رجوع کرنا طرف قاضی یا فتویٰ مفتی یا حکم کرنا قاضی کا اوپر

شہادت شاہدان عدول کے یا اتباع اولوالامر کا بدلیل شرعی ہے
اس کو تقلید اصطلاحی مقلدین نہیں کہتے'' ج ا، ص ۱۹۶

دیکھئے غیر مقلدین بیچارے تقلید کا مطلقاً انکار کر کے کتنی مصیبت میں گرفتار ہیں، اور ان کو اس مسئلہ میں کیسی کیسی تاویلات کا سہارا لینا پڑ رہا ہے۔ پہلے تو تقلید شخصی وغیر شخصی کی تقسیم کی، پھر تقلید شخصی کی دو قسم کی ایک تقلید شخصی با دلیل اور دوسرے تقلید شخصی بلا دلیل، اور پھر چونکہ ان کو خود بھی تقلید شخصی سے ہزار دعویٰ غیر مقلدیت کے باوجود چھٹکارا نہیں ہے اس وجہ سے یہ جو اپنے علماء کی مفتیان کرام کی اور قاضیوں اور مجتہدین کی تقلید شخصی کرتے ہیں اس کو کہا کہ یہ تقلید بدلیل شرعی ہے، اسلئے یہ جائز ہے۔

ان اللہ کے بندوں سے کوئی پوچھے کہ اگر تمہارے علماء ''اولی الامر'' میں سے ہو سکتے ہیں اور ان کی تقلید شخصی بدلیل ہوگی تو پھر امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا شمار اولی الامر میں سے کیوں نہیں ہوگا، اور ان کی تقلید شخصی بدلیل کیوں نہ ہوگی، آخر ان ائمہ اربعہ ہی سے تمہاری دشمنی کیوں ہے۔؟

اچھا تم یہ کہتے ہو کہ جو تقلید شخصی با دلیل ہوگی وہ جائز ہے، تو پھر یہی ثابت کر دو کہ مقلدین ائمہ اربعہ اپنے اماموں کی تقلید شخصی با دلیل نہیں کرتے ہیں، خوب سوچ لو عوام جو علماء سے فتویٰ پوچھ کر عمل کرتے ہیں وہ تمہارے نزدیک تقلید اصطلاحی نہیں ہے، اس لئے اب بات صرف خواص مقلدین کی ہے، تم ثابت کرو کہ ''مقلدین خاص'' تقلید بلا دلیل کرتے ہیں۔

سواد امت سے آدمی کٹ کر خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے، اور پھر اس کی عقل فہم علم دین ایمان اس سے سب رخصت ہو جاتے ہیں

ٹھکانہ ڈھونڈ اے مرغ چمن خوش رنگ پھولوں میں
اگر تنکوں کو اپنا آشیاں سمجھا تو کیا سمجھا

بخاری، مسلم کی تمام مرفوع روایتیں صحیح ہیں

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

بخاری و مسلم کی تمام احادیث مرفوعہ مسندہ صحیح ہیں ج ا ص ۳۰۲

اور اس کے باوجود قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں امام مسلمؒ نے ''وَاِذَا قَرَأَ فَانْصِتُوْا'' یعنی جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو کی جو حدیث روایت کی ہے اس کو غیر مقلدوں نے بالاتفاق رد کر دیا ہے۔

مسلم کی یہ بھی روایت ہے آنحضور اکرم ﷺ نماز میں جب بیٹھتے تو **کان یفرش رجله الیسری و ینصب رجله الیمنی** آپ اپنا بایاں پاؤں پھیلا لیتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے مگر غیر مقلدین امام مسلمؒ کی روایت کردہ اس حدیث کو چھوڑ کر قعدہ اخیرہ میں عورتوں کی طرح ''تورک'' کرتے ہیں یعنی سرین کے بل بیٹھتے ہیں۔

مسلم کی یہ بھی روایت ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا **الایم احق بنفسها من ولیها**۔ یعنی جس کا شوہر نہ ہو وہ عورت اپنے نکاح کی ولی سے زیادہ حقدار ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر ولی کی اجازت کے بغیر کوئی عورت نکاح کر لے تو اس کا نکاح جائز ہوگا مگر غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر عورت اپنا نکاح کر ہی نہیں سکتی۔

یہ تین مثالیں محض یہ دکھانے کے لئے ہیں کہ جس صحیح مسلم کے بارے میں غیر مقلدین کے اکابر یہ کہتے ہیں کہ اس میں سب صحیح حدیثیں ہیں، اس حدیث کی صحیح کتاب کے ساتھ ان کا کیا معاملہ ہے، تفصیل کے لئے میری کتاب۔

''مسائل غیر مقلدین کتاب وسنت اور مذہب جمہور کے آئینہ میں'' ملاحظہ فرمائیے۔ (پاکستان میں ادارہ خدام احناف نے چھاپ دی ہے)

غیر مقلدین کے یہاں کھلے ستر نماز درست ہے

ایک مسئلہ کے ضمن میں فتاویٰ نذیریہ میں لکھا ہے۔

اس سے یہ بھی استدلال کیا جا سکتا ہے کہ نماز میں ستر عورت شرط نہیں۔

(ج ا ص ۳۳۸)

نماز میں شرمگاہ کا چھپانا تمام ائمہ کا مسلک ہے، البتہ غیر مقلدین کے یہاں شرمگاہ کھول کر بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے اور نمازی کی نماز میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

''مجتہد صاحبوں کے کیا کہنے''

صحابیؓ کا فتویٰ حجت نہیں ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

''اگر تسلیم کردہ شود کہ سند ایں فتویٰ صحیح ست تاہم از واحتجاج صحیح نیست زیرا کہ قول صحابی حجت نیست۔ ج ا، ص ۳۴۰

یعنی اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس فتویٰ کی سند صحیح ہے تب بھی اس سے دلیل لانا درست نہیں ہے اس وجہ سے کہ صحابی کا قول حجت نہیں ہے۔

جی ہاں شیعوں اور غیر مقلدوں کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں یہی عقیدہ ہے۔ مگر مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ تمام امت مسلمہ شیعوں اور غیر مقلدوں کو نکال کر صحابی کے قول و فعل اور ان کے فتاویٰ کو قابل عمل و قابل احتجاج و استدلال تسلیم کرتی ہے، تفصیل میری کتاب وقفة مع اللامذهبية میں دیکھو۔

عصر کا وقت مثلین تک ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

اس حدیث میں ظہر اور عصر کے اول وقت کا بیان نہیں ہے بلکہ

آخر وقت کا بیان ہے، اور مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ ظہر کا وقت زوال آفتاب سے ایک مثل تک ہے، اور عصر کا وقت ایک مثل سے مثلین تک۔ (ج ا ص ۴۱۶)

اس تحقیق انیق کو دیکھ کر بلا اختیار یہ مصرع زبان پر آرہا ہے:

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

جس حدیث سے یہ تحقیق انیق پیش کی جارہی ہے وہ یہ ہے۔

صل الظهر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان ظلك مثليك (رواه في المؤطا)

اہل علم حضرات اس حدیث کو دیکھ کر خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عصر کا آخری وقت صرف دومثل تک ہے۔

اگر یہ صحیح ہے تو پھر دومثل سے غروب آفتاب تک جو نماز عصر پڑھی جائے گی وہ خارج وقت میں ہوگی اور وہ ادا نہیں قضا ہوگی۔

اب میں غیر مقلدوں سے پوچھتا ہوں، ذرا وہ ان ائمہ کا نام لیں جن کا یہ مذہب ہو کہ مثلین سے لے کر غروب آفتاب تک جو عصر کی نماز پڑھی جائے گی وہ ادا نہیں قضا ہوگی۔

غیر مقلدین کی دینی فہم کا اسی سے اندازہ لگائیں جو باتیں کہیں نہیں ملتی وہ ان کے یہاں ملتی ہے، اور وہ اس بارے میں آثار واحادیث سے قطعاً لاپرواہ ہو جاتے ہیں گویا ان کو جو کچھ کسی حدیث سے سمجھ میں آگیا وہ بقیہ احادیث کے خواہ کتنا بھی خلاف ہو اور خواہ وہ امت کے اجماعی مذہب کے خلاف ہو مگر وہ اسی شاذ قول کو اپنائیں گے تاکہ ان کا مقلدین سے امتیاز اور اچھوتا پن باقی رہے۔

زاغ و کرگس پر کوئی بندش نہیں
اور شاہین ہیں کہ زیر دام ہیں

مس ذکر سے وضو ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کی روایتیں

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

سائل کا جواب مختصر یوں ہے کہ ستر کو ہاتھ لگ جانے کے بارے میں دونوں طرف روایتیں موجود ہیں یعنی بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ اس سے وضو ساقط ہو جاتا ہے اور بعض میں آتا ہے کہ وضو ساقط نہیں ہوتا اور دونوں قسم کی روایتیں اچھی ہیں (ج ۱ص ۴۲۴)

اس بارے میں غیر مقلدین اپنا مذہب واضح کریں ان کے یہاں مس ذکر سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں، اگر نہیں ٹوٹتا ہے تو مس ذکر سے وضو ٹوٹنے والی روایتوں کا کیا جواب ہے اور اگر اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو مس ذکر سے وضو نہ ٹوٹنے والی روایتوں کا ان کے پاس کیا جواب ہے۔

انصاف کا اور اہلحدیث ہونے کا تقاضا تو یہ ہے کہ جب اس بارے میں دونوں طرح کی روایتیں اچھی ہیں، تو دونوں طرح کی روایتوں پر عمل کیا جائے یعنی غیر مقلدین اپنا مسلک یہ بنائیں کہ مس ذکر سے بعض نمازیں یا کچھ روز کی نمازیں تو وضو باقی نہ رہنے کی وجہ سے باطل ہوں اور بعض نمازیں یا کچھ روز کی نمازیں وضو باقی رہنے کی وجہ سے باطل نہ ہوں تا کہ دونوں طرح کی احادیث پر عمل ہو جائے اور اہلحدیث کا اہلحدیث ہونا قولاً کے ساتھ ساتھ عملاً بھی ثابت ہو جائے۔

البتہ میری گزارش یہ ہے کہ غیر مقلدین کے اکابر و شیوخ کلام رسول ﷺ میں تضاد ثابت کر کے انکار حدیث کا دروازہ کھول رہے ہیں، جو بہت بڑا فتنہ اور بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ حدیث رسول کے ساتھ دوستی نہیں دشمنی ہے۔

آ رہی ہے چاہ یوسف سے صدا
دوست یاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت

امام بخاریؒ کی مخالفت لوہے کے چنے چبانا ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

”اکیلے امام بخاری علیہ الرحمہ کو اللہ پاک نے اس فن میں وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ ان کی مخالفت لوہے کے چنے چبانے ہیں۔

(ج ۱ ص ۴۲۷)

اور غیر مقلدین درج ذیل مسائل میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے آقا و سردار نبی خدا ﷺ کی مخالفت کر کے لوہے کے چنے چبانے کی کوشش میں اپنے دانت توڑ رہے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آنحضورؐ کا یہ ارشاد ذکر کرتے ہیں **اذا استیقظ احدکم من نومه فلیغسل یده قبل ان یدخلها فی وضوئه، فان احدکم لایدری این باتت یده۔**

یعنی آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی آدمی جب نیند سے بیدار ہو تو وضو کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنا ہاتھ دھو لے اسلئے کہ اسے معلوم نہیں کہ نیند میں اس کا ہاتھ بدن کے کس کس حصہ پر پڑا ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معمولی نجاست سے بھی پانی اگر تھوڑا ہے تو نجس ہو جائے گا خواہ اس کا رنگ و مزہ اور بو میں تغیر آئے یا نہ آئے۔

جبکہ غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ اگر پانی کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف بدلتا نہیں ہے تو نجاست خواہ کتنی بھی ہو پانی میں پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

امام بخاری آنحضورؐ کا یہ ارشاد بھی نقل کرتے ہیں۔

اذا اتی احدکم الغائط فلا یستقبل القبلة ولا یولها ظهره

یعنی جب آدمی پاخانہ پیشاب کے لئے بیٹھے تو اپنا رخ قبلہ کی طرف نہ کرے، مگر غیر مقلدین بخاری کی اس روایت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں اور ان کے

نزدیک پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ رو ہونا جائز ہے۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد

یعنی جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم لوگ ربنا لک الحمد کہو

اس سے معلوم ہوا کہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے گا۔

مگر غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ امام یہ دونوں کلمے کہے گا۔ بخاری میں آنحضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے:

سئل رسول اللہ ﷺ مایلبس المحرم من الثیاب

فقال لایلبس القمیص ولا العمائم ولا السراویلات

یعنی آنحضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ محرم کیا پہنے؟ تو آپ نے فرمایا کہ احرام والا نہ قمیص پہنے گا اور نہ عمامہ اور نہ پائجامہ۔

مگر غیر مقلدین کے نزدیک محرم سلا ہوا کپڑا پہن سکتا ہے۔ اس وقت میرا یہ موضوع نہیں ہے کہ میں آپ کو تفصیل سے یہ بتلاؤں کہ غیر مقلدین احادیث رسول ﷺ کے رد و انکار میں اپنے آباء و اجداد کی تقلید میں کتنے جری ہیں، یہ چند حدیثیں تو محض نمونہ کے طور پر ہیں۔

تفصیل کے لئے میری کتاب مسائل غیر مقلدین دیکھئے۔

جب مختلف احادیث میں جمع کرنا ممکن ہو تو بعض کا رد کرنا جائز نہیں

فتاویٰ نذیریہ میں ہے۔

ان امکن الجمع بین الاحادیث لم یجز رد بعضھا

(ج ا ص ۵۴۶)

یعنی جب (مختلف) احادیث کے درمیان تطبیق دینا اور جمع کرنا ممکن ہو تو

بعض کا رد کرنا جائز نہیں۔

مگر اس اصول پر غیر مقلدوں کا عمل نہیں، یہ صرف اصول ذکر کرتے ہیں اور زبانی قوالی گاتے ہیں۔ کچھ اور نہیں صرف قرأۃ خلف الامام کے سلسلہ میں دیکھئے یہ اپنے اس اصول کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیتے ہیں۔ تفصیل میری کتاب مسائل غیر مقلدین میں دیکھئے۔

اعمال ایمان کا جز نہیں ہیں

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

''اعمال نزد اہل سنت و جماعت داخل جزء ایمان نیست بلکہ از مکملات است بخلاف معتزلہ و خوارج کہ نزد ایشاں اعمال جز اصل ایمان است'' (ج ا ص ۵۴۹)

یعنی اعمال اہلسنت و جماعت کے نزدیک ایمان کا جز نہیں ہیں بلکہ اعمال مکملات ایمان ہیں بخلاف معتزلہ وخوارج کے، ان کے نزدیک اعمال ایمان کا جز ہیں۔

یہی بات اگر امام ابو حنیفہؒ فرما دیں تو وہ ''مرجیٔ'' کہلائیں اور اگر اس کو غیر مقلدین کہیں تو یہ خالص ''اہلحدیث'' اور اہلسنت و جماعت کہلائیں واہ رے یہ دورنگی اور انصاف کا خون۔

یہ علم یہ حکمت، یہ تدبر یہ حکومت
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات

خیر اس بے انصافی کا بدلہ تو غیر مقلدین کو روز حشر ملے گا یہاں ہمیں ان غیر مقلدین سے پوچھنا ہے کہ اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر صحیح صحیح بتلاؤ کہ اعمال کے جزء ایمان ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کیا مسلک ہے؟ اور یہ بھی بتلاؤ کہ امام بخاریؒ اہلسنت و جماعت میں سے تمہارے نزدیک ہیں یا نہیں؟ اور یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ امام بخاریؒ کی مخالفت لوہے کے چنے چبانے ہیں،

آخر اس مسئلہ میں تم نے ان کی مخالفت کر کے لوہے کے چنے چبانے کی حماقت کیوں کی، کیا تمہارے دانت اتنے مضبوط ہیں کہ تم یہ لوہے کے چنے چبالو گے؟

ناظرین کرام میں سے جو اہل علم ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ امام بخاریؒ کے نزدیک بھی اعمال ایمان کا جز ہیں، اور ابھی آپ فتاویٰ نذیریہ کا یہ فتویٰ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ یہ اہلسنت و جماعت کا مسلک نہیں ہے امام بخاری علیہ الرحمہ کو غیر مقلدوں کے جیسا دوست نما دشمن کہاں ملا ہوگا۔ ساری زندگی بخاری بخاری کرتے کرتے آخر میں ان کو اہلسنت و جماعت ہی سے خارج کر دیا۔

دشمنوں سے پشیمان ہونا پڑا
دوستوں کا خلوص آزمانے کے بعد

ضعیف حدیث سے جواز واستحباب ثابت ہوتا ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

"اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بعد فرض نماز کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے، اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی عبدالعزیز ابن عبدالرحمٰن متکلم فیہ ہے جیسا کہ میزان الاعتدال وغیرہ میں مذکور ہے، لیکن اس کا متکلم فیہ ہونا ثبوت جواز و استحباب کے منافی نہیں کیونکہ حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہو استحباب و جواز ثابت ہوتا ہے" ج ۱، ص ۵۶۴

جی ہاں، احادیث کی ساری کھیتی کے تو تنہا آپ ہی مالک ہیں، جس حدیث کو چاہا قبول کر لیا، جس کو چاہا رد کر دیا، جب من چاہا ضعیف حدیث کو قابل استدلال و لائق جواز و استحباب ٹھہرا لیا اور جب چاہا صحیح حدیث تک کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا، فن حدیث اور علم حدیث کی خدائی آپ غیر مقلدوں کے ہاتھ میں ہے، اس خدائی میں تنہا آپ متصرف ہیں کسی کو کیا مجال کہ آپ کے تصرف جائز و نا جائز پر انگلی اٹھا سکے۔

بیس رکعت تراویح والی حدیث صرف ضعیف ہے موضوع نہیں، اور ضعیف بھی ایسی کہ تعامل جمہور سے اس کا ضعف بھی جاتا رہا ہے، مگر اس حدیث سے آپ کو نہ بیس رکعت تراویح کا جواز معلوم ہوتا ہے نہ استحباب اس لئے کہ آباء واجداد کا مسلک یہ ہے کہ تراویح آٹھ رکعت ہے، اور آٹھ رکعت تراویح کو ثابت کرنے کے لئے ایک طرف غیر مقلدین نے اجماع امت اور تعامل جمہور کا مذاق اڑا کے رکھ دیا ہے تو دوسری طرف تہجد اور تراویح کو ایک ثابت کرنے کے لئے علم وفہم کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں، تیسری طرف حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی رسول اور خلیفہ راشد اور فارق بین الحق و الباطل کی شان میں گستاخیوں کا پشتارہ کھولدیا ہے۔

فغاں میں، آہ میں، فریاد میں، شیون میں، نالے میں
سناؤں حال دل طاقت اگر ہو سننے والے میں

مشرکوں کے فعل سے استدلال

غیر مقلدین حضرات کے یہاں سجدہ تلاوت کرنا بے وضو بھی جائز ہے اگرچہ یہ مذہب جمہور کے مذہب کے خلاف ہے، اس بارے میں فتاویٰ نذیریہ کا یہ فتویٰ پڑھیں اور غیر مقلدین کے بے اصولے پن ہی پر نہیں ان کی فہم دین پر بھی جتنا چاہے ماتم کرلیں یا جتنا چاہیں ہنس لیں۔

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

سجدہ تلاوت جمہور کے نزدیک بے وضو درست نہیں اور عبداللہ بن عمرؓ بے وضو سجدہ تلاوت کرتے تھے، اور مشرکین نے بھی بے وضو سجدہ پیغمبر ﷺ کے پیچھے کیا ہے'' ص ۱۷۵

ملاحظہ فرمایئے ان کا بے اصولا پن ایک طرف تو آپ نے بڑے زور وشور سے یہ اصول بنایا ہے کہ صحابی کا قول حجت نہیں، اور صحابی کے فعل سے استدلال نہیں کیا جاسکتا، اور دوسری طرف اس مسئلہ میں آپ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے فعل سے

بلا وضو سجدہ تلاوت کے جواز پر استدلال کررہے ہیں۔

ہے کچھ ٹھکانا اس بے اصولے پن کا، جب کہ آپ خود یہ تسلیم بھی کررہے ہیں کہ بلا وضو سجدہ تلاوت کرنا جمہور کا مذہب نہیں ہے۔

اور کمال دینداری تو یہ ہے کہ آپ اس ''جواز'' پر مشرکین کے فعل سے بھی استدلال کررہے ہیں۔

اس سے دین میں یہ انوکھا ''قاعدہ'' بھی نکلا کہ کسی شرعی فعل کے جواز یا عدم جواز پر مشرکین کے قول و فعل سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے[1]

میں غیر مقلدوں سے یہاں یہ بھی سوال کروں گا کہ ان کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ سجدہ کرنے والے مشرکین صرف بلا وضو تھے، غیر مقلدوں کو ان کا بلا غسل نہ ہونا کس یقینی دلیل سے معلوم ہوا۔

نہ معلوم ان مشرکین میں کتنے بلا غسل رہے ہوں گے، تو کیا غیر مقلدین سجدۂ تلاوت جنبی اور محتلم کے لئے بھی جائز قرار دیں گے؟ نہ جائز قرار دینے کی کیا وجہ ہے؟ اور اگر تمہارے مذہب میں یہ جائز ہی ہے تو اس کا بھی آج فتویٰ دے ہی دو۔

عامل حدیث کے یہ بنے ہیں برائے نام
اوروں پہ اہل رائے کا کرتے ہیں اتہام
یہ مشرکوں کے فعل سے کرتے ہیں احتجاج
توبہ یہی ہے دین تو پھر دین کو سلام
ہے خولکی میں ڈھولکی کے انکا تال وسر
ہے ڈھولکی میں خولکی کے ان کی دھوم دھام

[1] اگر کہیئے کہ ہم نے اس مسئلہ میں امام بخاریؒ کی تقلید کی ہے تو میں عرض کرونگا کہ جناب ائمہ اربعہ کی تقلید حرام، تو بخاری کی تقلید کیسے جائز ہوگئی۔؟

جمعہ کا خطبہ سننا فرض ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

جس وقت خطیب خطبہ جمعہ دے رہا ہو اس وقت سلام نہیں کرنا چاہئے کیونکہ سلام کہنا سنت ہے اور خطبہ کا سننا فرض ہے۔

(ج ا ص ۵۷۸)

اب کوئی جمعہ کی نماز غیر مقلدین کی مسجد میں پڑھ کر دیکھ لے کہ وہ اس فرض کے کیسے تارک ہیں، جمعہ کا خطبہ ہوتا ہوگا، اور کوئی صاحب آئیں گے اور دھڑ سے سینہ تک ہاتھ اٹھا کر عین خطیب کے سامنے دو رکعت ضرور پڑھیں گے۔

ان غیر مقلدوں کو اتنا بھی خیال نہیں آتا کہ فرض چھوڑ کر سنت میں مشغول ہونا کس اصول سے درست ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول صحیح ہونے کے باوجود قابل رد ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

حضرت علیؓ کا یہ قول لاتشریق و لاجمعة الافی مصر جامع صحیح ہے، ابن حزمؒ نے اس قول کی تصحیح کی ہے۔

مگر یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت علیؓ کے اس قول سے صحت جمعہ کیلئے مصر کا شرط ہونا ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا ج ا ص ۵۱۴

خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے بھلا کوئی بات کیسے ہرگز ہرگز ثابت ہوسکتی ہے، اور ان کا قول ان اہل توحید و ایمان کے نزدیک کیوں کر ہرگز ہرگز درخور اعتناء ہوسکتا ہے اس لئے کہ خواہ وہ خلیفہ راشد ہوں جن کے بارے میں آنحضور ؐ کا ارشاد ہے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین یا وہ سابقین اولین میں سے ہوں جن کے بارے میں قرآن کا ارشاد السابقون الاولون من المھاجرین

والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔

بہر حال ہیں تو وہ صحابی اور صحابی کا قول غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہوتا۔ ویسے جب خواہش نفسانی زوروں پر ہوتی ہے تو صحابی کا قول وفعل ہی نہیں مشرکین کا فعل بھی حجت بن جاتا ہے، جیسے بلا وضو سجدہ تلاوت کے جواز کے بارے میں ابھی چند صفحے پہلے آپ نے پڑھا، لاحول ولاقوۃ الاباللہ العظیم۔

علم وعمل کی یہ کوتاہی، قلب ونظر کی یہ گمراہی
آج کا انساں توبہ توبہ! کتنا ہے انجام سے غافل

غیر مقلدین کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے فہم پر عدم اعتماد

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

رابعاً یہ کہ ولو فرضنا تو یہ حضرت عائشہ اپنے فہم سے فرماتی ہیں اور فہم صحابہ حجت شرعیہ نہیں ہے۔ ج ا ص ۶۲۲

جی ہاں دین وشریعت کے بارے میں فہم عائشہ رضی اللہ عنہا اور فہم صحابہ رضی اللہ عنہم کیوں قابل حجت ہوگا، البتہ غیر مقلدین کے جغادریوں اور جغادریوں کے سردار محدث شوکانی کا فہم ضرور قابل قبول ہوگا۔

پوری تحفۃ الاحوذی کی چاروں جلدیں شوکانی کے کلام سے پٹی پڑی ہیں اور نواب صاحب بھوپالی نے علامہ شوکانی کو اپنی عقل بنا رکھا ہے۔

بھلا بتلایئے حضرت عائشہؓ اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں ان غیر مقلدوں کا کتنا گندہ عقیدہ ہے۔

میں نے اپنی کتاب وقفۃ مع اللامذھبیہ میں بڑی تفصیل سے یہ ثابت کیا ہے کہ غیر مقلدیت شیعیت کی چھوٹی بہن ہے، اس بحث کو اہل علم حضرات میری اس کتاب میں ضرور دیکھ لیں غیر مقلدوں کے سلسلہ میں بڑی بصیرت حاصل ہو جائے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں غیر مقلدین کی جرأت بیجا اور گستاخی

مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے جانا مناسب ہے یا نہیں؟ آنحضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں اگر چہ آنحضور کا عورتوں کے لئے یہی ارشاد تھا کہ ان کو گھر میں نماز پڑھنا مسجد سے بہتر ہے مگر بہر حال ان کو اس کی اجازت تھی کہ وہ مسجد میں بھی آ کر نماز پڑھیں اور عورتیں مسجد میں نماز پڑھا بھی کرتی تھیں، عیدین کی نماز کے لئے عید گاہ بھی جاتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ تک باحیات رہی ہیں، انہوں نے اپنے زمانہ میں کچھ تغیرات کو ملاحظہ فرمایا، آنحضور کے زمانہ سے جتنا بعد ہوتا گیا آنحضور کے زمانہ کی خیر و برکت بھی اسی اعتبار سے کم ہوتی رہی اور لوگوں کے اخلاق میں بھی نمایاں تغیر ہوتا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور کا بھی دور دیکھا تھا اور آنحضور کے بعد کا زمانہ بھی کافی مدت تک کا پایا تھا، انہوں نے اپنے زمانہ کے حالات کے لحاظ سے یہ محسوس کیا کہ اب عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آنا مناسب نہیں، آپ فرماتی تھیں کہ آنحضور بھی اگر زمانہ کے اس تغیر کو دیکھتے اور اس وقت لوگوں کے جو حالات ہیں اس کا مشاہدہ کرتے تو آپ خود بھی عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کر دیتے۔

حضرت عائشہؓ دین کی فہم شریعت کے مزاج سے علم و واقفیت میں ایک امتیازی حیثیت کی مالک تھیں، وہ حالات کے لحاظ سے عورتوں کو نماز پڑھنے کے لئے گھر سے نکل کر مسجد میں جانے کو بہتر خیال نہیں فرماتی تھیں، یہ ان کی اس زمانہ میں رائے تھی اور یہ رائے نہایت صائب درست اور عاقلانہ و عالمانہ تھی۔

مگر ہائے رے غیر مقلدوں کی اہلحدیثیت کہ اس صائب رائے پر وہ عمل کیا کرتے حضرت عائشہؓ کی شان میں گستاخی کرنے لگے، اس مسئلہ میں ابھی آپ نے دیکھا کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ کے فہم دین پر عدم اعتماد کا اظہار کیا اور کہا کہ حضرت

عائشہؓ اس بارے میں جو فرما رہی ہیں وہ اپنی فہم سے فرما رہی ہیں اور صحابہؓ کا فہم دین میں حجت نہیں۔

اور اب سنئے اسی مسئلہ میں مزید کیا ارشاد ہوتا ہے۔ فتاویٰ نذیریہ میں اسی مسئلہ کے ضمن میں لکھا ہے۔

> ''پس حکم رسول ﷺ کا درباب حضوری عورتوں کے عیدگاہ میں اسی اہتمام کے ساتھ بحال خود رہا اور جانا ان کا عیدگاہ میں ثابت ہوا۔ پھر اب جو شخص بعد ثبوت قول رسول و فعال صحابہ مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔ جو حکم صراحۃً شرع شریف میں ثابت ہو جائے اس میں ہرگز ہرگز رائے و قیاس کو دخل نہ دینا چاہئے کہ شیطان اس قیاس سے کہ انا خير منه حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے'' (فتاویٰ نذیریہ ج اص ۶۲۲)

اب ذرا اس فتویٰ کے مندرجات اور اس سے پیدا ہونیوالے نتائج پر غور کریں۔

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور کے فرمان کی مخالفت کی

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کی اس مسئلہ میں مخالفت کر کے آیت مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں...... آیت کا ترجمہ یہ ہے:

> (ترجمہ) یعنی جو رسول سے اختلاف کریگا جبکہ کھل چکی ہے اس پر سیدھی راہ اور مؤمنین کے علاوہ راہ چلیگا تو ہم اس کو وہی حوالہ کر دیں گے جو اس نے اختیار کیا ہے اور اس کو جہنم میں پہونچا دیں گے۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس مسئلہ میں اپنے قیاس اور رائے کو دخل دیا جو صراحۃً شرع شریف سے ثابت ہے۔

(۴) حضرت عائشہ نے معاذ اللہ شرع شریف میں رائے و قیاس کو دخل دیکر وہی کام کیا جو شیطان نے حضرت آدم کے مقابلہ میں انا خیر منه کہہ کر کیا تھا اور جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کیلئے ملعون ہوا۔

(۵) حضرت عائشہ نے معاذ اللہ یہ فتویٰ دیکر کہ اب عورتوں کا عیدگاہ اور مسجد میں جانا مناسب نہیں ہے شریعت کو بدل ڈالا تھا۔

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جناب میں یہ گستاخیاں کیا ایک بڑے سے بڑا گناہ گار بھی اگر اس میں ایمان کا ذرا بھی حصہ ہے کر سکتا ہے؟۔

مگر یہ "فرقہ غیر مقلدہ" اپنی فہم اور اپنے اجتہاد کے زعم میں جس کے بارے میں جو چاہتا ہے بک مارتا ہے، اور وہ منہ پھاڑے یہی شور مچائے گا کہ سچے اہلسنت و جماعت تو ہم ہی ہیں، اور جب ان کی ان گمراہیوں پر ان کو کوئی آگاہ کرتا ہے تو وہ "ملاحیاں" سناتے ہیں، گویا ان کو تو پورا حق ہے کہ حضرت عائشہ تک پر گندگی اچھال لیں، مگر دوسروں کو کوئی حق نہیں۔

ظلم گلشن کیلئے باد صبا پر پہرا
صحن گلشن میں مگر برگِ خزاں آوارہ

قرآن کا اجرت دیکر سننا

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

سننا قرآن کا اور پڑھنا اجرت کے ساتھ نماز تراویح میں جائز ہے اور ثواب ہوگا۔ ج ا ص ۶۴۲

یہ فتویٰ رائے اور قیاس سے ہے، یا اس پر کتاب و سنت سے کوئی سند ہے؟

اگر محض رائے اور اپنی فہم سے ہے تو جب حضرت عائشہؓ اور صحابہؓ کی رائے دین میں آپ کے نزدیک معتبر نہیں تو پھر آپ کی رائے اور آپ کی فہم کیوں کر معتبر ہوگی؟

اور اگر اس فتویٰ کی سند میں کتاب اللہ کی کوئی آیت یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث ہے تو اس کو پیش کرتے ہوئے شرم کیوں آرہی ہے۔

سنت صحابہؓ سے استدلال

ایک مسئلہ کے ضمن میں فتاویٰ نذیریہ کی یہ عبارت ہے:

"کیونکہ یہ مسئلہ سنت صحابہ کرامؓ کا ہوا موافق فرمودہ آنحضرت ﷺ کے علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوبها اسی لقب سے اہل سنت والجماعت کے لقب سے ملقب ہوئے"۔ ج اص ۶۰۰

دیکھا آپ نے غیر مقلدوں کی پینترابازی، ابھی ابھی اپ نے ان کا اصول یہ معلوم کیا کہ صحابہ کرام کا قول وفعل حجت نہیں ہے، نہ غیر مقلدین کو صحابہ کرام کی فہم پر اعتماد ہے، چند صفحے پہلے آپ نے دیکھا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد کا قول لاتشریق ولاجمعة الافی مصر جامع کو بڑی بے حیائی سے رد کر دیا اس لئے کہ اس سے ان کے مزعومہ خیال نماز جمعہ دیہات میں بھی جائز ہے کا رد ہورہا تھا۔

اور یہاں سنت صحابہ سے استدلال کیا جارہا ہے، اور علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین والی حدیث یاد آرہی ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ غیر مقلدوں کا نہ کوئی اصول ہے اور نہ قاعدہ یہ اپنی خواہش نفس کے بندے ہیں، جب چاہتے ہیں ایک اصول گڑھ لیتے ہیں۔

ایک نیا روز بدلتی ہے لباس
پیرہن رکھتی ہے دنیا کتنے

جب کسی ضعیف راوی کے ضعف پر سب محدثین کا اتفاق ہو تب وہ روایت مردود ہے

آمین بالجہر کے سلسلہ میں ابن ماجہ کی روایت جس میں ہے کہ لوگوں کے آمین کہنے سے مسجد گونج جایا کرتی تھی۔ کو ذکر کر کے غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں صاحب دہلوی مرحوم فرماتے ہیں:

اس حدیث کے بعض راوی ضعیف ہیں لیکن ایسا ایک راوی بھی نہیں جس کے ضعف پر سب محدثین کا اتفاق ہو۔ (فتاویٰ نذیریہ ج اص ۴۲۸)

غیر مقلدین میاں صاحب شیخ الکل فی الکل کے اس قاعدہ کو رٹ کے زبانی یاد کر لیں، اور جب تک کہ کسی ضعیف راوی کے ضعف پر سلفاً وخلفاً سارے محدثین کا اتفاق نہ ہو وہ اسے قابل عمل سمجھیں۔

معلوم نہیں یہ قاعدہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری کو معلوم تھا کہ نہیں غالباً نہیں معلوم تھا ورنہ اپنی مایہ ناز کتاب تحفۃ الاحوذی میں وہ اس پر ضرور عمل کرتے، اور سینکڑوں احادیث پر محض ایک دو محدثین کے ضعیف کہنے سے ضعیف ہونے کا حکم نہ لگاتے۔

راوی کا ضعیف حدیث کو روایت کرنا اس کو قابل اعتبار بنا دیتا ہے

فتاویٰ نذیریہ میں علامہ شوکانی کا یہ کلام مفید نقل کیا گیا ہے:

"روایۃ ضعیف مع الضعف توجب الارتفاع عن درجۃ السقوط الی درجۃ الاعتبار (ج ۳ ص ۵)

یعنی ضعیف روایت کا باوجود اس کے ضعف کے روایت کرنا اس ضعیف روایت کو درجہ سقوط سے اٹھا کر معتبر روایت کے درجہ میں کر دیتا ہے۔

غیر مقلدین اپنے شیخ المشائخ کے اس کلام کو گرہ سے باندھ لیں اور وقت ضرورت اس پر عمل کریں، اور بلاوجہ ہر ضعیف حدیث کو مردود قرار دینے کی روش سے باز آ جائیں۔

وتر ایک سے تیرہ رکعت تک

فتاویٰ نذیریہ میں سوال کرنے والے نے یہ سوال کیا کہ وتر صحیح حدیث سے کتنی رکعت ثابت ہے؟اس کا جواب ملاحظہ ہو:

جواب:

"احادیث صحیحہ سے وتر ایک رکعت، تین رکعت، پانچ رکعت وسات ونو وتیرہ رکعتیں ثابت ہیں"

پھر لکھتے ہیں:

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وتر کا ادنیٰ درجہ ایک رکعت ہے اور اکمل درجہ گیارہ رکعت ہے" ج ا،ص ۵۴۱

غیر مقلدوں کی مسجد میں جا کر کوئی دیکھ لے کہ یہ ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں، انکا عمل ادنیٰ درجہ پر ہے کہ اکمل درجہ پر۔

جہاں تک مجھے علم ہے کوئی غیر مقلد حتیٰ کہ ان کے شیوخ اور علماء بھی گیارہ اور تیرہ رکعت وتر نہیں پڑھتے ہیں۔میاں صاحب کی یہ بات بھی دیکھئے کہ تیرہ رکعت وتر تسلیم کر کے بھی اکمل درجہ گیارہ ہی کو قرار دے رہے ہیں، گیارہ اکمل کیوں تیرہ اکمل کیوں نہیں؟

تارک صلوٰۃ نہ مسلم ہے نہ کافر

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

"تارک صلوٰۃ نزد جمہور علمائے اہلسنت رحمہم اللہ مسلم ست نہ کافر

"یعنی نماز کا تارک جمہور علماء کے نزدیک مسلم ہے نہ کافر

یہ اہل سنت کا مسلک نہیں ہے بلکہ معتزلہ کا مسلک ہے۔ اہل سنت کی طرف اس مذہب کومنسوب کرنا سراسر ان پر افتراء ہے، اگر اس عبارت کا کوئی دوسرا مطلب ہے تو غیر مقلدین اس کی تشریح کریں۔

جمعہ کی اذان ثالث

آنحضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ تک جمعہ کی صرف ایک اذان تھی، اور خطبہ کے بعد اقامت کہہ کر نماز شروع ہو جاتی تھی، اس اقامت کو محدثین دوسری اذان کہتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مدینہ کی آبادی پھیل گئی تو آپ نے تیسری اذان (جواب پہلی کہلاتی ہے) کو جاری کیا، اور تمام صحابہ کرامؓ نے ان کے اس فعل کو پسند کیا اور آج تک پورے عالم اسلام میں اسی پر عمل ہے، ایک اذان لوگوں کو مسجد میں جمع کرنے کے لئے دی جاتی ہے پھر دوسری اذان خطبہ کے وقت ہوتی ہے اور پھر تیسری اذان نماز شروع کرتے وقت اقامت کی شکل میں ہوتی ہے، سارے مسلمانوں کا حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے لیکر آج تک اسی پر عمل ہوتا آیا ہے۔ فتاویٰ نذیریہ کا اب یہ فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال: جمعہ کے روز اذان ثالث جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے ج ا ص ۵۷۴

اور اسی فتاویٰ کے ج ا ص ۵۷۵ پر یہ عبارت ہے۔

فلما كانت خلافة عثمان و كثروا امر عثمان يوم الجمعة بالاذان الثالث فاذن به على الزوراء فثبت الامر على ذلک یعنی جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو آپ نے اذان ثالث کا حکم دیا، چنانچہ زوراء مقام پر یہ اذان دی گئی اور اس کے بعد سے مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔

یہ تو ہے علماء غیر مقلدین کا فتویٰ اور اذان ثالث کا اعتراف خط کشیدہ عربی کا جملہ آپ دیکھئے یہ خود بول رہا ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ سے اس پر مسلمانوں کا عمل رہا ہے۔

مگر ان غیر مقلدین کا عمل یہ ہے کہ وہ اجماع امت کے خلاف اس پر عمل نہیں کرتے اور ان کی مساجد میں جمعہ کے روز صرف ایک اذان اور اس کے بعد نماز کے

لئے اقامت ہوتی ہے، حضرت عثمانؓ کا یہ عمل سارے صحابہؓ کو اور دنیا کے سارے مسلمانوں کو پسند آیا نہ پسند آیا تو اس طائفہ نومولود اور فرقہ شاذہ کو، اسی کو میں کہتا ہوں کہ غیر مقلدین کا طائفہ صحابہؓ کا دشمن ہے، اس کو صحابہؓ کے عمل سے چڑھ ہے، اس فرقہ میں رافضیت کا کافی عنصر ہے، اس کا شمار اہلسنت و جماعت میں سے محض رواداری کی بنا پر ہوتا ہے، ورنہ دشمنان صحابہؓ کا شمار اہلسنت و جماعت میں سے ہو سمجھ میں نہیں آتا۔

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ زور سے پڑھنا

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

"جب ثابت ہوا کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ اور سورہ کا جہر سے پڑھنا جس حدیث میں مذکور ہے اس کے راوی ٹھیک ہیں اور وہ حدیث صحیح ہے تو اس پر عمل کرنا جائز ہوا" (ج اص ۶۶۱)

کیا کہا جائز ہوا؟ کیوں جائز ہی ہوا، واجب کیوں نہیں ہوا؟ قرأت خلف الامام کی صحیح حدیث سے تو قرأت کا امام کے پیچھے نمازوں میں وجوب اور فرض ثابت ہو، اور یہاں صحیح حدیث سے صرف جواز ہی ثابت ہو، یہ دورنگی کیوں؟

اور پھر جب نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ اور کسی سورہ کا ملانا بھی جہراً صحیح حدیث سے ثابت ہے تو غیر مقلدین اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ اور کیوں نہیں (ہندوستان میں) سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ نماز جنازہ میں جہراً پڑھتے ہیں؟ دعویٰ تو بڑے زور و شور کے ساتھ اپنے اہلحدیث ہونے کا کرتے ہیں اور لوگوں کو ما بلبلان نالاں گلزار ما محمد کی قوالی سناتے ہیں، مگر جب صحیح حدیث پر عمل کرنے کا وقت آتا ہے تو کان میں انگلی ڈال لیتے ہیں۔

"کہنے کی زباں اور ہے کرنے کی زباں اور"

کا نقشہ کھینچ جاتا ہے:

لبوں پہ حرف محبت دلوں میں بغض و نفاق
یہ دوستی ہے؟ تو پھر دشمنی میں کچھ بھی نہیں

مردہ پر مٹی ڈالتے وقت کچھ پڑھنا معلوم نہیں

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

مردہ پر مٹی دیتے وقت آیت منها خلقنا کم کا پڑھنا معلوم نہیں۔ ج ۱، ص ۶۸۳

اور مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں:

اس بارے میں جو حدیث ہے ضعیف ہے (ج ۱ ص ۶۸۴، ج ۱ ص ۶۸۵)

میں کہتا ہوں کہ حدیث ضعیف ہے تو کیا ہوا، جیسا کہ اس فتاویٰ نذیریہ میں معلوم ہو چکا ہے کہ ضعیف حدیث سے اگر وہ موضوع نہ ہو تو جواز و استحباب ثابت ہوتا ہے، جب جواز و استحباب ضعیف حدیث سے ثابت ہوتا ہے تو مردہ پر مٹی ڈالتے وقت منها خلقنا کم والی آیت کا پڑھنا جائز و مستحب ہوا، آخر آپ کو اس سے انکار کیوں ہے۔

غیر مقلدین کا عجب حال ہے صحیح حدیث ہو تو اس پر بھی عمل نہیں کریں گے جیسا کہ ابھی آپ نے اوپر والے مسئلہ میں دیکھا اور ضعیف حدیث ہو تو اس پر بھی عمل نہیں کریں گے، اور قرآن ہو تو اس پر بھی عمل نہیں کریں گے جیسا کہ قرأت خلف الامام والے مسئلہ میں قرآن کی آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا پر عمل نہیں کیا۔

لیکن ماشاء اللہ رہیں گے یہی خالص موحد، خالص اہل سنت و جماعت اور خالص محمدی و خالص اہل حدیث۔

حنابلہ، مالکیہ اور شافعیہ اہل حدیث نہیں

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

سوال: اگر کسی نے اپنے بیٹے کی بیوی سے جبراً زنا کیا تو وہ بیٹے کے نکاح سے نکل گئی یا اس کا نکاح بیٹے سے باقی ہے؟

جواب: حنابلہ اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک وہ عورت اپنے خاوند کے نکاح سے نکل

گئی لیکن شافعیہ اور اہلحدیث کے نزدیک وہ عورت اپنے خاوند کے نکاح سے باہر نہیں ہوئی (ج ۳ ص ۴۲۶)

ابتک تو صرف احناف ہی ''اہلحدیث'' کی فہرست سے خارج تھے اس جواب سے معلوم ہوا کہ حنابلہ، مالکیہ اور شافعیہ بھی اہلحدیث نہیں ہیں۔

علمیت کا غرور اے راہی
سچ تو یہ ہے بڑی جہالت ہے

مجھے اس وقت اصل مسئلہ میں کچھ عرض نہیں کرنا ہے، ناظرین دیکھ رہے ہیں کہ حنابلہ مالکیہ اور حنفیہ مذاہب اربعہ میں سے یہ تینوں ایک ہی بات کے قائل ہیں وہ یہ کہ جس باپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے جبراً بھی اگر زنا کیا ہو تو وہ بیٹے کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔

البتہ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی باک نہیں ہے کہ اس طائفہ محدثہ شاذہ کی یہ جرأت کی انتہا ہے کہ وہ اپنا نام ان ائمہ اربعہ کے ساتھ برابری کے درجہ میں لیتا ہے۔ ''اہل حدیث'' کا ٹائیٹل لگانے سے کیا اس فرقہ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ مذاہب ائمہ اربعہ کی برابری کے درجہ میں ہو گیا ہے۔

اتنا ہی سر اٹھایئے کہ جس سے یہ تو ہو
لوگوں کے دل میں آپ کی کچھ آبرو رہے

تعویذ لکھ کر گلے میں لٹکانا جائز ہے

فتاویٰ نذیریہ میں ایک سوال یہ ہے کہ گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے کہ ناجائز؟ اس کا جواب ملاحظہ ہو:

''تعویذ نوشتہ درگلو انداختن مضائقہ ندارد............مگر اشہر واضح جوازست'' (ج ۳ ص ۲۹۸)

یعنی لکھی ہوئی تعویذ کا گلے میں لٹکانا درست ہے کوئی مضائقہ

نہیں زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ جائز ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے بھی اس فتویٰ کی تائید کی ہے ج ۳ ص ۲۹۹

غیر مقلدین کے تمام اکابر دعا و تعویذ کے قائل تھے، اس کی پوری تفصیل میری کتاب "وقفة مع اللامذهبية" میں دیکھئے۔

مولانا میاں نذیر حسین اور مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری مرحوم کا یہاں بھی یہ فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

مگر ادھر چند برسوں سے جب سے غیر مقلدیت میں سلفیت کا پیوند لگ گیا ہے اور "والدنا شیخ ابن باز" کو یہ غیر مقلدین جب سے اپنا مقتدیٰ پیشوا اور اپنے دین ایمان کا مالک سمجھنے لگے ہیں اور جب سے اپنی متاع دین وایمان "والدنا" کے ہاتھ انہوں نے گروی رکھدی ہے، اس دن سے ان کے نزدیک دعا و تعویذ سب شرکیہ امور بن گئے ہیں، اور تعویذ لٹکانا تو قطعاً حرام اور شرک ہوگیا ہے۔

افسوس یہ غیر مقلدین "والدنا" کے ساتھ جوش عقیدت ومحبت میں یہ بھول گئے کہ اگر دعا، تعویذ کرنا شرک ہی ہوا تو پھر شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی، اور نواب عالی جاہ صدیق حسن خاں بھوپالی اور مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کے تجدید ایمان کی ان کے مرنے کے بعد کیا شکل ہوگی؟ اور آخر ان کو شرک کے پھندے سے نکالنے کی وہ کیا تعبیر کریں گے شرک کے ساتھ آخر ان کی مغفرت کیسے ہوگی؟ آہ رے ان کشتگان سلفیت کی مظلومی اور آہ رے ان کی بے کسی وزاری واہ ان سلفیت کے ماروں نے کیسے کیسے خون کیئے ہیں اور کتنے لہو کے دریا بہائے ہیں، کوئی ہے جو ان ظالموں سے کہے۔

یہ جو دامن پہ تمہارے ہیں لہو کی چھینٹیں
تم کو ایک عمر گزر جائے گی دھوتے دھوتے

قرآن وحدیث کے علاوہ سے جھاڑ پھونک جائز ہے

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری ترمذی کی اس روایت کی شرح میں جو مولیٰ آبی اللحم کی ہے، اور جس میں وہ اپنے رقیہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

عرضت عليه رقية كنت ارقى بها المجانين فامرني بطرح بعضها وحبس بعضها۔ یعنی میں نے آنحضور کے سامنے اپنے جھاڑ پھونک کے وہ کلمات پیش کیے جن سے میں پاگلوں کی جھاڑ پھونک کرتا تھا۔ تو آپ ﷺ نے کچھ کلمات کی اجازت دی اور اس کو جائز رکھا اور کچھ کلمات کو ساقط کر دیا۔

اس کی شرح میں مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں:

وفيه دليل على جواز الرقية من غير القرآن و السنة

(تحفۃ الاحوذی ج۲ ص۳۸۰)

یعنی اس حدیث میں اس کی دلیل ہے کہ جھاڑ پھونک قرآن وحدیث کے الفاظ کے علاوہ سے بھی جائز ہے۔

جی ہاں قرآن و حدیث کے علاوہ سے بھی یاد رکھئے مولانا مبارکپوری صاحب محدث کا یہ فرمان کہ جھاڑ پھونک قرآن وحدیث کے علاوہ سے بھی جائز ہے۔

جماعت محدثین کی پہلی کڑی وآخری کڑی

غیر مقلدین جماعت کے شیخ الاسلام مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری مرحوم فرماتے ہیں:

> ''جماعت محدثین کے سلسلہ مذہب کی پہلی کڑی اگر امام مالک ہیں تو ہمارے ملک میں ہمارے علم کے مطابق آخری کڑی حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین قدس سرہم ہیں'' (روپڑی مظالم ص۹)

مگر غیر مقلدین جماعت اور خود آپ نے بار بار یہ دعویٰ کیا ہے کہ

"اہلحدیث" اسی وقت سے پائے جاتے ہیں جب سے اسلام کا وجود ہوا۔

آپ کے اس بیان کا حاصل یہ ہوا کہ امام مالک سے پہلے کوئی محدث عالم اسلام میں نہیں تھا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری اور مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری بھی محدث نہ تھے، حالانکہ حافظ غازی پوری مرحوم کے ساتھ تو محدث کا لفظ جزو اسم بنا ہوا ہے، اور مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کو تو اہلحدیث کا طائفہ اپنے دور کا سب سے بڑا محدث سمجھتا ہے۔ اور پھر "اہل حدیث" کا پورا طائفہ ہی اپنے کو "حدیث والا" کہتا ہے، "حدیث والا" ہونا بلا حدیث کے کیسے ہو سکتا ہے۔

استواء علی العرش اور صفات باری کے بارے میں مولانا امرتسری کا عقیدہ

مولانا امرتسری مرحوم فرماتے ہیں:

میں عقیدہ رکھتا ہوں

(۱) استواء علی العرش صحیح ہے۔

(۲) هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ بھی صحیح ہے۔

(۳) وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ بھی بلا تاویل تسلیم کرتا ہوں۔

ان تینوں نصوص کو ان کے تراجم کے ماتحت تسلیم کرتا ہوں۔

نیز فرماتے ہیں:

میں خدا کی صفت قرب و معیت کو اور اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمینوں میں ہونا بلا تاویل یقین کرتا ہوں۔ (مظالم روپڑی، ص ۱۱)

کہاں ہے سلفیت کا نعرہ مارنے والا غیر مقلدین کا موجودہ طائفہ جو کہتا ہے کہ اللہ عرش ہی پر اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے اور اس طرح موجود ہے کہ اس کی طرف اشارہ بھی کیا جا سکتا ہے، اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ قرآن کا منکر ہے، وہ کافر ہے وہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہے۔

آئیں یہ غیر مقلدین اور اپنے اس شیخ الاسلام کے بارے میں اگر ہمت ہے اور ان میں دیانت ہے تو شرعی فیصلہ سنائیں۔

نصیحت کی جگہ حسن عمل درکار ہے ناصح
یہ بہتر ہے کہ لفظوں کے بجائے زندگی بولے

میں کسی امتی کا امتی نہیں ہوں

میں تین جنتوں کا قائل ہوں (مولانا امرتسری)

یہی غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور اہلحدیث جماعت کے نامور عالم جن کی پوری زندگی سلفیت اور سنت کی حفاظت اور حمایت میں گزری فرماتے ہیں بلکہ اپنے فرقہ کے علماء کو للکارتے ہیں۔

"میں کسی امتی کا امتی نہیں ہوں......... سنئے آپ کو (یعنی حافظ عبداللہ روپڑی اہلحدیث کو) خوش کرنے کیلئے مزید اطلاع دیتا ہوں کہ میں تین جنتوں کا قائل ہوں، بابا آدم کی جنت، موجودہ صلحاء کی جنت، آخرت کی جنت، بس یہ میرا عقیدہ ہے چاہے کوئی متقدمین ومتاخرین میں سے اس کا قائل ہو یا نہ ہو"
(مظالم روپڑی ص۲۳)

غیر مقلدین حضرات فیصلہ فرمائیں اپنے اس شیخ الاسلام کے بارے میں کہ وہ اہلحدیث باقی رہے یا نہیں؟

اگر اس عقیدہ کے بعد بھی جو کہ سراسر خلاف مذہب سلف وخلف ہے وہ اب بھی شیخ الاسلام اور اہلحدیث ہی ہیں تو پھر گمراہی اور ضلالت آخر کس کا نام ہے۔؟

لوگ ان کے ظلم کا چرچا تو کرتے ہیں بہت
روک دے کوئی یہ ہمت بھی کسی کے دل میں ہے

مولانا امرتسری دین میں جدید معنی پیش کرتے تھے

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم غیر مقلدوں کے شیخ الاسلام کا یہ کلام ملاحظہ فرمائیے۔

کس قدر ظلم ہے، اگر میں قواعد عربیہ اور خدا داد لیاقت کے ماتحت محض دیانتداری سے کوئی جدید معنی پیش کروں تو مجھ پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ (مظالم روپڑی ص ۲۵)

واقعۃً وہ لوگ بڑے ظالم ہیں جو اپنے شیخ الاسلام کا احترام نہ کریں اور ان پر ان کی ساری خدمات اسلامیہ کو بھلا کر آوازے کسنے کا برا فعل انجام دیں۔

مگر مولانا! آپ نے بھی ساری زندگی مقلدین اور ائمہ فقہ اور خاص طور پر علمائے احناف اور فقہائے احناف پر آوازے کسنے ہی کا فریضہ انجام دیا ہے اپنے عمل کا مکافہ ہر شخص دیر یا سویر پاتا ہی ہے۔ یہی قدرت کا نظام ہے اس پر آپ صبر کریں۔

رہا آپ کا اپنی خداداد لیاقت پر اعتماد کر کے دین میں کسی نئے معنی کو مخترع کرنا تو مولانا صاحب! دین میں وہی معنی معتبر ہوگا جس کی سند سلف میں ملتی ہے، اسلئے کہ سلف امت آپ سے زیادہ خدا داد لیاقت کے مالک تھے اور قواعد عربیہ وہ آپ سے زیادہ جانتے تھے۔

اپنی خداداد لیاقت سے کام لیتے وقت بس اس کا خیال رکھئے گا تو پھر لوگ آپ پر آوازے نہیں کسیں گے، اور آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

صرف سود لینا حرام ہے سود دینا نہیں

مولانا امرتسری کا ارشاد گرامی

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور جمعیت اہل حدیث کے بانی مولانا امرتسری مرحوم اللہ ان کے درجات کو ان کی سیئات بلکہ کبائر کو معاف کر کے جنت میں اعلیٰ سے

اعلیٰ مقام عطا کرے، ان کا عقیدہ تھا کہ اسلام میں صرف سود لینا حرام ہے سود دینا نہیں، دیکھئے کیا فرماتے ہیں:

''سنئے اور کان کھول کر سنئے آپ نے قرآن مجید سے کوئی آیت اس مضمون کی پیش نہیں کی کہ سود دینا بھی حرام ہے...... میں خود اس تلاش میں ہوں کہ مجھے کوئی حدیث اس مضمون کی مل جائے جس میں سود دہی کی حرمت بالتصریح موجود ہو'' (ص ۳۴ ایضاً)

آپ نے اندازہ لگایا کہ غیر مقلدیت کیا کیا گل کھلاتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ تقلید کرو، بڑوں کی پیروی کرو، اسلاف امت پر اعتماد کرو، دین کو اپنی خدا داد لیاقت پر بھروسہ کر کے مت سمجھو، فقہائے امت کے دامن میں پناہ لو، حنفی بن جاؤ، مالکی بن جاؤ، شافعی بن جاؤ، حنبلی بن جاؤ، تمہارا دین اور ایمان محفوظ رہے گا، تم سود کے بارے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے نظر نہیں آؤ گے، تمہارے سامنے راہ مستقیم ہوگی اور تم اللہ اور اس کے رسول کی مرضیات معلوم کرلو گے، نہ دین میں تحریف کے مرتکب بنو گے اور نہ تم کو مسائل شرعیہ میں تاویل بیجا کرنی پڑیگی اور نہ تم گمراہ ہو گے اور نہ دوسروں کو گمراہ کرو گے، سن لو غیر مقلدیت ایک زہر ہے، ایک بلا ہے اور ایک نشہ ہے ایسا نشہ جو انسان کو بے شعور، بے دین اور بے ایمان بنا دیتا ہے، وحرم الربٰو قرآن کے اس واضح ارشاد کے بعد بھی آپ کو حدیث کی تلاش ہے؟

اور جب تک آپ کو سود دینے کی حرمت میں واضح حدیث نہ مل جائے قرآن نے جس سود کو مطلق حرام کیا ہے آپ قرآن کی اس بیان کردہ سود کی حرمت کو تسلیم نہیں کریں گے؟

یہی ہے دین تو اس دین مخترع کو سلام

مولانا امرتسری قیاس کرتے تھے

مولانا امرتسری مرحوم اسی رسالہ مظالم روپڑی میں فرماتے ہیں:

''مختصر یہ کہ میں فتویٰ مذکورہ میں حرمت ربٰو کا منکر نہیں ہوا صرف

ایک اضطرار پر دوسرے اضطرار کو قیاس کیا ہے ص ۲۳‘‘

مولانا آپ نے یہ کیا فرما دیا، آپ نے تو یہ بیان کر کے کہ آپ بھی مقلدوں اور اہل رائے کی طرح قیاس کیا کرتے ہیں قصر غیر مقلدیت کی بنیاد ہی کھوکھلی کر دی، یہی قیاس ورائے تو غیر مقلدوں کا ایک زبردست ہتھیار تھا جس سے یہ جب چاہتے تھے مقلدوں پر دھاوا بولتے تھے۔

آپ نے یہ ہتھیار بھی ان سے چھین لیا، اب یہ غیر مقلدین کس منہ سے کہیں گے کہ سب سے پہلا قیاس کرنے والا شیطان تھا جس نے حکم خداوندی کے مقابلہ میں انا خیر منه کہہ کر بذریعہ قیاس اپنی فضیلت حضرت آدم پر منوانی چاہی تھی اور اس کی وجہ سے وہ مردود وملعون ہوا۔

بہر حال آپ نے یہ قیاس کر کے غیر مقلدوں کے حق میں ایسا کانٹا بو دیا ہے کہ وہ ان کے تلووں سے اب نکالے نہیں نکلے گا۔ اور وہ اب تا زندگی

تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

کا نمونہ بن کر رہ جائیں گے۔

’’اہلحدیث‘‘ احباب کے بارے میں مولانا امرتسری کا اظہار خیال

مولانا اپنے اسی رسالہ مظالم روپڑی میں اپنا درد دل یوں بیان کرتے ہیں:

بعض احباب اہلحدیث کی عادت ہو گئی ہے کسی آیت یا حدیث
کے جو معنی خود سمجھتے ہیں کسی دوسرے کیلئے اس کے خلاف سمجھنے کا
حق تسلیم نہیں کرتے‘‘ ص ۴۵

جی ہاں مولانا! یہ عادت صرف بعض احباب کی نہیں بلکہ اس طائفہ کا ہر بڑا چھوٹا اس مرض کا مریض ہے، اس جماعت کا ہر فرد مدعی اجتہاد ہے۔

مگر مولانا! میرا مشورہ ہے کہ آپ ہوں یا آپ کی جماعت کا کوئی فرد ہو قرآن وحدیث کا معنی اور مطلب بطور خود نہ سمجھے تو بہتر ہے، یہیں سے ضلالت کا بیج

پڑتا ہے بلکہ ہم سب کو صحابہ کرام اور اسلاف امت اور متقدمین کی فہم وفقہ پر اعتماد کر کے دین کو جیسا انہوں نے سمجھا ہے بس اسی دائرہ میں رہ کر دین کو سمجھنا چاہئے، دین و ایمان کی سلامتی اسی میں ہے، آج کے دور میں فہم کتاب وسنت کے لئے صرف اپنے علم وفہم پر اعتماد کرنا بڑا خطرناک ہے۔

یہ ہے تو بڑا مجاہدہ خصوصاً جن کو علم واجتہاد کا دعویٰ بھی ہو ان کے لئے تو یہ بہت بڑا مجاہدہ ہوگا، مگر ذرا سا تقلیدی ذہن پیدا کر لینے سے اس مرحلہ کو سر کیا جا سکتا ہے۔

تجھے سرخرو دو جہاں میں کرے ہے
ذرا سی تواضع ذرا انکساری!

قادیانی وشیعہ بھی متقی ہیں

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری جیسا کہ معلوم ہوتا چلا آرہا ہے کہ اہلحدیث کے زبردست عالم اور ان کے شیخ الاسلام ہیں ان کا یہ بیان ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

> حافظ عبداللہ اور ان کے نامہ نگار کے نزدیک متقی کا دائرہ اتنا تنگ ہے کہ کوئی دائرہ اتنا تنگ نہ ہوگا، غیر مسلم تو متقی کی تعریف سے بالبداہتہ خارج ہیں، مسلم فرقوں میں سے رافضی خارجی معتزلہ جہمی قادیانی عرشی فرشی وغیرہ سب لوگ متقی ہیں (ص ۳۷ ایضاً)

ناظرین کرام خط کشیدہ عبارت میں غور فرمائیں یہ شیخ الاسلام صاحب رافضیوں اور قادیانیوں کو نہ صرف مسلمان اور مومن قرار دے رہے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ان کو اہل تقویٰ میں سے شمار کرتے ہیں اور ان کو متقی ہونے کا سرٹیفکیٹ عنایت فرمارہے ہیں۔

اللہ اللہ غیر مقلدوں کا دین وایمان اب یہ بھی گوارا کر رہا ہے کہ جو فرقہ اور جو جماعت انبیاء کو گالی دے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تہمت تراشے اور نبی ہونے کا دعویٰ کرے صحابہ کرام پر سب وشتم کرے قرآن کا انکار کرے اور اس کے

محرف ہونے کا قائل ہو یہ فرقہ اور جماعت نہ صرف مسلمان ہو بلکہ وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے شامل ہو کر اہل تقویٰ قرار پائے اور اس کا شمار متقیوں میں سے ہو، گویا مولانا بلسان حال عرض فرما ہیں۔

سکوت چھایا ہے انسانیت کی قدروں پر
یہی ہے موقع اظہار آؤ سچ بولیں

مولانا امرتسری کا عقیدہ و مذہب

مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں:

"میں خود کن معنی میں اہل حدیث ہوں، میرا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ میں خدا اور رسول کے کلام کو سند اور حجت شرعیہ مانتا ہوں، ان کے سوا کسی ایک یا کئی اشخاص کا قول یا فعل حجت شرعیہ نہیں جانتا" (ص ۵٦ ایضاً)

مولانا! آپ نے اپنے عقیدہ و مذہب کے بارے میں کوئی نئی بات نہیں کہی ہے تمام غیر مقلدین کا یہی عقیدہ ہے، سب کا یہی عقیدہ ہے کہ اجماع حجت نہیں

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

البتہ ذرا آپ یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ جن کو خود رسول اللہؐ نے حجت قرار دیا ہو اور ان کی سنت و طریقہ کو لازم پکڑنے کی بایں الفاظ تاکید کی ہو۔ **علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین** ان کے قول و فعل کو آپ کیوں حجت نہیں تسلیم کریں گے کیا یہ فرمان رسول کا انکار نہیں ہے نیز آنحضورؐ کا ارشاد ہے کہ میری امت ضلالت پر جمع نہیں ہو سکتی تو پھر آپ اجماع کا کس دلیل سے انکار کریں گے۔ نیز جو قرآن میں **فاعتبروا یا اولی الابصار** فرمایا گیا ہے۔ اس کا مطلب اگر آپ کے نزدیک قیاس نہیں ہے تو کیا ہے، آخر آپ قیاس کا انکار کر کے قرآن کا انکار کرنے والے نہیں ہوں گے؟، نیز جن احادیث سے قیاس ثابت ہوتا ہے، کیا آپ ان احادیث کا انکار

کر کے قیاس کے حجت شرعیہ کا انکار کریں گے۔ دیکھئے مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کیا لکھتے ہیں سنئے گا۔ مولانا مبارکپوری محدث قیاس وصحیح حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔

صحیح حدیث سے مشروعیۃ قیاس کی دلیل

ترمزی کی روایت ہے:

عن ابن عباس جاء ت امرأة الی النبیﷺ فقالت ان اختی ماتت و علیها صوم شهرین متتابعین، قال: ارأیت لو کان علی اختک دین اکنت تقضینه قالت نعم قال فحق الله احق۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک عورت نے آ کر عرض کیا کہ میری بہن کا انتقال ہو چکا ہے اور اس پر دو ماہ کے مسلسل روزے باقی رہ گئے ہیں (میں اس کیلئے کیا کروں؟) تو آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ یہ بتلاؤ کہ اگر تمہاری بہن پر کوئی قرض ہوتا تو تم اس کو ادا کرتیں یا نہیں، اس نے کہا میں اس کو ادا کرتی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا حق زیادہ اس لائق ہے کہ تم اس کو ادا کرو۔

اس حدیث میں آنحضور اکرم ﷺ نے اللہ کے حق کو بندوں کے حق پر قیاس کر کے اس عورت کو مسئلہ سمجھایا ہے۔

اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ قیاس شرعی ایک اصل ہے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آنحضور ﷺ نے بوقت ضرورت خود اس اصل پر عمل کیا ہے، تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ چونکہ قیاس کرنا خود آنحضورؐ کا فعل ہے، اس وجہ سے قیاس کرنا جائز ہے، چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ جو قیاس کا منکر ہے وہ ایک جائز اور مشروع عمل کا منکر ہے جو گمراہی ہے اور پانچویں بات یہ معلوم ہوئی کہ جو یہ کہتا ہے کہ قیاس کرنا شیطان کا کام تھا وہ جناب نبوت کا گستاخ ہے اس کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے، چھٹی بات یہ معلوم ہوئی کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں شرعی اصول صرف دو ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ قیاس اور اجماع کوئی چیز نہیں ہے،

ان کا یہ اصول درست نہیں ہے بلکہ ایک اصل شرعی قیاس بھی ہے۔

اس حدیث کی شرح میں مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری محدث لکھتے ہیں۔

فیه مشروعیة القیاس وضرب الامثال لیکون اوضح واوقع فی نفس السامع واقرب الی سرعة فهمه.

(تحفہ ج۲ص۴۳)

یعنی اس حدیث سے قیاس کی مشروعیت ثابت ہے اور یہ کہ مثالوں کا بیان کرنا بھی مشروع ہے، اس وجہ سے کہ اس کے ذریعہ بات خوب واضح اور سننے والے کے دل میں خوب جاگزیں ہو جاتی ہے اور اس کو خوب سمجھ میں آ جاتی ہے۔

میرے خیال میں گروہ غیر مقلدین میں آہ واہ مچنا شروع ہو گیا ہوگا کہ لو وہ قیاس جس کی تردید میں ہمارے باپ دادوں نے موٹی موٹی کتابیں تالیف کیں ہیں اور جس کو وہ ہمیشہ حرام ناجائز وشیطانی عمل بتلاتے رہے وہی قیاس حدیث اور وہ بھی صحیح (امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ابن عباس کی یہ حدیث حسن اور صحیح ہے) سے ثابت اور مشروع ہورہا ہے اور خود مبارکپور کا ہمارا وہ زبردست محدث اس کی مشروعیت پر اسی حدیث ابن عباس سے استدلال کررہا ہے، جس نے غیر مقلدیت کی آن بان کو بڑی حد تک باقی رکھا تھا، اور ہم مقلدین پر حملہ کرنے کے لئے اسی کی کتابوں سے اسلحہ مہیا کرتے تھے، اور مقلدین کے حملوں سے بچنے کے لئے اسی کی کتابوں میں پناہ لیتے تھے۔

ہائے یہ کیا ہو گیا، ہائے محدث مبارکپوری صاحب آپ نے یہ کیا کر دیا آپ تو علامہ تھے، بڑی بڑی حدیثوں کی آپ نے ٹانگ توڑ دی ہے، ان کا بخیہ ادھیڑ دیا ہے، کتنی صحیح حدیثوں کو آپ نے اپنی محدثانہ مہارت اور عالمانہ قابلیت سے ضعیف اور غلط قرار دیا ہے، کیا ہو جاتا اگر اس صحیح حدیث پر بھی آپ اپنی علمیت اپنی ذہانت اور اپنی محدثیت کا ایک اور نشتر چلا دیتے اور اس حدیث کی صحت کو مبدل بضعف کر

دیتے یہ تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

اب ہم کیا کریں، ہائے ہم رسوا ہورہے ہیں، آپ نے بھی ہماری رسوائی ہی کا سامان مہیا کیا، ہائے، ہائے، ہائے۔

قبلہ دیں مددے　　کعبہ ایماں مددے

ابن قیم مددے　　قاضی شوکاں مددے

بیعت میں سنت کیا ہے

مولانا مبارکپوری کی ہدایت:

آپ نے اس سے پہلے اسی کتاب سے معلوم کیا کہ غیر مقلدین کے اکابر پیری مریدی کیا کرتے تھے، بیعت وارشاد ان کا مشغلہ تھا، میاں نذیر حسین دہلوی اور بھوپالی صاحب کا پورا خاندان اسی طرح دیگر اہلحدیث خانوادے پیری مریدی کے قائل تھے۔

اب یہ ہے کہ بیعت کا کیا طریقہ ہو، تو یہ طریقہ مولانا مبارکپوری محدث بتلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

اعلم ان السنة ان تكون بيعة ان تكون بيعة الرجال بالمصافحة　　(تحفہ ج۲ص۳۵۹)

یعنی تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسنون اور سنت طریقہ یہ ہے کہ مردوں کی بیعت بطریق مصافحہ ہو۔

کہاں ہیں بیعت وسلوک کے منکرین، سنیں مبارکپوری صاحب کیا فرمارہے ہیں؟

چمن تو برق حوادث سے ہو گیا محفوظ

میری بلا سے اگر میرا آشیاں نہ رہا

اگر کوئی صحیح حدیث قواعد قطعیہ کے مخالف ہے تو وہ نا قابل التفات ہے

اس مسئلہ میں کہ بلا اجازت مسلمانوں کا مال استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں دو طرح کی حدیثیں ہیں، بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا اجازت کسی مسلمان کا مال لینا حرام ہے، اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عندالضرورت اگر ارادہ تعدی کا نہ ہو تو جائز ہے۔ اور جواز و عدم جواز دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

اسی مسئلہ کے ضمن میں مولانا مبارکپوری حافظ ابن حجر کے اس کلام کو نقل کرتے ہیں اور بزبان خاموش ان کی تائید بھی کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ جواز والی احادیث قواعد قطعیہ کے خلاف ہیں اس وجہ سے ان پر عمل نہیں ہوگا اور نہ ان کی طرف التفات ہوگا۔

وبانه معارض للقواعد القطعية في تحريم مال المسلم بغير اذنه فلا يلتفت اليه (ج۲ص۲۶۴ تحفہ)

یعنی چونکہ جواز والی حدیث ''مال مسلم کو بلا اس کی اجازت لینا حرام ہے'' اس قطعی اصول و قاعدہ کی معارض ہے، اس وجہ سے (اگر چہ وہ صحیح ہے مگر) وہ نا قابل التفات ہے۔

غیر مقلدین کے محدث مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے اس قاعدہ کی تائید ہی میں حافظ ابن حجر کا یہ کلام نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ''یہ قطعی قاعدہ'' کیا اللہ اور اس کے رسول کا فرمودہ اور وضع کردہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں آپ صحیح حدیث کو چھوڑ دیں گے؟ اور جب آپ کا بھی قاعدہ اور اصل یہی ہے کہ قواعد قطعیہ کے مقابلہ میں جزئیات کو بتلانے والی صحیح حدیثوں کو اسلئے چھوڑا جا سکتا ہے تا کہ قاعدہ کلیہ قطعیہ پر حرف نہ آئے اور ان جزئیات کی وجہ سے اس کی کلیت متاثر نہ ہو۔

تو پھر آپ کس منہ سے دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں اگر ان دوسروں کے

یہاں بھی یہی اصول اور قاعدہ ہو کہ

''قواعد کلیہ کے مقابلہ میں جزئیات کو ترک کر دیا جائے گا''

اگر کوئی دوسرا یہ اصول وضع کرتا ہے تو وہ مخالف کتاب وسنت ہونے کا طعنہ آپ لوگوں ہی سے سنتا ہے۔

اور اگر آپ خود یہ اصول وضع کرتے ہیں، تو آپ اہل توحید وایمان اور اہل سنت و جماعت اور اہلحدیث قرار پاتے ہیں۔

ظلم ہم پر ذرا سمجھ کے کرو
اے بتو بندۂ خدا ہیں ہم

غیر مقلدین کا تعارف مولانا محمد جونا گڑھی کے قلم سے

مولانا محمد جونا گڑھی جماعت اہلحدیث کے پیشوا اور اس جماعت کی ایک مؤقر شخصیت کا نام ہے، ان کا درج ذیل بیان جو انہوں نے بڑے دکھی دل سے تحریر کیا ہے آپ بھی ملاحظہ فرمالیں اسی سے معلوم ہو جائے گا کہ غیر مقلدین کا تعارف اس زمانہ میں کیا ہے، مولانا جونا گڑھی اپنے رسالہ ''ہدایۃ محمدی ص۲،۳'' میں فرماتے ہیں۔

مجھے معاف رکھا جائے اگر میں کھلے الفاظ میں کہہ دوں کہ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کا اسلام اور تھا اور ہمارا اور ہے[1] اگر وہ کامل مسلمان تھے تو ضرور ہمارے اسلام میں نقصان ہے[2] اور بھائی اگر ہم باوجود ان ڈھنگوں کے کامل مسلمان ہیں تو وہ اسی اسلام سے یقیناً بہت دور بلکہ محروم تھے[3] ہمارے زمانہ میں صرف قرآن وحدیث کا نام رہ گیا ہے[4] عمل کیلئے اور چیز ہے اور

---

[1] بے شک [2] ہم آپ کے اس اعتراف پر آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ [3] نہیں وہ نہیں آپ اور صرف آپ اسلام کی دولت سے محروم ہیں ورنہ توسل بالاموات آپ کے یہاں کیوں جائز ہوتا، اور یا علی، یا شیخ اور یا مدار کا نعرہ کیوں مباح ہوتا۔ [4] مرثیہ پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں آپ غیر مقلدین آج سے قرآن وحدیث پر عمل کرنا شروع کر دیں، مرثیہ پڑھنا اور نوحہ کرنا شیعوں کا کام ہے۔

ترک کیلئے اور چیزا...... نبذفریق اکتاب اللہ وراء ظھورھم کے پورے مصداق ہم بن گئے ہیں''۲

یہ ''ہم''، ہم جو جوناگڑھی صاحب فرما رہے ہیں، ظاہر ہے کہ اس کا اول مصداق تو یہی فرقہ غیر مقلدین ہے پھر بعد میں کوئی دوسرا اس ''ہم'' سے مراد ہوگا۔

مولانا جوناگڑھی کا یہ تعارف بڑا جامع ہے، اہلحدیثوں کے لئے ایک آئینہ ہے اس میں اہلحدیث صبح شام روزانہ اپنا منہ دیکھ لیا کریں اور خدا توفیق دے تو اصلاح حال کی کوشش کریں۔

اہلحدیث کے حق پر ہونے کی دلیل

مولانا جوناگڑھی فرماتے ہیں:

''میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کو بطور نمونہ آپ کے حنفی مذہب کی معتبر کتابوں کا صحیح فوٹو دکھانے کیلئے ان فقہ کی کتابوں میں سے صرف ایک کتاب کے چند مسائل سناؤں.......... میرا خیال ہے کہ مضمون مندرجہ ذیل کو دیکھ کر آپ کو قطعاً یقین ہو جائے گا کہ اہلحدیث حق پر ہیں'' (ہدایت محمدی ص ۴)

(۱) اہل حدیث کے حق پر ہونے کی یہ دلیل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی کس ایت وحدیث میں وارد ہوئی ہے۔

(۲) یہ دلیل آپ کی قیاسی ہے یا قطعی، اگر قطعی ہے تو اس کی قطعیت کتاب و سنت سے ثابت کیجئے اور اگر قیاسی ہے تو قیاس کرنا آپ کے یہاں حرام ہے کیا اسی حرام دلیل سے آپ اپنی جماعت کی حقانیت ثابت کریں گے۔

(۳) یہ اگر دلیل قطعی نہیں ہے اور یقیناً قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے تو کیا ظنیات سے بھی آپ کے مذہب میں یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔

۱ پھر بھی آپ اہلحدیث ہی ہیں ۲ یہ سب عدم تقلید کا کرشمہ ہے، نہ ''یہ'' کرتے نہ ''وہ'' ہوتے۔

(۴) کیا اسی دلیل سے آپ کے مذہب کے بطلان کو کوئی ثابت کردے تو آپ اسے تسلیم کریں گے اور دوسرے کے مذہب کے حق ہونے کا اقرار کرلیں گے۔

جماعت اہلحدیث کی بہت معتبر کتاب "نزل الابرار من فقه النبی المختار" کے درج ذیل مسائل پر غور کر کے بتلایئے کہ ان کا ثبوت قرآن کی کس آیت یا آنحضورؐ کی کس حدیث سے ہے۔

(۱) خلفائے راشدین کو گالیاں دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا ج۲ص۳۱۸

(۲) ولید، معاویہ، عمرو مغیرہ، سمرہ فاسق ہیں، ج۳ص۹۴
(یہ سب صحابہ کرام ہیں رضی اللہ عنہم)

(۳) خدائے تعالیٰ جس شکل میں چاہے تجلی فرما سکتا ہے ج۱ص۳

(۴) زندہ اور مردہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے ج۱ص۵

(۵) صحیح یہ ہے کہ شراب ناپاک نہیں ہے ج۱ص۱۹

(۶) مرد عورت ننگے ہو کر شرم گاہ ملائیں تو وضو نہیں ٹوٹتا ج۱ص۱۶

(۷) اگر انگلی پاخانہ کی جگہ داخل کی تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ج۱ص۲۰

(۸) اگر لوہے اور لکڑی کا ذکر اندر غائب ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ج۱ص۲۰

(۹) قرآن پاک پر غلاف ہو تو سر کے نیچے یا پیٹھ کے پیچھے رکھ لینا مکروہ نہیں ہے
ج۱ص۲۷

(۱۰) کتے کا پیشاب اور پاخانہ بھی پاک ہے۔ ج۱ص۵۰

(۱۱) ساس کا بوسہ لیا اس کو کاٹا گلے لگایا بلکہ اس سے صحبت بھی کی تو نکاح قائم رہا
ج۲ص۲۸

(۱۲) شراب پینے والے کا جھوٹا ہر حال میں پاک ہے چاہے شراب پیتے ہی فوراً جھوٹا کردے۔ ج۱ص۳۱

(۱۳) حالت اعتکاف میں بغیر شہوت مباشرت کی تو کوئی مضائقہ نہیں ج۱ص۲۳۸

(۱۴) اگر نمازی کی زبان سے ''ہاں'' یا ''البتہ'' یا ''نہیں'' نکل گیا تو نماز نہیں ٹوٹتی ج ا ص ۳۴

(۱۵) اگر کیچڑ میں پانی غائب ہو تو اس سے تیمّم جائز نہیں ج ا ص ۳۴

یہ چند مسائل بطور نمونہ کے ہیں، میرے پاس اس قسم کے دو سو مسائل ہیں جن کو ذکر کرتے ہوئے شرم وحیا مانع ہے۔ غیر مقلدین ان دو سو کی نہیں صرف ان پندرہ مسائل کی کتاب وسنت سے دلیل پیش کر دیں۔

کتنے شرم وحیاء اور بے غیرتی اور بد دینی کی بات ہے کہ ان مسائل کو اللہ کے رسول ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور ان کا نام ''فقہ النبی المختار'' رکھا گیا ہے۔

من کذب علی متعمدا کی حدیث کو ان غیر مقلدوں نے بالکل ہی نظر انداز کر دیا ہے، مولانا محمد جونا گڑھی کو صرف ہدایہ یاد آتی ہے اور ان کی میٹھی میٹھی نظر درمختار پر پڑتی ہے[1] اور ان کو اپنی آنکھوں کا شہتیر نظر نہیں آتا بہر حال تمام غیر مقلدین اور مولانا محمد جونا گڑی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ:

یہ برق و باد کا طوفان تو سازوسامان ہے
ہمارے جذبہ تعمیر آشیاں کے لئے

غیر مقلدین المعروف باہل الحدیث یہ بھی سن لیں۔

یہ وہ لمحہ ہے کہ اب بھی نہ اگر ہوش آیا
موت کو سامنے پاؤ گے جدھر جاؤ گے

پہلے اپنے گھر کی حفاظت کر کے دوسروں کے گھروں پر سنگساری کرنی چاہئے فقہ النبی المختار کے ان مسائل کو دیکھ کر یقیناً غیر مقلدین کہتے ہوں گے۔

ہائے کیسے بن گئے تصویر خزاں کی!
آئے تھے گلستان میں بہاروں کی طرح ہم

---

[1] مولانا کی ایک کتاب کا نام ہے ''مختار پر میٹھی نظر''۔

ہم محمدی توڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں

مولانا محمد جونا گڑھی بڑے فخر سے لکھتے ہیں:

''ہم محمدی توڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں ان فقہ کی کتابوں کا کوئی اعتبار نہیں'' (ہدایت محمدی ص ۱۷)

آپ محمدی تو اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں، مثلاً آپ محمدی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے موٹے موٹے کھلے کھلے روزمرہ کے مسائل میں غلطیاں کی ہیں آپ محمدی تو یہ بھی کہتے ہیں کہ خطبہ جمعہ میں خلفائے راشدین کا نام لینا بدعت ہے آپ محمدی تو یہ بھی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیث یاد تھیں، آپ محمدی تو یہ بھی کہتے ہیں کہ شراب پینے والے کا جھوٹا پاک ہے، آپ محمدی تو کتے کا پیشاب پاخانہ بھی جائز بتلاتے ہیں۔

اور یہ سب آپ محمدی ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں تو بھائی آپ کے چاند پر تھوکنے سے چاند گدلا تو ہو نہیں جائے گا، نہ کتے کا بھونکنا سورج کو بے نور کرے گا، کہئے ڈنکے کی چوٹ کہئے مگر یہ بتلایئے کہ وہ جو آپ کے شیخ الکل فی الکل تھے۔ یعنی وہی میاں نذیر صاحب دہلوی انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اسی ہدایہ کو پڑھنے پڑھانے میں گذار دیا جس ہدایہ سے آپ نے سو مسئلے بطور نمونے یہاں یہ بتلانے کے لئے پیش کئے ہیں کہ یہ سب کتاب وسنت کے خلاف ہیں آخر ان میاں صاحب کو اس فقہ کو پڑھنے پڑھانے کی کیا ضرورت تھی اور جو فتاویٰ نذیریہ کی تین جلدیں اسی فقہ کے مسائل سے پر ہیں آخر یہ بیہودہ کام میاں صاحب نے اور مولانا مبارکپوری نے کیوں انجام دیا؟

اور پھر آپ محمدی ہیں کہ احمدی، موحد ہیں کہ وہابی، غیر مقلد ہیں کہ اہلسنت، سلفی ہیں کہ اثری یا اہلحدیث؟

یہ متعدد نام جو آپ نے اپنا رکھے ہیں یہ کیوں، دل میں کچھ چور تو نہیں ہے یہ کسی اہل حق جماعت کا شیوہ تو نہیں ہے کہ وہ نام رکھنے کا یہ بیہودہ طریقہ اختیار کرے۔

یہ بھی پہچان ہے ایک نئے ذہن کی
ہر ادا، ہر سخن تاجروں کی طرح

حنفی اور اہلحدیث اصولاً ایک ہیں

مولانا محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں:

"ملک ہند کے سنی مسلمانوں کے یہ دو بڑے بڑے فریق یعنی حنفی اور اہلحدیث تو متفق ہو جائیں جو اصولاً قریب قریب ایک ہیں[1] ہاں البتہ بعض فروعات میں اختلاف ہے" (ص ۲ دلائل محمدی)

سن لیں غیر مقلدین اپنے اس بڑے عالم کا یہ فرمان کہ حنفی اور اہلحدیث اصولاً قریب قریب ایک ہیں ہاں البتہ بعض فروعات میں اختلاف ہے۔

جب حنفی اور اہلحدیث کا اصول تقریباً ایک ہی ہے تو پھر محض چند جزئیاتی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے مقلدین کو مشرک کہنا اور تقلید کو شرک بتلانا گمراہی اور ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے، اور ان کے رد میں کتابوں پر کتابیں لکھنا بے شرمی نہیں تو کیا ہے اور فقہ کے خلاف بدزبانیاں کرنا حماقت نہیں تو کیا ہے۔

یہاں پر بڑی خوبصورتی اور چالاکی سے مولانا جونا گڑھی اہلحدیث کو بھی سنی مسلمانوں کا ایک بڑا فریق ثابت کر رہے ہیں اگر ہم ان کے لحاظ میں اہلحدیث فرقہ کو سنی فرقہ تسلیم بھی کر لیں تو بھی یہ بات قطعاً نا قابل تسلیم ہے کہ وہ فرقہ اہلسنت کا ہندوستان میں کوئی بڑا فرقہ ہے۔

اہلحدیث جماعت دال میں نمک کی طرح ہے اور اب کے اہلحدیث کو تو اہلسنت میں سے تسلیم کرنا بھی مشکل ہے، اسلاف امت کی شان میں بدزبانیاں کرنے والوں کو اہلسنت کہنا اور اہلسنت سمجھنا کسی باغیرت مسلمان کیلئے بہت

---

[1] یہ جونا گڑھی صاحب جو یہاں یہ فرماتے ہیں کہ محمدی اور حنفی اصولاً تقریباً ایک ہی ہیں صرف بعض فروعات میں اختلاف ہے، اپنی کتاب "درمحمدی" میں لکھتے ہیں "حنفیوں اور محمدیوں میں بہت بڑا فرق ہے" علاوہ فروعی مسائل کے اختلاف کے اصول اختلاف جو فریقین کے درمیان سدسکندری کی طرح حائل ہے وہ یہ ہے (درمحمدی ص ۲) پھر سدسکندری والا اختلاف لکھا ہے: اب ناظرین غور کریں کہ یہ غیر مقلدین کتنے بڑے قوال ہیں، ان کی قوالیوں کا آہنگ وصوت اور نغمہ وراگ حسب موقع بدلتا رہتا ہے، جو ایک ماہر قوال کی علامت ہوتی ہے۔

مشکل ہے، رواداری اور مصالحت کی ایک حد ہے اور اس حد کو طائفہ غیر مقلدین پار کر چکا ہے، اسلئے ان کے اہلسنت اور اہلحدیث سمجھنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں خواہ یہ فرقہ منکرین حدیث کی طرح اپنا جو چاہے نام رکھ لے اور قادیانیوں کی طرح اپنے کو احمدی کے بجائے محمدی کہے، مگر پاخانہ پر ورق زریں چڑھا دینے سے پاخانہ کی حقیقت تو نہیں بدلتی وہ نجس کا نجس ہی رہے گا۔

چاروں ائمہ کی عزت

مولانا محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں:

ہم اہلحدیث بزرگان دین کی عموماً اور چاروں اماموں کی خصوصاًتہ دل سے عزت کرتے ہیں۔ عقیدہ محمدی ص ۴

آپ اہلحدیث تو جتنی ان ائمہ اربعہ کی عزت کرتے ہیں وہ تو اظہر من الشّمس ہے اور آپ حضرات کی کتابوں سے واضح ہے۔

رہا بزرگان دین کی عزت کا معاملہ تو وہ سن لیجئے کہ آپ لوگوں کا طبقہ ان کی کیسی عزت کرتا ہے۔

شیخ ابن عربی کو بزرگان دین میں جو مقام حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ان کے بارے میں ایک غیر مقلد لکھتا ہے:

ابن عربی صوفی اپنی تصوف کی گمراہ کن کتاب فصوص الحکم وغیرہ میں حلاج کی عظمت کا بہت تذکرہ کرتے ہیں۔

(فضیحت تنگ ص ۱۷۸)

دیکھا آپ نے بزرگوں کی تعظیم کا انداز، یہی غیر مقلد لکھتا ہے:

خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی، علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری ہندوستانی حنفی تصوف کے سرتاج ہیں۔ (ایضاً ص ۱۸)

دیکھئے ان بزرگوں کی کیسی تعظیم کی جارہی ہے۔ یہی غیر مقلد لکھتا ہے:

حضرت جنید بغدادی کے شاگرد اور مرید شبلی نے بھی انہیں حلاج کو اپنا ساتھی قرار دیا ص ۱۸۰

یہ بھی تعظیم کا انوکھا انداز ہے۔

اسی غیر مقلد نے اپنی کتاب میں شیخ نظام الدین اولیاء مجدد الف ثانی شیخ ابو اسماعیل ہروی رحمہم اللہ کے بارے میں ایک ایک کا نام لیکر بدزبانی کی ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں لکھتا ہے۔

اور غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے مصنف شیخ عبدالقادر جیلانی اس نظریہ کے جھنڈے اٹھائے پھر رہے ہیں''

(ایضا ص ۱۸۵)

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی کیسی عظمت وتوقیر کی جارہی ہے۔ غرض ان غیر مقلدوں کی زبان کچھ اور ہوتی ہے عمل کچھ اور ہوتا ہے۔

''کہنے کی زباں اور ہے کرنے کی زباں اور''

یہ پکے تقیہ باز اور منافق ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ بزرگوں کے دربار میں ان کا گزر نہیں، اور نہ ان کی زبان پر اخلاص سے بزرگوں کا تذکرہ کبھی آتا ہے۔ اللہ والوں کی عداوت اور بغض نے ان کا دل سیاہ کردیا ہے۔

آنحضور ﷺ کے روضہ کی زیارت

مولانا محمد جوناگڑھی لکھتے ہیں:

ہم آپ کے روضہ مبارک کی زیارت کو مسنون اور کار ثواب جانتے ہیں۔ (ص ۵ عقیدہ محمدی)

شد رحال کے ساتھ یا بغیر شد رحال کے؟

شد رحال کے ساتھ تو غیر مقلدوں کے عقیدہ میں شرک ہے، اور بغیر شد رحال کے آپ مدینہ منورہ شریف آنحضور کے روضہ کی زیارت کو جائیں گے کیسے؟

مولانا! توریہ سے کام نہ لیں صاف لکھیں کہ یہ روضہ مبارک کی زیارت شدر حال کے ساتھ مسنون ہے کہ بغیر شدر حال کے، یا آپ کو کوئی فرشتہ اور جنات اٹھا کر لے جائے گا۔

ایمان نام ہے قول، فعل، عقیدے کا

فرماتے ہیں مولانا جونا گڑھی صاحب:

ایمان نام ہے قول فعل عقیدے کا (ص ۶ ایضاً)

یعنی کیا مطلب ہے؟

اگر ان تینوں میں سے کوئی ایک نہ ہو تو نفس ایمان ختم ہو جائے گا یا باقی رہے گا؟ اور کلمہ پڑھنے والا جس نے دل سے کلمہ پڑھا ہو کسی عمل کے چھوڑنے پر مسلمان باقی رہے گا یا نہیں؟ تفصیل فرما کر اپنے اس عقیدہ کو اس پرفٹ کیجئے۔

ہم عبدالوہاب نجدی اور نہ کسی زندے مردے کے مقلد ہیں

یہی جونا گڑھی صاحب فرماتے ہیں:

ہم عبدالوہاب نجدی کے مقلد نہیں نہ کسی اور زندے مردے کے

(ص ۶ عقیدہ محمدی)

ذرا زبان کی شیرینی ملاحظہ کیجئے اور ان کے دل میں جھانک کر دیکھئے اس عبارت کے انداز ہی سے تقلید اور مقلدین سے نفرت کی بو آ رہی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر آپ مقلد ہوتے تو آپ کا نام غیر مقلد کیوں پڑتا غیر مقلد ہونے کا تو مطلب یہی ہے کہ آپ کو زندہ مردہ کسی سے کوئی نسبت نہیں ہے، جب ہی تو آپ کا شمار فرقہ شاذہ میں سے ہے۔

آپ جس حقارت سے ''عبدالوہاب نجدی'' کہہ کر جس شخصیت کا صحیح نام بھی نہیں لے پا رہے ہیں اگر آپ زندہ ہوتے تو یہ بھی تماشا دیکھتے کہ آپ کی جماعت

کا ہر غیر مقلد آج ان کو شیخ الاسلام والمسلمین کہتا ہے اور اس کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ اللہ رسول اگر چہ چھوٹ جائیں مگر اس ''عبدالوہاب نجدی'' کا دامن اس سے نہ چھوٹے۔

آبرو شرط ہے انساں کیلئے دنیا میں
نہ رہی آب جو باقی تو گوہر ہے پتھر

ہم محمدی ہیں ہم اہلحدیث ہیں

مولانا محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں:

ہم جناب پیغمبر خدا علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں یعنی ہم محمدی ہیں.......... ہم صرف قرآن وحدیث کو قابل اتباع جانتے ہیں اور قرآن کو بھی حدیث کہا گیا ہے اسلئے ہم اہلحدیث ہیں۔

(ص ۶ عقیدہ محمدی)

قرآن کو جہاں حدیث کہا گیا ہے وہ آیت پیش کیجئے، قرآن میں ہے۔ اللہ نزل احسن الحدیث۔ قرآن کو احسن الحدیث کہا گیا ہے اس لئے آپ کا صحیح نام اہل احسن الحدیث ہونا چاہئے، اور پھر جب قرآن کو بقول آپ کے حدیث کہا گیا ہے تو اپنا نام اہل قرآن رکھتے ہوئے کیوں شرم آرہی ہے۔

رکھ لیجئے جو چاہے اپنا نام قادیانی بھی اپنے کو احمدی کہتے ہیں، آپ محمدی ہیں اور وہ احمدی۔

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

جہاں پر حدیث کا لفظ آپ نے دیکھا ہے اسی آیات میں قرآن کو کتابا متشابھا بھی کہا گیا ہے، تو آخر آپ کا نام ''اہل الکتاب المتشابہ'' کیوں نہ ہو اس نام سے کیوں آپ کو حیادامنگیر ہے۔

اگر نام رکھنا ہی کسی جماعت کی حقانیت کی دلیل ہے تو پھر سب سے بڑی

حقانی جماعت معتزلہ کی ہوگی وہ اپنے کو "اصحاب العدل والتوحید" کہتے ہیں۔

نام جو چاہے رکھ لو تمہارے منہ میں زبان ہے ہاتھ میں قلم ہے۔ دماغ میں ہوس ہے، نفس میں طمع ہے، قلب میں زعم و پندار ہے مگر یاد رکھو۔

نہ جس میں سوز ایمانی نہ جس میں روح قرآنی
مسلمانوں کو ایسی زندگی راس آ نہیں سکتی

حضرت ابوبکر اور خلفائے راشدین کی شان میں مولانا محمد جونا گڑھی کی گستاخی

مولانا محمد جونا گڑھی جن کے دل میں عشق محمدی اور اتباع سنت کی آگ لگی ہوئی ہے اور جس کی گرمی سے ان کا دماغ پاگل ہو گیا ہے۔ انہوں نے حضرت عمر کی شان میں یہ گستاخی کی تھی کہ ان کے بارے میں لکھا تھا حضرت عمر موٹے موٹے مسائل اور روزمرہ کے مسائل میں موٹی موٹی غلطیاں کرتے تھے۔ (طریق محمدی ص ۴۱)

اب یہی عشق نبی کے متوالے صاحب حضرت ابوبکر کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

"برادران حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی مرتضیٰ قطعاً اپنی اپنی خلافت کے زمانہ میں دونوں معنی کے لحاظ سے اولی الامر تھے لیکن باوجود اس کے نہ تو کسی صحابی نے ان کی تقلید کی نہ کوئی ان کی طرف منسوب ہوا، بلکہ ان کے اقوال کی خلاف ورزی کی جبکہ وہ فرمان رسول کیخلاف نظر آئے"

ناظرین اس عبارت میں غور فرمائیں یہ غیر مقلد عالم جنون کی کس حد تک پہونچ چکا ہے، یعنی اس عبارت کا حاصل یہی تو ہوا کہ خلفائے راشدین معاذ اللہ فرمان خدا و فرمان رسول کی مخالفت کرتے تھے اور جب وہ فرمان خدا و فرمان رسول کی مخالفت کرتے تھے تو صحابہ کرام ان کی مخالفت کرتے تھے، کیا یہ کلام کسی صحیح العقیدہ سنی مسلمان کا ہو سکتا ہے؟ کیا اس کلام میں شیعیت کی روح نہیں بول رہی ہے۔

پھر یہ جونا گڑھی مولوی اس کے آگے جو کچھ لکھتا ہے اس میں حضرت صدیق اکبر کی ذات گرامی پر حملہ اور نہایت ہی ناروا حملہ ہے، وہ اس بات کی مثال میں کہ جب خلفاء راشدین فرمان خدا وفرمان رسول کی مخالفت کیا کرتے تھے تو صحابہ کرام ان کی بات نہیں مانتے تھے اور خلفاء راشدین کی مخالفت کرتے تھے۔ یوں لب کشا ہے:

"مرتدوں کی قیدی عورتوں کو حضرت ابوبکرؓ نے لونڈیاں بنائیں لیکن حضرت عمر نے اس کے خلاف کیا (پہلی مثال)

لڑ کر فتح کی ہوئی زمین حضرت ابوبکرؓ نے تقسیم کی لیکن حضرت عمر نے نہیں کی۔ (یہ دوسری مثال)

انعام کی برابری حضرت ابوبکر کے نزدیک تھی لیکن حضرت عمر نے زیادتی کی۔ (تیسری مثال)

حضرت ابوبکر نے اپنے بعد خلیفہ نامزد کیا لیکن حضرت عمر نے نہیں کیا۔ (چوتھی مثال)

پھر اس کے بعد جونا گڑھی صاحب فرماتے ہیں اور بھی بہت سے واقعات اور بہت سی مثالیں ہیں، (طریق محمدی ص ۱۴۴ ص ۱۴۳)

ناظرین کرام اور بہت سی مثالوں اور واقعات کو تو بعد میں دیکھئے گا یہاں یہ دیکھئے ان چاروں مثالوں سے یہ غیر مقلد صاحب جو ما بلبلان نالاں کی قوالی بہت گاتے ہیں اور جن کے قلب میں اتباع رسول کا شعلہ بھڑکا ہوا ہے۔ کیا ثابت کر رہے ہیں یہی نا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اگرچہ خلیفہ راشد تھے مگر چونکہ ان چاروں جگہوں میں انہوں نے فرمان خدا اور فرمان رسول کی مخالفت کی تھی اس وجہ سے حضرت عمر نے ان جگہوں پر حضرت ابوبکر کی تقلید نہیں کی۔

کس مسلمان کا کلیجہ اتنا مضبوط ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یار غار نبی کے بارے میں اس بے ہودہ کلام کو سن کر بھی اس کے سینہ سے باہر نہیں ہوگا۔

معلوم نہیں ان غیر مقلدین کی عقل وخرد کہاں چرنے چلی گئی ہے کہ جس کے بارے میں جو چاہے کہہ ڈالتے ہیں اور پھر بھی بے غیرتی کا عالم یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کو پکا اہلسنت بھی کہتے ہیں، اللہ رے ہوس

نمی دانم حدیث نامہ چون ست
ہمی بینم کے عنوانش بخون ست

کسی نے انہیں مدعیان کتاب وسنت اور مابلبلان نالاں والوں کے بارے میں کہا ہے:

خرد کی فتنہ کاری سے پریشاں ہو کے اے راسخ
لہو روئے گی آخر چشم انساں ہم نہ کہتے تھے

گمراہی کی دعوت

مولانا محمد جونا گڑھی کا یہ فرمان عالیشان بھی قارئین ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں: گڑھی

جب ہمارے پاس خود قرآن وحدیث موجود ہو ہم جب خود اسے پڑھ سکتے ہوں.......... پھر کسی سے ہمیں دریافت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں'' (طریق محمدی ص ۱۳۹)

یقیناً آپ غیر مقلدوں کو کسی سے کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی مگر ہم مقلدوں کو ضرورت ہے اور شدید ضرورت ہے۔

قرآن وحدیث خود پڑھ کر قادیانی قادیانی ہو گئے، چکڑالوی چکڑالوی ہو گئے، سر سید احمد خاں نیچری ہو گئے، نیاز فتح پوری نیاز فتحپوری ہو گئے، اسلم جیراجپوری منکر حدیث ہو گئے، احمد رضا خاں بریلوی اعلحضرت ہو گئے برق جیلانی دو قرآن والے ہو گئے، اور اب خود سے قرآن حدیث پڑھ کر آپ غیر مقلد بدعقیدہ اور بددین ہو رہے ہیں۔

قرآن وحدیث کو خود سے پڑھ کر اور سلف سے بے نیاز ہو کر ضلالت و گمراہی کا ایک پورا سلسلہ ہے، اور آپ غیر مقلدین بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ مبارک ہو آپ کو اسی کڑی کا ایک ''درآبدار'' ہونا۔

''لاکھ ستارے ایک طرف ظلمت شب جہاں تہاں''

خداوالوں اور اہل حق کی تقلید بھی گمراہی ہے

مولانا محمد جوناگڑھی پر تقلید کا ہوا بری طرح سوار ہے، چنانچہ ذرا ان کا یہ کلام بھی ملاحظہ فرمائیں:

> جس طرح کی باپ دادوں کی تقلید موجب گمراہی ہے اسی طرح سادات بزرگوں کی اور اسی طرح علمائے کرام اور خداوالوں کی بھی، وہ بزرگ حق پر ہوں اور راہ یافتہ ہوں لیکن ان کی تقلید پھر بھی موجب ضلالت رہے گی'' (طریق محمدی ص ۱۱)

دیکھئے کس قدر ایمان و اسلام سے بھرا ہوا ہے یہ کلام ذی شان ''قلم چوم لینے کو جی چاہتا ہے''

اللہ والوں کی اور علمائے کرام کی تقلید اگر وہ حق پر بھی ہوں تب بھی مت کرو ان کی حق باتوں میں بھی تقلید حرام ہے، اگر وہ راہ یافتہ ہوں تب بھی ان کی تقلید حرام ہے۔

ایسا پرنور اور ایسا باوقار کلام کسی نے کب سنایا دیکھا ہوگا ذرا ان غیر مقلد صاحب سے کوئی پوچھے کہ یہ جو قرآن میں مشرکین کی تقلید آباء کے انکار کے موقع پر کہا گیا ہے۔ **اولو کان اباٴھم لایعقلون شیٴا ولایھتدون** اور **اولو کان اباٴھم لایعلمون شیٴا ولایھتدون**۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ یہی مطلب ہے کہ اگر کوئی راہ حق پر اور ہدایت یافتہ بھی ہو تو بھی اس کی راہ نہیں اختیار کی جائے گی؟۔

قرآن فہمی کا عالم تو یہ ہے اس پر دعویٰ کریں گے مجتہد ہونے کا اور شوق ہوگا غیر مقلد بننے کا، اور ہوس ہوگی اہلسنت کہلانے کی، اور زبان چلے کی قینچی کی طرح، اور

اہل حق اور مہتدین کی تقلید واتباع سے بھی استنکاف ہوگا۔

ان کو پتہ کیا ہے کہ علم کا گھمنڈ اور غرور آدمی کو کتنی پستی میں کر دیتا ہے اور بزرگوں کی شان میں گستاخیاں کیا رنگ لاتی ہیں۔؟

عقل تہی مایہ سے بدلی ہے کہیں دنیا
رخ عالم ہستی کا، دیوانے بدلتے ہیں

قیاس کا ثبوت قرآن سے

پوری زندگی جن غیر مقلدین حضرات کی قیاس کی تردید اور اس کو شیطانی فعل بتلانے وثابت کرنے میں گزر گئی اسی قیاس کے بارے میں انہیں کے مولانا اسماعیل سلفی مرحوم اسی کتاب میں جو جامعہ سلفیہ کی مطبوعہ ہے فرماتے ہیں خدا کا ارشاد ہے۔

الله الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان و هذا لمیزان قدنزل مع الکتاب ولایرادبه المیزان الذی یوذن به الاشیاء المادیة الجسمیة بل هومیزان یساعد فی فهم الکتاب والادلة الشرعیة الأخری و فی معرفة احکام النظائر والتسویة بینها فی الحکم۔ وقد سمی ذلک فی اصطلاح الفقهاء بالقیاس ولکنه فی الحقیقة میزان.

وعلی هذا لایسوغ لنا انکار القیاس وضرورته ولایصرف النظر عن حجیته وفائدته وکان الائمة والمحدثون مع اعتنائهم بظواهرا الحدیث والفاظه ومعانیه واحترامهم له یعتبرون القیاس حجة شرعیة

(الانطلاق الفکری ص ۶۲)

اگر میں صرف اس عبارت کا ترجمہ کرتا تو شاید قارئین کو یہ شبہ ہوتا کہ میں

نے صحیح مفہوم کی ادائیگی کی بھی ہے یا نہیں اسلئے مجھے اس طویل عبارت کو بدرجہ مجبوری نقل کرنا پڑا۔

اب میں اس کا خلاصہ ذکر کرتا ہوں عبارت سامنے ہونے کی وجہ سے کسی کو یہ شبہ نہ ہوگا کہ میں نے مولانا سلفی مرحوم کی عبارت کا غلط مفہوم اخذ کیا ہے، اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کی وہ ذات ہے جس نے حق کے ساتھ قرآن اور میزان اتارا، یہ میزان کتاب اللہ کیساتھ نازل ہوئی ہے، اس میزان (ترازو) سے مراد وہ میزان نہیں ہے جس سے ظاہری مادی اشیاء تولی جاتی ہیں بلکہ یہ میزان وہ چیز ہے جس سے کتاب اللہ اور دوسرے دلائل شرعیہ کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے، اس میزان سے ایک جیسے امور میں شرعی حکم معلوم کیا جاتا ہے فقہاء اسی کو قیاس کہتے ہیں لیکن حقیقت میں اس کا صحیح نام میزان ہے۔

جب بات یہ ہے تو پھر ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم قیاس اور قیاس کی ضرورت کا انکار کریں۔ قیاس کی حجیت اور اس کے فائدہ سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا ہے، ائمہ محدثین کی اگرچہ ظواہر حدیث کی طرف توجہ زیادہ تھی مگر قیاس کو بھی وہ ایک حجت شرعیہ تسلیم کرتے تھے۔

تیری آواز مکے اور مدینے

یہ ہے خلاصہ مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم کی اس عبارت کا اس سے یہ چند باتیں معلوم ہوئیں۔

پہلی بات یہ کہ قرآن کی طرح قیاس کو بھی اللہ ہی نے نازل کیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ فقہاء جس کو قیاس کہتے ہیں یہ وہی چیز ہے جس کو قرآن میں میزان کہا گیا ہے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ قیاس کا انکار کرنا اور قیاس کی ضرورت کا انکار کرنا جائز نہیں۔

یہ حق کی وہ آواز ہے جو غیر مقلدین کے وہ مولانا اسمٰعیل سلفی بلند کرنے پر مجبور ہوئے ہیں جن کا درجہ گروہ غیر مقلدین میں اس چودھویں صدی کے اخیر میں امامت کا تھا۔

اب ناظرین ان عقل کے یتیموں، دل کے مریضوں کے بارے میں فیصلہ فرمائیں جو قیاس کو حجت شرعی نہیں قرار دیتے ہیں، جو قیاس کو شیطانی عمل قرار دیتے ہیں اور جو قیاس کا مذاق اڑاتے ہیں اور جو قیاس کرنے والے پر تبرا بھیجتے ہیں۔ کیا ان کے ایمان کے باقی رہنے کی اب بھی کوئی صورت ہے؟ جب قیاس کو بقول مولانا سلفی مرحوم کے خود اللہ نے نازل کیا ہے اس کا ذکر قرآن میں ہے، اور وہ شریعت کا ایک اصول اور ضابطہ ہے اور مسائل شرعیہ دریافت کرنے کا ایک قرآنی وشرعی ذریعہ ہے تو پھر اس کے انکار کو گمراہی کے سوا اور کیا کہا جائے گا، اور گمراہ قیاس کرنے والے ہوں گے یا قیاس کے منکرین؟ قیاس کا انکار خود قرآن کا انکار نہ ہوگا؟

چٹکیاں لیتی ہے فطرت چیخ اٹھتا ہے ضمیر
کوئی کتنا ہی حقیقت سے گریزاں کیوں نہ ہو

بہر حال میں غیر مقلدین حضرات سے ان کے دین وایمان کی خاطر نہایت خلوص سے عرض کروں گا وہ اپنے اس اصول پر نظر ثانی کریں جس کو وہ بڑے طنطنے اور بڑے جوشیلے انداز سے لوگوں کے سامنے بیان کر کے ان کی ناواقفیت کا استحصال کرتے ہیں، اور اپنے پکے مومن اور سچے اہلسنت اور ہٹے کٹے اہلحدیث ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کا وہ اصول یہ ہے:

"اہلحدیث حجت شرعیہ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو مانتے ہیں"

بظاہر یہ اصول بڑا شاندار ہے مگر یہ ہے اہلسنت و جماعت کے عقیدے کے خلاف، بہت سی شاندار عمارتیں اندر سے بڑی کھوکھلی ہوتی ہیں اس بات کا احساس غیر

مقلدین کو ہونا چاہئے۔

چپ رہنا تو ہے ظلم کی تائید میں شامل
حق بات کہو جرأت اظہار نہ بیچو!

تمام صحابہ فقیہ تھے

مولانا اسماعیل سلفی غیر مقلد عالم اپنی اس کتاب الانطلاق الفکری میں یہ دعویٰ کرتے ہیں:

وکما ان الصحابة کلهم کانوا عدولا فکذالک کانوا فقهاء (ص ۲۱۸)

یعنی جس طرح تمام کے تمام صحابہ عادل تھے اسی طرح تمام کے تمام صحابہ فقیہ تھے۔

میں کہتا ہوں کہ اس دعویٰ پر کہ تمام کے تمام صحابہ فقیہ تھے کسی ایک بھی معتبر عالم کی گواہی پیش کر دیں۔

صرف زبانی جمع خرچ سے علمی میدان میں کام نہیں چلتا، اچھا اگر سب صحابہ فقیہ تھے جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں تو پھر آخر آپ غیر مقلدوں کو فقہاء سے بیر اور بیزاری کیوں رہتی ہے اور فقہ کے نام سے چڑھ کیوں ہے؟

مصلحین عظام مذہب حنفی کے پیرو تھے

مولانا اسماعیل سلفی مرحوم غیر مقلدین کے آہنی قلعہ میں ایک اور زبردست دھماکہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

کان المصلحون العظام من عصر المجدد السرهندی الیٰ عصر الشاه ولی الله واتباعه یتبعون الفقه الحنفی فی الاعمال الظاهرة. (ص ۳۷۳ الانطلاق)

یعنی حضرت مجدد سرہندی کے زمانہ سے لیکر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

اوران کے چاروں صاحبزادوں کے زمانہ تک جتنے بھی مصلحین عظام گزرے ہیں وہ سب اعمال ظاہرہ میں (یعنی نماز روزہ وغیرہ مسائل میں) فقہ حنفی کے پیرو تھے۔

اس سے اتنا تو معلوم ہو ہی گیا کہ احناف نے ہندوستان کے ہندوستانی معاشرہ میں اصلاح کے کام کرنے کا نہایت شاندار کارنامہ انجام دیا ہے جس میں ان کا کوئی سہیم وشریک نہیں تھا، اور جتنے بڑے بڑے مصلحین گزرے ہیں وہ سب حنفی تھے، اہلحدیثوں کا اس وقت کہیں وجود نہیں تھا۔

غیر مقلدیت کے وجود کی ابتداء ہندوستان میں

یہی مولانا اسماعیل سلفی مرحوم ہندوستان میں غیر مقلدیت کے وجود کی تاریخ ہمیں بتلاتے ہیں آپ بھی سنیں۔ فرماتے ہیں:

> حينما وصلت هذه اليقظة الى الشاه اسماعيل الشهيد واصحابه المخلصين تحولت الى ترك التقليد وقدد عم هذا الاتجاه العلامة السيدنذير حسين وتلامذته (حركة الانطلاق ص ٢٣٨)

یعنی جس وقت یہ بیداری حضرت اسماعیل شہید کے زمانہ تک پہونچی تو اس نے ترک تقلید کی صورت اختیار کر لی اور پھر اس کو علامہ سید نذیر حسین اور ان کے تلامذہ نے تقویت پہونچائی۔

مولانا اسماعیل سلفی غیر مقلدوں کے بہت مشہور عالم ہیں، بلکہ اس جماعت میں ان کو امامت کا درجہ حاصل تھا، بقول ایک غیر مقلد ڈاکٹر صاحب کے مولانا سلفی بڑے وسیع النظر عالم تھے، بیسویں صدی کے سلفی علماء میں انہیں بڑا امتیاز حاصل تھا۔

یہ امام اور وسیع النظر اور جماعت غیر مقلدیت کا ممتاز عالم صاف صاف کہہ رہا ہے کہ غیر مقلدیت کی ابتداء اس ہندوستان میں حضرت اسماعیل شہید کے زمانہ سے ہوئی ہے، حضرت شہید علیہ الرحمہ کے زمانہ سے پہلے اس غیر مقلدیت کا

ہندوستان میں نام ونشان بھی نہیں تھا، اور انہیں اسماعیل سلفی کی زبانی آپ سن چکے ہیں کہ حضرت اسماعیل شہید سے پہلے جتنے بھی مصلحین تھے سب حنفی تھے اور ہندوستان میں اسی مذہب حنفی کا شیوع اور رواج تھا، یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ غیر مقلدین کو اس کو تسلیم کر لینا چاہئے اور اس پر ناک سکوڑنے کی اور منہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمارے ایک غیر مقلد بھائی کو ہمارا یہ ''انکشاف'' بہت کھلا ہے، اور ان کا قلم اس وقت ''گنبد کی صدا'' بنا ہوا ہے۔

غیر مقلدوں کے شیخ الاسلام پر دار العلوم دیوبند کا علمی فیضان

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم جن کا نام لے لے کر آج کل کے غیر مقلدین بہت اچھلتے کودتے ہیں، شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ مولانا امرتسری دار العلوم دیوبند کے فضلاء میں سے تھے، دورۂ حدیث دار العلوم دیوبند میں پڑھا اور اسی دار العلوم دیوبند کی سند ان کیلئے زندگی بھر مایہ افتخار رہی، دیوبند ہی میں ان کی مناظرانہ طبیعت کو چار چاند لگے، اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب صدر مدرس وشیخ الحدیث دار العلوم دیوبند نے وقت رخصت ان سے جو چند کلمات کہے وہ مولانا امرتسری کے لئے تا زندگی مشعل ہدایت و باعث استقامت بنے رہے، لیجئے اب پوری حکایت مولانا امرتسری ہی کی زبانی سنئے بڑی دلچسپ یہ حکایت ہے اس سے اندازہ ہوگا کہ دار العلوم دیوبند نے کیسے کیسے ذروں کو خورشید بنایا، مولانا امرتسری فرماتے ہیں:

> ''پھر سہارنپور چند روز قیام کر کے (۱۳۰۷ھ میں) دیوبند پہونچا وہاں کتب درسیہ معقول ومنقول ہر قسم کی پڑھیں، کتب معقول میں قاضی مبارک، میر زاہد، امور عامہ، صدرا، شمس بازغہ وغیرہ، اور منقولات میں ہدایہ، توضیح، مسلم الثبوت، وغیرہ، ریاضی میں شرح چغمینی وغیرہ بھی پڑھیں اور دورۂ حدیث میں شریک

ہوا، استاذ پنجاب کا درس حدیث اور اساتذہ دیوبند کا درس
حدیث ان دونوں میں جو فرق ہے اس سے فائدہ اٹھایا[1]

دیوبند کی سند امتحان میرے لئے باعث فخر میرے پاس موجود ہے

اس کے بعد مولانا امرتسری ''مسرت آمیز واقعہ'' کا عنوان قائم کر کے فرماتے ہیں:

''ایک واقعہ ایسا مسرت آمیز ہے کہ میں اپنی عمر کی کسی حالت میں نہیں بھولا، اور نہ بھول سکتا ہوں بلکہ جب معاصرین کے نرغے میں ہوتا ہوں تو وہ واقعہ مجھے فوراً دل شاد کر دیتا ہے[2] جس کی تفصیل یہ ہے[2]

مدرسہ دیوبند میں ان دنوں مولانا محمود الحسن اعلی اللہ مقامہ مدرس اعلیٰ تھے درس کی ہر کتاب پڑھتے ہوئے میں بے باکانہ جرأت سے اعتراض کرتا مولانا مرحوم کا بہت وقت خاص مجھ پر خرچ ہوتا، جب میں نے آخری ملاقات کر کے رخصت چاہی تو فرمایا۔

''طلباء تمہاری شکایتیں بہت کرتے تھے کہ پوچھنے میں وقت بہت ضائع کرتا ہے، ہم کہتے تھے کہ کوئی طالب علم پوچھنے والا ہو تو

---

[1] علمائے حدیث کا درس حدیث خشک بے مغز محض عبارت خوانی یا زیادہ سے زیادہ ائمہ دین اور فقہائے امت پر لعن وطعن اور سب وشتم، مقلدین علماء کو دو چار سنا دینا یہیں تک محدود ہوتا تھا اور اب بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا بخلاف دارالعلوم دیوبند کے درس حدیث کے اس کی شان اور اس کی آن وبان خصوصاً حضرت شیخ الہند، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا سید فخر الدین رحمہم اللہ کا درس حدیث تو ایسی نرالی شان کا ہوتا تھا کہ متقدمین ائمہ حدیث کی یاد تازہ ہو جاتی تھی اور پھر تمام ائمہ حدیث اور فقہائے امت اور اسلاف کے پورے احترام کی رعایت کے ساتھ۔ مولانا امرتسری مرحوم کا اشارہ اسی فرق کی طرف ہے[2] کاش غیر مقلدین علماء کی اس واقعہ کو پڑھ کر آنکھیں کھل جائیں اور علمائے دیوبند کے فیوض روحانیہ کا وہ اعتراف کر لیں، نہیں مگر ایسا نہیں ہو سکتا اسلئے کہ پتھر پر بھلا کہیں جونک لگی ہے۔

پوچھتے اس کے سوال صحیح ہوں یا غلط، کچھ پوچھے تو سہی! تمہیں بھی خوش ہونا چاہئے کہ جسے خدا کچھ دیتا ہے اس کا حسد ہوتا ہے"

یہ سن کر میری آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں اور اس شعر کا مضمون زبان پر جاری ہوا۔

دیدہ ایم در غنچگی چندیں جفائے باغباں
بعد گل گشتن نمی دانم چہ گل خواہد شگفت

خدا جانے یہ فقرہ اپنے اندر کیا صداقت رکھتا تھا[۲] کہ طالب علمی کے بعد زمانہ بلوغت علمی میں اس کا وہ اثر دیکھا کہ صاحب درمختار کا یہ شعر ہمیشہ ورد زبان رہا۔

هم يحسد ونني وشرالناس كلهم،
من عاش في الناس يوما غير محسود [۳]

مولانا میاں نذیر حسین کو فقہ حنفی پر حدیث سے زیادہ عبور تھا

سیرت ثنائی کا مصنف لکھتا ہے:

"عمر بھر سینکڑوں مرتبہ صحاح ستہ کا دور ہوا فرمایا کرتے تھے کہ میں نے صحاح ستہ کو گلستاں بوستاں بنا دیا ہے[۴] فقہ حنفیہ پر حدیث سے زیادہ عبور تھا" [۵]

مولانا میاں صاحب نے درس و تدریس کی ساٹھ باسٹھ سال کی مدت میں صحاح ستہ کا سینکڑوں مرتبہ دور کرایا، یقیناً یہ ان کی کرامت تھی، اب تو غیر مقلدین کرامت کے قائل ہو جائیں ویسے اگر گلستان بوستان ہی کی طرح صحاح ستہ (جو احادیث رسول کے مدونات ہیں) کو پڑھایا جائے تو سینکڑوں کیا کوئی ساٹھ باسٹھ سال کی مدت میں ہزاروں مرتبہ بھی پڑھا دے تو پڑھا سکتا ہے، خیر یہ دوسری بات ہے، دلچسپ بات تو یہ ہے

---

[۱] یہ تھے ہمارے اکابر رحمہم اللہ وغفر لہم [۲] جی ہاں یہ ایک اللہ والے عالم ربانی کی زبان سے نکلا ہوا فقرہ تھا اور اسی کا نام کرامت ہے، جس کرامت کے غیر مقلدین منکر ہیں، کرامت کسی چوہے کے ہاتھی بن جانے کا نام نہیں ہے۔ [۳] فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری تصنیف مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری ص ۲۱۔۲۰۔

[۴] کہ اسے یا تو حکایت کے طور پر پڑھا جائے جیسے گلستاں ہے یا محض گنگنانے کیلئے پڑھا جائے جیسے بوستاں ہے، نہ بحث کی ضرورت نہ تحقیق و تدقیق کی، یا اڑائے جاؤ گائے جاؤ۔ [۵] حاشیہ سیرت ثنائی ص ۱۲۰

کہ وہی فقہ حنفی جس کو زمانہ حال کے بدراہ وبدگو غیر مقلدین اہل علم کوک شاستر سے تعبیر کرتے ہیں۔ میاں صاحب مرحوم کو اس پر حدیث سے زیادہ عبور تھا۔

آخر میاں صاحب کو اس کوک شاستر سے اتنی دلچسپی کیوں تھی؟ کیا کوئی غیر مقلد آج اس کا جواب دے گا؟

احادیث کو رد کرنے سے بہتر ہے کہ ان کی تاویل کی جائے

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری **المیت یعذب ببکاء اھلہ** کے تحت چند احادیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"اور حق یہ ہے کہ ان صحیح احادیث کی تاویل کی جائے گی جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے، ان احادیث کو رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں جب کہ ان کی تاویل ممکن ہے" (تحفہ ص۱۳۶ ج۲)

یہ اصول جو اس قدر زور وشور سے بیان کیا جا رہا ہے اگر احناف اس پر عمل کریں تو غیر مقلدین شور مچائیں گے کہ دیکھو حنفیہ احادیث رسول کے ساتھ یہ معاملہ کر رہے ہیں۔

جنازہ میں چار تکبیر پر حضرت عمر نے لوگوں کو جمع کیا

آنحضور ﷺ کے زمانہ میں جنازہ پر سات چھ پانچ اور چار تکبیر کہی جاتی تھی، لیکن حضرت عمر نے اپنے زمانہ میں لوگوں کو صرف چار تکبیر کہنے کا حکم فرمایا اور صحابہ نے اسی کو قبول کر لیا۔

تحفۃ الاحوذی میں مولانا مبارکپوری امام منذر کا یہ کلام نقل کرتے ہیں:

"کانوا یکبرون علی عھد رسول اللہ ﷺ سبعا وستا وخمسا واربعا فجمع عمر الناس علی اربع" (تحفہ ج۲ ص۱۱۴)

یعنی حضرت ﷺ کے زمانہ میں لوگ جنازہ پر سات چھ پانچ اور

چار تکبیریں کہتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چار پر جمع کر دیا۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو غیر مقلدین نے خوشی سے قبول کرلیا مگر تراویح اور طلاق کے مسئلہ میں حضرت عمر کا عمل ردی کی ٹوکری میں ڈالدیا گیا، معلوم نہیں یہ دورنگی کیوں، سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے غیر مقلدین کا عمل یہ ہونا چاہئے کہ جنازہ میں کبھی سات کبھی چھ کبھی پانچ اور کبھی چار تکبیریں کہیں تاکہ مابلبلان نالاں گلزار ما محمد کی قوالی کا بھرم تو رہے۔

حدیث صحیح کو چھوڑ کر حدیث حسن پر عمل

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ دار کے روزہ افطار کے سلسلہ میں دو حدیث ذکر کی ہے ایک حدیث تمر ہے اور دوسری حدیث رطب ہے، حدیث تمر کے متعلق امام ترمذی فرماتے ہیں کہ وہ حسن صحیح ہے اور رطب والی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ حسن غریب ہے۔ اہل حدیث ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ حسن صحیح جس کا مرتبہ حسن غریب سے مقدم اور اونچا ہے پر عمل کیا جائے مگر مبارکپوری صاحب کا فیصلہ یہ ہے۔

> کہ مستحب یہ ہے کہ رطب سے افطار کیا جائے رطب نہ ہو تو تمر سے افطار کیا جائے اور اگر تمر بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کیا جائے۔ (تحفہ ج۲ص۲۷)

معلوم نہیں تمر کو دوسرے نمبر پر رکھنے کی وجہ کیا ہے، مولانا مبارکپوری نے اس کو بیان نہیں کیا۔

امام بخاری پر مولانا مبارکپوری کا شدید نقد اور علم حدیث میں امام بخاری پر تفوق

محدثین رحمہم اللہ حتی الامکان مختلف احادیث میں جمع و تطبیق کی کوشش کرتے

ہیں اور کسی حدیث کو رد کرنے کی جرأت سے گریز کرتے ہیں، ایک جگہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف حدیثوں میں جمع و تطبیق کیا اس پر مولانا مبارکپوری صاحب کو غصہ آ گیا بڑے جلال میں وہ فرماتے ہیں:

قلت حدیث ابن عباس و عائشة المذکور فی ھذا الباب ضعیف کما ستعرف فلا حاجة الی الجمع الذی اشار الیه البخاری. (تحفہ ج۲ ص۱۱۱)

یعنی میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ کی اس باب میں مذکور حدیث کمزور ہے جیسا کہ تم کو معلوم ہوگا تو امام بخاری نے تطبیق کا جو عمل کیا ہے اس کی قطعاً کوئی حاجت نہیں"

اب مبارکپور کے یہ محدث صاحب حدیث کی پرکھ میں امام بخاری سے بھی آگے ہو گئے ہیں، اور ماشاءاللہ ان میں اتنی جرأت پیدا ہوگئی ہے کہ امام بخاری کا بھی رد کریں اور "سید المحدثین" رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ بتلائیں کہ تم کو یہ کرنا چاہئے اور یہ نہیں، اب چیونٹی کو بھی پر لگ گئے ہیں اور بی بی پھدکی بھی پالنا میں بیٹھنے کا حوصلہ رکھتی ہیں غیر مقلدیت کا جرثومہ ایسا ہے کہ مت پوچھو مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری بھی آدمی ہو جائے مگر فطرت کہاں بدلتی ہے۔

عموم کی تخصیص

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد العمرة الی العمرة تکفر مابینھما یعنی ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اسی طرح سے آنحضور کا ارشاد ہے الجمعة الی الجمعة کفارة لما بینھما یعنی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، ان دونوں حدیثوں میں کوئی تصریح نہیں ہے کہ صغائر معاف ہوں گے اور کبائر معاف نہیں ہوں گے مطلق گناہ کے معاف ہونے کا ذکر ہے، مگر مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری مرحوم فرماتے ہیں:

"من الذنوب دون الکبائر"

یعنی گناہ میں کبائر معاف نہیں ہوں گے۔

ان دونوں حدیثوں میں لفظ ما آیا ہے جو عموم کے لئے ہے گومبارکپوری صاحب نے اس تعمیم کی تخصیص کردی، مگر میں کہتا ہوں غلط نہیں کیا صحیح کیا مگر اسی طرح کوئی قرأت خلف الامام والے مسئلہ میں "من" کی دلائل کی روشنی میں تخصیص کردے تو غیر مقلدوں کو آسمان سر پر نہیں اٹھالینا چاہئے، اگر تم کو یہ حق ہے کہ کسی عام حدیث کو خاص کردو تو یہ حق دوسروں کو بھی پہونچتا ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کا طریقہ استدلال

عمرہ واجب ہے یا سنت، مالکیہ اور احناف کے نزدیک عمرہ کرنا واجب نہیں ہے، مولانا مبارکپوری کا مذہب ہے کہ عمرہ کرنا واجب ہے، احناف اور مالکیہ کا استدلال حضرت جابر کی حدیث سے ہے، اس میں ہے کہ آنحضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ عمرہ کرنا واجب ہے؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا نہیں اگر کوئی عمرہ کرے تو بہتر ہوگا اس حدیث کو امام ترمذی صحیح قرار دیتے ہیں، لیکن مولانا مبارکپوری امام ترمذی کا رد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

انہ ضعیف لایصلح للاحتجاج (تحفۃ ج۲ ص۱۱۴)

کہ امام ترمذی نے حضرت جابر کی جس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے وہ ضعیف ہے اور استدلال کے قابل نہیں۔

اور مولانا نے اپنے مسلک وجوب پر حضرت ابن عباس کے قول سے استدلال کیا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:

الحج والعمرۃ فریضتان "یعنی حج اور عمرہ فرض ہیں"

حالانکہ خود مولانا مبارکپوری کو اعتراف ہے کہ حضرت ابن عباس کا یہ قول بھی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے، تو اولاً یہ قول خود ضعیف ہوا دوسرے یہ کہ حضرت ابن

عباس کا قول ہے آنحضورﷺ کا ارشاد نہیں ،اور صحابی کا قول غیر مقلدوں کے نزدیک حجت نہیں ہے، مگر ان تمام خرابیوں کے باوجود مولانا مبارکپوری صحابی کے اس ضعیف قول سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''عمرہ واجب ہے''

مجتہد صاحبوں کے کیا کہنے

چونکہ مولانا مبارکپوری کا غیر مقلدین علماء میں بڑا اونچا مقام ہے اس وجہ سے یہ چند مثالیں مولانا مبارکپوری کی مایہ ناز کتاب تحفۃ الاحوذی سے پیش کی ہیں تاکہ ان غیر مقلدین کے عوام ہی کا نہیں بلکہ اس جماعت کے محدثین کا بھی مزاج و طبیعت اور احادیث رسول کے باب میں ان کے قول وعمل کے تضاد کا اندازہ کچھ ہو سکے خدا نے چاہا تو کبھیگڑھی تحفہ پر تفصیلی نظر ڈالی جائے گی۔

رسول اللہؐ کی اتباع بالاستقلال فرض ہے

مولانا جوناگڑھی طریق محمدی میں فرماتے ہیں:

رسول اللہ کی اتباع بالاستقلال ہمارے ذمہ فرض ہے۔ (ص ۱۴۵)

یہ بات تو ہے سراپا حق مگر پھر آپ کی اس تحریر کا کیا مقصد ہوگا:

''شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر خداﷺ بھی اپنی طرف سے بغیر وحی الٰہی کے کچھ فرمائیں تو وہ بھی حجت نہیں'' (ص ۳۰ ایضاً)

ذرا عقل کا چشمہ لگا کر دیکھئے تو یہ دونوں جو آپ ہی کی کہی ہوئی باتیں ہیں ان میں کچھ تعارض یا تضاد نظر آ رہا ہے؟

دلیل سے سوال کرنا چاہئے

مولانا جوناگڑھی کا ارشاد ہے کہ:

''اگر کسی کو کوئی بات معلوم نہ ہو تو وہ علماء سے دلیل سے سوال کریں'' (ملخصاً ص ۱۴۰)

میرے خیال میں تمام غیر مقلدین جاہلین اپنے اہل علم سے سوال مع الدلیل کر کے مجتہد بن چکے ہوں گے، اب کوئی غیر مقلد ایسا نہ ہوگا جو مسائل شرعیہ کی دلیلوں سے ناواقف ہو، مبارک ہو۔

صحابہ کرام کو محمدی کہا جاتا تھا

مولانا جونا گڑھی فرماتے ہیں:

"عہد نبوی میں صحابہ کرام کو محمدی کہا گیا (ص ۳، ایضاً)

جی ہاں ضرور کہا گیا ہوگا، آپ فرماتے ہیں تو یہ غلط کیسے ہوگا۔ بس صرف دو نام کی مختصر سی فہرست پیش کر دیں کہ فلاں فلاں دو صحابی محمدی اپنے کو کہتے یا لکھتے تھے یا اس نام سے موسوم تھے۔

اہلحدیث کا لقب بھی صحابہ کے زمانہ سے چلا آتا ہے

مولانا جونا گڑھی فرماتے ہیں!

"اسی طرح اہلحدیث کا لقب بھی صحابہ کرام کے زمانہ سے چلا آتا ہے" (ص ۳، ایضاً)

یہاں بھی عرض کروں گا کہ صرف دو نام کی مختصر سی فہرست پیش کر دیں کہ فلاں فلاں صحابی کو اہلحدیث کہا گیا تھا اور وہ اس نام سے موسوم تھے۔

مولانا ابھی سلفی اور اثری باقی ہے، اس کی بھی تاریخ بیان کر دیں تو ہماری معلومات میں مزید اضافہ ہو، اس کے بعد "غیر مقلد" کا لفظ بھی ذہن میں رہے کہ اس کی بھی آپ کو تاریخ بیان کرنی ہے۔

ذرا یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ آخر آپ کو "احمدی" نام سے کیوں چڑھ ہے کیا احمد اللہ کے رسول کا نام نہیں ہے، سلفی اثری نام تو آپ رکھ لیں مگر "احمدی" نام سے آپ چڑھ جائیں ایسا کیوں ذرا اس راز سے بھی پردہ اٹھا دیں۔

بزرگوں کو مطاعن کا نشانہ نہیں بنانا چاہئے

ایک واعظ و ناصح کا ارشاد ہے:

بزرگوں پر خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں تنقید کرنا اور مطاعن کا نشانہ بنانا مناسب نہیں معلوم ہوتا، ان کے لئے لہا ماکسبت پڑھ کر خاموش رہنا بہتر ہے'' (محدث جولائی ۹۶ء)

صحیح فرمایا آں جناب نے:

یوں بھی کرتے ہیں غم گساری لوگ
ٹوٹ جاتا ہے آئینہ دل کا

اور اس کے بعد آپ نے ماشاء اللہ اس نصیحت پر خوب عمل بھی کیا ہے ذرا سوچئے کتنے مرحومین علماء کی شان میں آپ نے قصیدہ خوانی کی ہے۔

اہلحدیث کسی معین امام کی تقلید کی اجازت نہیں دیتے

یہی صاحب فرماتے ہیں:

''اہلحدیث'' کسی معین امام کی تقلید کی اجازت نہیں دیتے (ایضاً)

اچھا یعنی اب اہلحدیثوں کے ہاتھ میں خدا اور رسول والا اختیار آ گیا ہے کہ جس کی وہ اجازت دیں وہ عمل تو جائز ہوگا اور جس کی وہ اجازت نہ دیں وہ عمل جائز نہ ہوگا۔ واہ رے خوش فہمی۔

اچھا خدا اور رسول صاحب ذرا یہ تو بتلائیے کہ غیر معین کی تقلید کی اجازت تو اہلحدیث دیتے ہیں، اب یہ بھی بتلائیے کہ تقلید مطلقاً حرام ہے یا معین کی حرام ہے اور غیر معین کی حرام نہیں؟ جو بھی فرمائیں اپنے علماء کی تقلید کے سلسلہ میں تحریرات کو پیش نظر رکھ کر فرمائیں:

''کیا زمانہ آ گیا ہے چیونٹی کو بھی پر لگنے لگے ہیں...... بت کریں آرزو خدائی کی''

اہلحدیث کی نسبت

یہی کرم فرما فرماتے ہیں:

"اہلحدیث کی نسبت قرآن وحدیث اور رسول کی طرف ہے" (ایضاً)

یقیناً ہوگی، ہمیں بھی اس کا انکار نہیں، مگر ذرا یہ تو فرمائیں کہ جب اہلحدیث کی نسبت قرآن وحدیث اور رسول سب کی طرف ہے تو غیر مقلدین کی یہ جماعت اپنے کو صرف اہلحدیث ہی کیوں کہتی ہے؟ اہل قرآن کیوں نہیں کہتی؟ اہل رسول کیوں نہیں کہتی؟ ان دوناموں سے شرم کیوں ہے؟ ہم نے جہاں دیکھا صرف "اہلحدیث" ہی دیکھا، اہلحدیث کا مذہب، اہلحدیث کا مدرسہ، اہلحدیث کا پرچہ، اہلحدیث کی مسجد، اہلحدیث کی جماعت، اہل قرآن اور اہل رسول کے نام سے یہ بیر کیوں؟ بلکہ آپ کا پورا نام تو "اہلحدیث والقرآن والرسول، ہونا چاہئے، آخر اس پورے نام میں یہ کتر بیونت کیوں؟

وہ چشمہ بن کہ جس سے ہوں سرسبز کھیتیاں
رہرو کو تو فریب نہ دے صورت سراب

یہ تقلید کا اقرار ہے کہ انکار

مولانا اسماعیل سلفی نے اپنی کتاب الانطلاق الفکری میں تقلید کو بدعت اور حرام اور امر محدث ثابت کرنے کیلئے بڑا ہاتھ پیر مارا ہے، مگر بیچارے بری طرح ناکام ہیں۔ چاہتے کچھ اور ہیں ہوتا کچھ اور ہے، ایک جگہ اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

ان معنی اثبات التقلید فی القرون المشهود لها بالخیر ان قلة العلم کانت عامة فیها. (ص۲۲۶)

یعنی اگر یہ بات مان لی جائے کہ قرون مشہود لہا بالخیر میں تقلید تھی تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان زمانوں میں علم بہت کم تھا۔

میں اس پر تو ابھی کیا کہوں کہ کسی زمانہ میں تقلید کے پائے جانے سے اس زمانہ میں علم کی قلت بھی ضروری ہوگی، یہ مفروضہ صحیح ہے کہ غلط اہل علم خود غور کر لیں کہ مولانا سلفی کا یہ کلام کتنا جاندار ہے۔

مولانا سلفی اپنی اس بات کو ثابت کرنے کیلئے ابن قیم کا یہ کلام نقل کرتے ہیں:

فانا نعلم بالضرورة انه لم یکن فی عصر الصحابة رجل واحد اتخذ رجلا منهم یقلده فی جمیع اقواله (ایضاً)

یعنی ہم بداہۃً جانتے ہیں کہ زمانہ صحابہ میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جو تمام اقوال میں کسی کی تقلید کرتا ہو۔

ناظرین غور فرمائیں کہ مولانا سلفی نے اپنے دعویٰ کی تائید میں ابن قیم کا جو یہ کلام نقل کیا ہے، اس سے صحابہ کے زمانہ میں تقلید کا ثبوت ہو رہا ہے یا عدم ثبوت؟ ابن قیم کے اس کلام سے تو صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام میں کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جو کسی کی اس کے تمام اقوال میں تقلید کرے، یعنی صحابہ کرام میں تقلید تو پائی جاتی تھی مگر تقلید کی یہ شکل نہیں تھی۔

میں کہتا ہوں کہ مقلدین کب کہتے ہیں کہ تم کسی کی ایسی تقلید کرو، ایسی تقلید نہ صحابہ کے زمانہ میں تھی اور نہ اس کے مقلدین قائل ہیں، مگر اس سے آپ کا مطلب کہاں حاصل ہوا آپ تو مطلق تقلید شخصی کے منکر ہیں۔

جن کو ابن قیم کے کلام کے سمجھنے کا بھی سلیقہ نہ ہو وہ قرآن وحدیث سمجھنے کے مدعی ہیں اور کتاب وسنت سے استنباط مسائل اور استخراج مسائل کا شوق رکھتے ہیں۔

برق وشرر سے کہدے یہ کوئی
شعلوں سے ہم بھی کھیلے ہیں اکثر

اور پھر میں کہتا ہوں کہ رد تقلید میں ابن قیم کا کلام پیش کرتے ہوئے ان سلفی صاحب کو شرم نہیں معلوم ہوتی، ابن قیم کیا تھے کیا یہ ان کو معلوم ہیں؟ ابن قیم تو خود

مقلدوں کے مقلد تھے وہ کیا تقلید کا انکار کریں گے اور اگر وہ تقلید کا انکار بھی کریں تو ان کی سنتا کون ہے ابن قیم کے بارے میں دیکھئے نواب صاحب اپنے شیخ محدث شوکانی سے کیا نقل کرتے ہیں:

وغلب علیه حب ابن تیمیه حتی کان لایخرج عن شئی من اقواله بل ینتصرله فی جمیع ذالک (التاج المکلل ص ۴۱۸)

یعنی ابن قیم پر ابن تیمیہ کی محبت کا ایسا غلبہ تھا کہ وہ ان کے کسی قول سے باہر نہیں ہوتے تھے، بلکہ ہر ہر بات میں وہ ان کی حمایت ہی کرتے تھے۔

جو اتنا بڑا مقلد ہو، اس کے کلام سے ہم مقلدین پر تقلید کے حرام ہونے کے بارے میں حجت قائم کی جائے۔

ابن قیم تقلید شخصی کریں تو قند، اور احناف یا شوافع یا دیگر مقلدین تقلید شخصی کریں تو ''زہر ہلاہل'' آخر یہ کہاں کا انصاف ہے۔

میں غیر مقلدین سے پوچھتا ہوں اور خاص طور سے ان اسماعیل سلفی سے جنھوں نے بڑے ذوق وشوق سے ابن قیم کا نونیہ اپنی اس کتاب میں نقل کیا ہے، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ابن تیمیہ کے جو تفردات ہیں جن میں ان کا مذہب سراسر جمہور کے خلاف ہے ذرا ان تفردات میں سے کسی ایک تفرد میں بھی ابن قیم کی ابن تیمیہ سے مخالفت ثابت کردیں، کیا دونوں استاذ شاگرد کی عقل کا پیمانہ بالکل ایک ہی تھا کہ جو استاذ نے قرآن وحدیث سے سمجھا وہی شاگرد نے بھی قرآن وحدیث سے سمجھا، ذرا بھی ادھر سے ادھر ان کی سمجھ نہ ہوئی؟ یا شاگرد نے استاذ کی تقلید کی ہے؟

کیا امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل ابن تیمیہ سے بھی گئے گزرے ہیں کہ ابن قیم کیلئے ابن تیمیہ کی تقلید تو ان کے تفردات میں بھی جائز ہو اور ان ائمہ کے مقلدین کو اپنے امام کی تقلید جائز نہ ہو؟ یہ انصاف ہے یا انصاف کا خون۔

یہ جو دامن پہ تمہارے ہیں لہو کی چھینٹیں
تم کو ایک عمر گزر جائے گی دھوتے دھوتے

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تعریف یا تنقیص

مولانا اسماعیل سلفی فرماتے ہیں:

ظاہر میں تو شاہ ولی اللہ فقہ حنفی سے انسیت رکھتے تھے اور ان کے خاندان کا مذہب فقہ عراقی ہی تھا، لیکن ٹھیک اسی وقت وہ اس فقہی نظام پر حملہ آور ہوتے تھے۔ (ص۱۳۲، الانطلاق الفکری)

یہ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی تعریف ہے یا تنقیص؟ اگر یہ فقہی نظام ایسا ہی باطل تھا کہ اس پر وہ ہجوم کریں تو ان کو کیا ضرورت تھی کہ اس نظام سے ان کا دور کا بھی تعلق ہوتا، چہ جائیکہ ان کو اس سے انسیت ہوتی اور ان کے خاندان کا مذہب فقہ حنفی ہوتا۔

کسی کی تعریف کرنے کے لئے بھی عقل چاہئے۔

سب سے بڑا جھوٹ

مولانا اسماعیل سلفی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے سلسلہ کی ایک طویل بحث ختم کرتے ہوئے بطور نتیجہ بیان کرتے ہیں:

ان اھل الحدیث یعدون اقوال الصحابة والسلف مع الکتاب والسنة ایضا اصلامن الاصول (ص۱۵۳، ایضاً)

یعنی اہل حدیث صحابہ اور سلف کے اقوال کو بھی کتاب وسنت کے ایک اصل (شرعی) قرار دیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ غیر مقلدین کا سب سے بڑا جھوٹ ہے، اگر اہلحدیث سے مراد ان سلفی صاحب کی وہی جماعت ہے جو زبردستی اپنے تاریخ ائمہ حدیث اور اصحاب حدیث سے ملاتی ہے تو ان مصنوعی اہلحدیثوں کا مسلک تو یہ ہے کہ قول صحابی

حجت نیست۔ صحابی کا قول حجت ہی نہیں تو پھر وہ شرعی اصل کیسے بن سکے گا۔
تفصیل کیلئے میری کتاب وقفة مع اللامذهبیه اور مسائل غیر مقلدین دیکھئے۔

حدیث کے معتبر ہونے کا ایک اصول یہ بھی ہے

مولانا اسمٰعیل سلفی لکھتے ہیں:

اگرچہ حدیث ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے مگر اصول ستہ (یعنی صحاح ستہ) کو جو طبرانی اور ابویعلی پر برتری حاصل ہے اس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ (ص ۴۳۹ الانطلاق)

یعنی چونکہ حدیث مذکور ابن ماجہ کی ہے اور ابن ماجہ کا شمار صحاح ستہ میں سے ہے اس وجہ سے اگرچہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے کمزور ہے مگر اس کو صحیح مانا جائے گا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ غیر مقلدین جب چاہتے ہیں احادیث کے سلسلہ میں ایک اصول گڑھ لیتے ہیں، اجساد انبیاء کے زمین پر کھانے کے حرام ہونے کا مسئلہ عقیدہ سے ہے، اور عقیدہ میں ضعیف اور کمزور حدیث سے استدلال کرنا جائز نہیں اس وجہ سے جب مولانا اسماعیل سلفی کو اس حدیث کی سند کی صحت میں تردد ہے تو ان کو بلا شرمائے اس کو رد کردینا چاہئے اور صاف صاف اعلان کرنا چاہئے کہ ہم غیر مقلدوں کا مسلک بغیر کسی اینچ پینچ کے یہ ہے کہ جس طرح سے اور انسانوں کے ابدان قبر میں سڑ جاتے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ انبیاء علیہم السلام کے بدنوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔

جب آپ نہایت بے شرمی سے جمہور اور اہل سنت کے مسلک کیخلاف اس کے قائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے مرنے اور عام انسانوں کے مرنے میں کوئی فرق نہیں اور قبر میں نہ عام انسانوں کو حیات حاصل ہے اور نہ انبیاء کو حیات حاصل ہے جب آپ یہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کہتے ہیں اور یہی آپ کا عقیدہ ہے تو پھر اس کے کہنے میں کیا

تر ددہے کہ انبیاء علیہم السلام کا بدن بھی عام انسانوں کے بدنوں کی طرح سڑ گل نہیں سکتا، جب کہ اس سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث بھی نہیں اور جو حدیث ہے وہ ضعیف ہے؟

ضعیف حدیث کو جمہور امت نے قبول کیا ہے

مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

وقدقبل جمهور الامة رواية ابن ماجة مع ضعفها.

(ص ۴۴۱، ایضاً)

یعنی ابن ماجہ کی روایت کو باوجود اس کے کہ وہ ضعیف ہے جمہور نے قبول کیا ہے۔

جی ہاں جمہور امت نے قبول کیا ہے، تو آپ سے مطلب، آپ کیوں جمہور امت کی پناہ میں آنے کی کوشش کررہے ہیں، آپ تو فروعی مسائل میں بھی ضعیف حدیث کو قبول نہیں کرتے اس عقیدہ کے مسئلہ میں ضعیف کو کیوں قبول کرتے ہیں۔

ناظرین یقین کریں کہ میں جتنا ان غیر مقلدین کو پڑھتا ہوں مجھے ان سے بڑا کوئی ''بے اصولا'' نظر نہیں آتا، تراویح میں جمہور کا مذہب قبول نہیں، طلاق کے مسئلہ میں جمہور کا مذہب قبول نہیں، اذان جمعہ میں جمہور کا مسلک قبول نہیں، خطبہ جمعہ میں خلفاءراشدین کے ذکر کے سلسلہ میں جمہور کا مذہب قبول نہیں، زیارۃ روضہ اقدس کے مسئلہ میں جمہور کا مذہب قبول نہیں، حیاۃ انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ میں جمہور کا مذہب قبول نہیں، قول صحابہ کے حجت ہونے میں جمہور کا مسلک قبول نہیں اور اس طرح کے سینکڑوں مسائل میں جمہور کا مذہب ومسلک قبول نہیں، اور یہاں باوجود اس کے کہ حدیث ضعیف ہے مگر جمہور کے مذہب کا سہارا لیا جارہا ہے، اور یہ کہتے ہوئے حیا اور شرم دامنگیر ہورہی ہے کہ (معاذ اللہ) انبیاء علیہم السلام کا بدن قبر میں سڑ گل جاتا ہے۔

لبوں پہ امن کے نغمے ہیں دل جہنم ہے
یہ روشنی بھی کسی تیرگی سے کیا کم ہے

حیاۃ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مولانا اسمٰعیل سلفی کا جھوٹ

مولانا اسماعیل سلفی اور زمانہ حال کے تمام غیر مقلدین سلفیان نجد کی اتباع میں اس کے قائل ہیں کہ قبر میں کسی نبی کو حیات حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا سلفی بڑی مسرت کے ساتھ فرماتے ہیں:

"مجھے بڑی خوشی ہے کہ اس قسم کی لغزش (یعنی آنحضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں یہ عقیدہ جو ان غیر مقلدوں کے نزدیک لغزش ہے۔ اکابر اہلحدیث میں سے کسی سے صادر نہیں ہوئی" (ص ۴۳۴)

اگر غیر مقلد کی قسمت میں حیات نبی ﷺ کا عقیدہ نہیں ہے، تو ہمیں تو اس پر رونا آتا ہے، آپ اپنی اس بدنصیبی پر خوش ہولیں۔

غم اپنا اپنا خوشی اپنی اپنی

مگر خدارا یہ جھوٹ تو نہ بولیں کہ حیات النبی ﷺ کا عقیدہ کسی غیر مقلد بڑے عالم کا نہیں ہے۔

آپ کے بہت بڑے عالم مولانا وحید الزماں حیدرآبادی اپنی مشہور کتاب **هدية المهدی** میں فرماتے ہیں[1]

ابونعیم اور بیہقی نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ نماز پڑھتے ہیں، اور امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں روایت کیا ہے کہ آنحضور اکرم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، امام بیہقی کی اس موضوع پر مستقل ایک کتاب ہے جس کا نام "حیاۃ الانبیاء" ہے۔ (ص ۲۲)

اور اسی کتاب کے ص ۵۹ پر ایک طویل اس سلسلہ کی عبارت ہے جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔

---

[1] ناظرین اس سلسلہ کی پوری بحث میری کتاب وقفة مع اللامذهبية میں دیکھ لیں۔

''اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان موتی کو لوگوں کے سامنے کر دیتا ہے اور ان کو ان کا کلام سنا دیتا ہے، اور کبھی یہ قبر والے نہ سنتے ہیں نہ کسی کو پہچانتے ہیں بلکہ اپنی قبروں میں سوئے ہوئے ہیں اور غافل رہتے ہیں''

آپ کو یہ بھی بتلا دوں کہ یہی مذہب کہ آنحضور اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں آپ کے شیخ الکل فی الکل کا بھی ہے، فتاویٰ نذیریہ ملاحظہ فرمالیجئے اور یہ مسئلہ فتاویٰ نذیریہ کے حوالہ سے اس کتاب میں گزر چکا ہے۔

پس آپ چاہیں جو عقیدہ بنالیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں مگر اپنے سب اکابر کی طرف اس عقیدہ کی نسبت کر کے ان پر افتراء مت کیجئے۔

قبر میں آنحضور ﷺ کی عدم حیات پر قرآن کی آیت سے استدلال

عموماً وہ لوگ جن کا دامن زمانہ حال کی سلفیت سے داغدار ہے جیسے کہ مولانا اسماعیل سلفی پاکستان یا ان کے ہم نوا و ہم خیال لوگ اس بات پر کہ آنحضور اکرم ﷺ قبر میں ''زندہ نہیں ہیں'' قرآن کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ۔

مولانا سلفی نے بھی اس آیت سے آنحضور اکرم ﷺ کے قبر میں زندہ نہ ہونے کو ثابت کیا ہے۔ (دیکھو انطلاق ص ۴۳۴)

مگر مجھے تعجب ہے کہ یہ غیر مقلدین جب کوئی بات کہتے یا لکھتے ہیں تو یہ یوں باور کر لیتے ہیں کہ ان کے سوا ساری دنیا پاگل ہے، اور جو قرآن فہمی کی دولت ان کے سینوں میں ہے وہی اصل قرآنی فہم ہے، یہ کنویں میں رہتے ہیں تو رہیں مگر کنویں میں رہنے کی وجہ سے سمندر اور دریا کا انکار کرنا یہ کونسی عقلمندی ہے۔

اگر قرآن کی مذکورہ بالا آیت سے آنحضورؐ کی قبر شریف میں عدم حیات ثابت ہوتی ہے تو عالم اسلام کے مفسرین کی تفسیروں میں سے کسی ایک بھی تفسیر کے

حوالہ سے یہ ثابت کر دیں کہ اس نے اس آیت سے آنحضورؐ کی قبر میں عدم حیات پر استدلال کیا ہے۔

اس آیت کا اس مسئلہ سے تعلق ہی کیا ہے؟ آیت کا مضمون کچھ اور ہے بات کچھ اور کہی جارہی ہے، اور حیات انبیاء یا حیات النبی ﷺ کا مسئلہ کچھ اور ہے، آخر اتنی موٹی بات بھی ان غیر مقلدوں کو سمجھ میں کیوں نہیں آتی؟

اس آیت کا حاصل تو صرف اتنا ہے کہ یہ کفار جو آپ ﷺ کی موت کی خواہش رکھتے ہیں اس سے ان کو کچھ فائدہ ہونے والا نہیں ہے۔ اگر موت محمد ﷺ کو آئیگی تو کافر بھی اس دنیا میں سدا باقی رہنے والے نہیں ہیں، مرنا ان کو بھی ہے اور پھر قیام کے روز ہر ایک کو پتہ چل جائے گا کہ اس کا ٹھکانا کیا ہے، اور نبی سے دشمنی کا انجام کیا ہوتا ہے، اس آیت کا مضمون تو یہ ہے مگر غیر مقلدین اس کو اس بات کی دلیل بناتے ہیں کہ آنحضور ﷺ قبر میں زندہ نہیں دیکھو اللہ فرماتا ہے "اِنَّکَ مَیِّت"

ان عقلاء سے کوئی پوچھے کہ انک میت کا وہ کیا یہ مطلب سمجھ رہے ہیں کہ آنحضورؐ کو مخاطب کر کے ان کی زندگی ہی میں ان سے کہا جارہا ہے کہ آپ معاذ اللہ مر چکے ہیں؟ یا اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کو بھی موت آنی ہے اس دنیا میں ہمیشہ آپ نہیں رہیں گے اگر پہلا مطلب نہیں ہے بلکہ اس آیت کا یہی دوسرا مطلب ہے تو پھر اس کا منکر کون ہے اور اس آیت کا آنحضور اکرم ﷺ کی قبر میں حیات سے کیا تعلق؟

کس عالم نے دیوبندی وغیر دیوبندی میں سے یا سلف و خلف میں سے یہ کہہ دیا ہے کہ آنحضور اکرم ﷺ کی اس دنیا سے رحلت نہیں ہوئی اور آپ کو دفنایا اور کفنایا نہیں گیا؟

مگر آپ ﷺ کا اس دنیا سے قبر کی منزل تک جانا اس کا تو مستلزم نہیں کہ اللہ نے آپ کو قبر میں زندگی عنایت نہیں فرمائی؟

اس آیت سے آخر اس پر کیسے استدلال ہوسکتا ہے، اور جو اس پر استدلال

کرے اس کی عقل وعلم کا مرثیہ پڑھنے کے سوا کیا کیا جا سکتا ہے۔

یہ مسئلہ بہت اہم ہے، میں نے یہاں صرف یہ دکھلانا چاہا ہے کہ اس آیت سے آنحضور اکرم ﷺ کی قبر شریف میں حیات یا عدم حیات پر استدلال نہیں کیا جا سکتا، یہ آیت اس مسئلہ سے قطعاً غیر متعلق ہے، جو لوگ اس آیت سے قبر شریف میں آپ ﷺ کی حیات کی نفی پر استدلال کرتے ہیں وہ دیوانوں کی بڑھ ھانکتے ہیں ان کو اپنی عقل کا علاج کرانا چاہیئے۔

اگر کبھی موقع ملا تو میں تفصیل سے بتلاؤں گا کہ اس بارے میں اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے اور جمہور اہل اسلام کا مذہب کیا ہے، اور ان غیر مقلدین کے پاس سوائے ابن تیمیہ و ابن قیم و محمد بن عبدالوہاب کے نقش پا کے پیچھے پیچھے دوڑنے کے اور کچھ نہیں ہے۔

عدو کو دوست لٹیرے کو رہنما کہہ دے
یہ مصلحت کی زباں کب نہ جانے کیا کہدے

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کی عصبیت اوران کی امام ابوحنیفہ دشمنی

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ نقل کیا ہے **كذالک قال الفقهاء وهم اعلم بمعنى الحديث**، یعنی فقہاء نے ایسا ہی کہا ہے اور وہ (یعنی فقہاء) حدیث کے مطلب کو زیادہ جانتے ہیں۔

اس پر مولانا مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ بگڑ گیا غیر مقلدیت کی رگ پھڑک اٹھی تعصب کا بے پناہ جذبہ کام کرنے لگا اسلئے کہ مولانا مبارکپوری کو یہ گوارا نہیں تھا کہ حضرت امام شافعی فقہاء کی شان میں ایسی بات فرمائیں اس لئے کہ سرتاج فقہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور امام ابوحنیفہ حدیث کے معنی کو زیادہ جاننے والے ہوں غیر مقلدین بھلا اس کو کب گوارا کریں گے، اس لئے امام شافعی کے اس قول کی توجیہ وتاویل مولانا مبارکپوری کے لئے ضروری ہوگئی اگرچہ امام شافعی علیہ

الرحمۃ کی روح مولانا مبارکپوری کی اس تاویل وتوجیہ سے تڑپ اٹھی ہوگی۔

دیکھئے امام شافعی کے اس قول کی مراد ہمارے مبارکپوری غیر مقلد عالم و محدث کیا بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

المراد بالفقهاء الفقهاء من المحدثين كسفيان الثورى والامام مالك والا مام الشافعي والامام احمد بن حنبل وعبدالله بن المبارك واسحق بن راهويه وغيرهم. (تحفہ ج۲ص۱۳۱)

یعنی امام شافعی نے جو یہ فرمایا کہ فقہاء، حدیث کا معنی زیادہ جانتے ہیں تو فقہاء سے مراد محدثین فقہاء ہیں جیسے سفیان ثوری امام مالک ،امام شافعی، امام احمد، عبداللہ بن مبارک اور اسحٰق بن راہویہ وغیرہ۔

دیکھا آپ نے امام ابوحنیفہ جو فقہاء کے سردار ہیں اور چاروں ائمہ فقہ میں سے آپ کا نام ہر اعتبار سے سب سے پہلے نمبر پر ہے، مولانا مبارکپوری نے ان کو فقہاء کی فہرست سے خارج کر دیا، یہ ہیں ماشاء اللہ، اللہ والے، کتاب وسنت کے متوالے عصبیت وجمود سے خالی لوگ اور محقق ومحدث اصحاب توحید وایمان

علامہ کوثری ایسے متعصبین کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہ جاہل جانتے نہیں کہ جس کو اللہ بلند کرنا چاہے اس کو پست بنانے اور نیچا دکھلانے کا کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوسکتا"

امام ترمذی کی شان میں مولانا مبارکپوری کی ہفوات اور ان کی تضاد بیانی

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ کسی بھی پڑھے لکھے آدمی سے مخفی نہیں ان کی مشہور زمانہ کتاب جامع ترمذی کو اللہ نے جو مقبولیت ومحبوبیت امت میں عطا کی ہے وہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے، امام ترمذی باتفاق علماء امت ثقہ ثبت حجت اور حافظ حدیث تھے، مولانا مبارکپوری نے بھی جامع ترمذی کی شرح لکھی ہے اور اپنی

کتاب کا نام تحفۃ الاحوذی رکھا ہے، میں نے ترمذی شریف کی متعدد شرحوں کا مطالعہ کیا ہے مگر مولانا مبارکپوری نے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو ہفوات بکی ہیں اور جتنی تضاد بیانیاں کی ہیں یہ بات مجھے کسی اور ترمذی کی شرح میں نظر نہیں آئی، تحفۃ الاحوذی پر تو میں انشاء اللہ کسی دوسری فرصت سے مفصل گفتگو کروں گا اور اپنا تاثر ظاہر کروں گا، یہاں اختصار میں مولانا مبارکپوری کی امام ترمذی کے بارے میں تضاد بیانی اور ہفوات کے چند نمونے ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) امام ترمذی نے حضرت بریدہ کی ایک حدیث کے بارے میں فرمایا کہ "**وحديث بريدة في هذا غير محفوظ**" یعنی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے بارے میں حضرت بریدہ کی حدیث محفوظ نہیں ہے۔

اس پر علامہ عینی فرماتے ہیں "**وفي قول الترمذي هذا نظر**" یعنی امام ترمذی کا یہ کلام قابل غور ہے، چونکہ علامہ عینی حنفی محدث ہیں اس وجہ سے مولانا مبارکپوری حافظ عینی کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قلت الترمذي من ائمة هذا الشان فقوله حديث بريدة في هذا غير محفوظ يعتمد عليه (ج ا ص ۲۳)

یعنی میں کہتا ہوں کہ ترمذی اس علم کے امام ہیں اسلئے ان کا حدیث بریدہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ غیر محفوظ ہے اس پر اعتماد کیا جائے گا۔[۱]

---

[۱] جس حدیث کے بارے میں یہ علمی گفتگو ہو رہی ہے اس کو امام بزار نے صحیح اور مرفوع سند سے حضرت بریدہ سے ذکر کیا ہے اسی وجہ سے حافظ عینی کو امام ترمذی کے حدیث بریدہ کے بارے میں "غیر محفوظ" کہنا "محل نظر" نظر آیا، اس پر مولانا مبارکپوری کا یہ دلچسپ تبصرہ بھی پڑھئے اور داد دیجئے کہ غیر مقلدین کس درجہ متعصب اور دشمن حدیث ہوئے ہیں مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں:...... **واما اخراج البزار ا حديثه بسند ظاهره الصحة لاينافي كو نه غير محفوظ**۔ جی ہاں اگرچہ امام بزار نے اس حدیث بریدہ کو صحیح سند سے ذکر کیا ہے مگر ہمیں پھر بھی یہ حدیث تسلیم نہیں، اسلئے کہ ہم غیر مقلد کسی حنفی حافظ حدیث کی بات ماننے والے نہیں۔

دیکھئے اس عبارت میں امام ترمذی کا علمی مقام اور فن حدیث میں ان کی عظمت شان کا کیسے کھلے الفاظ میں اعتراف کیا جارہا ہے، اس لئے کہ موقع حافظ عینی حنفی کے کلام کے رد کرنے کا ہے۔

(۲) امام ترمذی نے تعجیل ظہر (ظہر کی نماز جلدی پڑھنے) کے سلسلہ کی حضرت عائشہ کی ایک حدیث روایت کی ہے، اس روایت میں ایک راوی حکیم بن جبیر ہے جو محدثین کے نزدیک متکلم فیہ ہے، اور جس روایت کی سند میں ایسا کوئی راوی ہو اس کو یہ غیر مقلدین اگر وہ حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو تو بڑی بے دردی سے ٹھکرا دیتے ہیں مگر سنئے یہاں مبارکپوری صاحب کیا فرماتے ہیں:

> قد حسن الترمذی هذا الحدیث وفیه حکیم بن جبیر وهو متکلم فیه فالظاهر انه لم یر بحدیثه باسا وهو من ائمة هذا الفن . (ج ا ص ۱۴۶ تحفہ)
>
> یعنی اس حدیث کی امام ترمذی نے تحسین کی ہے، حالانکہ اس میں ایک راوی حکیم بن جبیر ہے اور وہ متکلم فیہ ہے، اب ظاہر ہے کہ امام ترمذی نے اس کی حدیث میں کوئی حرج نہیں دیکھا، اور امام ترمذی تو اس فن کے اماموں میں سے ہیں۔

تعجیل ظہر کا مسئلہ غیر مقلدوں کے دل لگتا مسئلہ تھا اس وجہ سے یہ حدیث اگرچہ اس کی سند میں ایک مجروح و متکلم فیہ بھی راوی ہے مولانا مبارکپوری کے نزدیک قابل قبول ہوگئی اس وجہ سے کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو اچھا کہہ دیا تھا۔ اور چونکہ امام ترمذی اس فن کے امام ہیں اس وجہ سے ان کے اس حدیث کو اچھا کہہ دینے کے بعد سند میں مجروح راوی کے باوجود یہ حدیث قابل قبول ہوگی۔

یہاں بھی امام ترمذی کے بارے میں مولانا مبارکپوری کا یہ اعتراف سامنے رہے "وهو من ائمة الفن" یعنی امام ترمذی امام فن ہیں۔

اب آیئے دیکھئے امام ترمذی کے بارے میں مولانا مبارکپوری کی تضاد بیانی اور ابھی ابھی جس کی امامت فن کا اس زور وشور سے دعویٰ تھا اس کی امامت کی یہ مولانا مبارکپوری کس طرح دھجیاں بکھیرتے ہیں۔

(۳) حافظ عینی نے ایک حدیث کے بارے میں کہا کہ امام ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اسلئے وہ قابل قبول ہے، اس پر مولانا مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں:

واما استدلاله، علی ذالک بما حسن الترمذی عدة احادیث رواها عن ابیه فمبنی علی انه لم یقف علی ان الترمذی قدیحسن الحدیث مع الاعتراف بانقطاعه. (ج ا ص ۳۰ التحفہ)

یعنی علامہ عینی کا استدلال کرنا اس وجہ سے کہ امام ترمذی نے متعدد احادیث کی تحسین کی ہے، تو وہ اس پر مبنی ہے کہ حافظ عینی کو اس کی واقفیت نہیں تھی کہ امام ترمذی کبھی حدیث کی تحسین حدیث کے منقطع ہونے کے باوجود بھی کردیتے ہیں۔

دیکھا آپ نے یہاں چونکہ یہ حدیث مزاج یار کے خلاف تھی اس وجہ سے امام ترمذی کی حدیث کی تحسین نا قابل اعتبار ہوگئی اور ابھی تک جس کی فن حدیث میں امامت کا بڑی دھوم دھام سے تذکرہ تھا اس ساری دھوم دھام کی ہوا نکل گئی۔

(۴) امام ترمذی نے ایک روایت کو جو اسرائیل کے طریق سے تھی زبیر کی روایت پر تین وجہوں سے ترجیح دی ہے، اس پر امام ترمذی پر رد کرتے ہوئے مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں:

قلت فی کل من هذه الوجوه الثلاثه نظر (ج ا ص ۲۸)

میں کہتا ہوں کہ ترمذی کی ان تینوں ترجیح کی وجہوں میں نظر ہے (یعنی ہمیں وہ قبول نہیں)

جو ابھی ابھی من ائمة هذا الفن ومن ائمة هذا الشان تھا، اس کی بات کو رد کر کے اس کی امامت کی دھجیاں مبارکپوری صاحب نے بکھیر دیں۔

(۵) امام ترمذی نے ایک حدیث کے بارے میں فرمایا "حديث ابن عمر اصح شيئ في هذا الباب" یعنی ابن عمر والی حدیث اس مسئلہ میں سب سے صحیح حدیث ہے۔

اس کا رد کرتے ہوئے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں اور امام ترمذی پر اپنا تفوق یوں ظاہر کرتے ہیں۔ قول الترمذي الحديث اصح شيئ في هذا الباب فيه نظربل اصح شيئ في هذا الباب هو حديث ابي هريرة. (ص ۸ ج ۱، ایضاً)

یعنی ترمذی کا اس حدیث کو اس باب کی سب سے صحیح حدیث کہنا تسلیم نہیں ہے بلکہ اس باب کی سب سے صحیح حدیث ابو ہریرہ والی ہے۔

دیکھا آپ نے امام ترمذی کے مقابلہ میں مبارکپوری کا طنطنہ، اگر امام ترمذی زندہ ہوتے تو میں ان سے گذارش کرتا کہ آپ نے امام بخاری کی شاگردی اختیار کر کے فن حدیث کے بارے میں کچھ نہیں جانا اعظم گڑھ کے قصبہ مبارکپور جائیے وہاں فن حدیث کے ایک بڑے ماہر موجود ہیں ان سے استفادہ کیجئے۔

(۶) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے الصلح جائز بين المسلمين الخ کی تصحیح کی ہے فرماتے ہیں هذا حديث حسن صحيح یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے، اس پر رد کرتے ہوئے مبارکپور کے محدث صاحب فرماتے ہیں:

"وفي تصحيح الترمذي هذا الحديث نظر"

یعنی امام ترمذی نے جو اس حدیث کو صحیح کہا ہے وہ تسلیم نہیں ہے[1]

---

[1] اور لطف یہ ہے کہ جب ایک جگہ اپنے مطلب کی بات تھی تو امام ترمذی کی تصحیح پر یہ خامہ فرسائی کی جاتی ہے اور ضعیف احادیث کو صحیح قرار دیا جاتا ہے۔ وهذه الاحاديث يقوى بعضها بعضا لاسيمابعد تصحيح الترمذي وابن حبان لحديث الباب (ج ۲ ص ۳۳۲ التحفہ) یعنی یہ حدیثیں انکی بعض بعض کو قوی بناتی ہیں خاص طور پر جب کہ اس باب کی حدیث کی امام ترمذی اور امام حاکم نے تصحیح بھی کر دی ہے۔

یہاں مبارکپوری صاحب امام ترمذی کی تصحیح پر اعتماد کا اظہار فرما رہے ہیں اور اس اعتماد کے سہارے ضعیف حدیثوں کو صحیح قرار دے رہے ہیں، کچھ ٹھکانا ہے مبارکپوری صاحب کی اس تضاد بیانی اور پینترا بازی کا۔

دیکھا آپ نے امام ترمذی کی کیسی توقیر ہو رہی ہے اور ان کے ہاتھوں جنھوں نے امام ترمذی کی امامت کا فن حدیث میں بڑے زور وشور سے دعویٰ کیا تھا۔

اس امام حدیث کے بارے میں یہ گستاخانہ اظہار خیال غیر مقلدوں کے نزدیک ''اظہار رائے کی آزادی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور غیر مقلدین اپنی اس صفت خاص پر بڑا ناز کرتے ہیں!؎

(۷) امام ترمذی ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

هذا الحديث لايصح من قبل اسناده

یعنی یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

مولانا مبارکپوری امام ترمذی کی اس بات کو اس خوبصورت طریقہ سے رد کرتے ہیں:

ای من جهة اسناده وان كان صحيحا باعتباره معناه. (ج۲ص۱۸۵)

یعنی یہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے اگرچہ معنی کے اعتبار سے صحیح ہے۔

یہ نکتہ جو مولانا مبارکپوری کو سوجھا وہ امام ترمذی کو نہیں سوجھا

(۸) امام ترمذی نے حضرت جابر کی درج ذیل حدیث ذکر کی

ان النبی ﷺ سئل عن العمرة اواجبة هی؟ قال لا، وان يعتمروا هو افضل.

یعنی آنحضورؐ سے پوچھا گیا کہ کیا عمرہ واجب ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اگر لوگ عمرہ کریں تو افضل ہے۔

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں **هذا حديث حسن**

؎ ناظرین غور فرمائیں جب امام ترمذی کے کسی صحیح حدیث کو صحیح کہنے پر علماء اعتبار نہیں کرتے تو پھر امام ترمذی کی فن حدیث میں حیثیت کیا رہ گئی، اور ان کی کتاب کی کیا قیمت باقی رہ گئی، محدثین کی صف کے ایک امام جلیل القدر کے بارے میں یہ ان کا کہنا ہے جو اپنے کو ''اہلحدیث'' کہتے ہیں۔

صحیح یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ پر رد کرتے ہوئے مولانا مبارکپوری یہ ارشاد فرماتے ہیں وقد عرفت انه ضعيف لايصلح للاحتجاج (ج۲ص۱۱۴)

یعنی تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ حدیث کمزور ہے اس کی صلاحیت نہیں رکھتی کہ اس کو دلیل بنایا جائے۔

یہاں بھی مبارکپوری صاحب حدیث کے سلسلہ میں اپنا تفوق امام ترمذی پر ظاہر کر رہے ہیں اور بھول گئے کہ امام ترمذی کے بارے میں وہ من ائمة هذا الشان اور من ائمة هذا الفن لکھ چکے ہیں۔

(۹) ایک حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں:

هذا حديث حسن

اس پر مبارکپوری صاحب کو غصہ آ گیا اور امام ترمذی کی تردید میں ارشاد ہوا:

في كون هذا الحديث حسنانظرفان اباالزبير ليس له سماع عن ابن عباس و عائشة (ج۱ص۱۱۱)

یعنی امام ترمذی کا یہ فرمانا کہ یہ حدیث حسن ہے یہ تسلیم نہیں اسلئے کہ ابو زبیر کو ابن عباس اور عائشہ سے سماع حاصل نہیں ہے۔

یعنی جو بات مبارکپوری صاحب کو معلوم تھی اس سے امام ترمذی بے خبر تھے اس وجہ سے انہوں نے ایک ضعیف حدیث کو حسن قرار دیدیا۔ اور مولانا مبارکپوری کو اس غلط بات کی تصحیح کرنی پڑی، جی ہاں، مولانا مبارکپوری کی قابلیت اور حدیث دانی امام ترمذی سے بہت بڑھی ہوئی تھی۔

(۱۰) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع بنت معوذ بن عفراء کی مسح رأس کے بارے میں حدیث ذکر کی اور اس کو حسن قرار دیا، مولانا مبارکپوری اس کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدیث ربیع بنت معوذله روایات والفاظ و مدار الکل علی بن عبداللہ بن محمد بن عقیل و فیها مقال مشهور لاسیما اذا عنعن (ج ا ص ۴۵)

یعنی ربیع بنت معوذ کی حدیث کے مختلف الفاظ ہیں اور سب کا مدار علی بن عبداللہ بن عقیل پر ہے اور ان کی حدیث میں مشہور کلام ہے خاص طور پر جب وہ حدیث کو معنعن روایت کریں (تو وہ قابل قبول نہیں)

غرض اس حدیث کو بھی اور امام ترمذی کی اس تحسین کو بھی مولانا مبارکپوری صاحب نے ردی کھاتہ میں ڈالدیا۔

ناظرین کرام! میں نے مولانا مبارکپوری غیر مقلد عالم کی مشہور زمانہ کتاب تحفۃ الاحوذی سے ان کی تضاد بیانی اور امام ترمذی کے بارے میں ان کے عدم اعتماد کی یہ دس مثالیں پیش کی ہیں، آپ ان مثالوں میں غور کر کے خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا اس بات کی دانستہ کوشش نہیں ہے کہ امام ترمذی اور ان کی کتاب جامع ترمذی کو ساقط الاعتبار قرار دیا جائے، اور امام ترمذی پر حدیث دانی میں اپنا ''تفوق'' دکھلایا جائے۔

اور یہ کوشش ان کی جانب سے ہے جو حدیث وسنت کے متوالے اور محدثین سے بے پناہ لگاؤ رکھنے والے اور اصحاب توحید والایمان اور کتاب وسنت کی دعوت کے علمبردار ہیں۔

رہِ حیات میں جو خود بھٹک رہے ہیں ہنوز
بزعمِ خویش وہ اٹھے ہیں رہبری کے لئے

امام بخاری پر مولانا مبارکپوری کا رد

ابھی آپ نے اوپر کی مثالوں میں دیکھا کہ مولانا مبارکپوری غیر مقلد عالم نے امام ترمذی کے بارے میں کیا کیا ہفوات کی ہیں اور ان کو پایہ اعتبار سے گرانے

کے لئے ان کی کوشش کیا رہی ہے اب آیئے یہ بھی دیکھ لیجئے کہ مولانا مبارکپوری اپنا ''تفوق'' امام بخاری پر بھی کیسے ظاہر کرتے ہیں۔ مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں:

(ا) **وقد اشار البخاری فی صحیحه الی الجمع بین الاحادیث بان یحمل حدیث ابن عمرو جابر علی الیوم الاول و حدیث ابن عباس و عائشة هذا علی بقیة الایام۔**

یعنی امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان احادیث کے درمیان تطبیق کی طرف اشارہ کیا ہے اس طرح پر کہ ابن عمر اور جابر کی حدیث کو پہلے دن پر محمول کیا جائے اور ابن عباس اور عائشہ والی حدیث کو بقیہ ایام پر۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے جو مختلف احادیث میں جمع و تطبیق کی راہ اختیار کی وہی محتاط محدثین کا طریقہ عمل ہے، مختلف احادیث میں سے کسی حدیث کو رد کرنے سے بہتر یہ بات ہے کہ ان مختلف احادیث میں تطبیق پیدا کر دی جائے تا کہ کوئی حدیث رد نہ ہو، مگر مولانا مبارکپوری جو ماشاءاللہ حدیث دانی میں بزعم خویش امام بخاری پر بھی فوقیت رکھتے ہیں امام بخاری کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قلت حدیث ابن عباس و عائشه المذکور فی هذا الباب ضعیف کما ستعرف فلا حاجة الی الجمع الذی اشار الیه البخاری (ج۲ص۱۱۱)

یعنی میں کہتا ہوں کہ ابن عباس اور عائشہ کی اس باب میں مذکور حدیث کمزور ہے اسلئے اس تطبیق کی کوئی ضرورت نہیں ہے جس کی طرف بخاری نے اشارہ کیا ہے[۱]

---

[۱] عجب کہ خود مبارکپوری صاحب کا ارشاد ہے الجمع بین الحدثین اولیٰ من الغاء احد هما یعنی دونوں حدیثوں کا جمع کرنا ایک کے رد کر دینے سے بہتر ہے ج۲ص۲۷۲

دیکھا آپ نے مولانا مبارکپوری کا طنطنہ اور پندار علمی، یعنی جوبات مولانا مبارکپوری کو حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ والی حدیث کے بارے میں معلوم ہے، امام بخاری اس سے ناواقف تھے، اسی کو کسی نے کہا ہے۔

زاغوں کو بھی ہے دعوئ شاہیں کی ہمسری کا

(۲) امام بخاری ایک حدیث کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

قال محمد حدیث المبارک خطأ اخطأفیه ابن المبارک

یعنی امام بخاری فرماتے ہیں کہ ابن المبارک کی حدیث خطاء ہے، اس میں ابن مبارک سے خطا ہوئی ہے۔

اس پر مولانا مبارکپوری امام بخاری کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قلت، لقائل ان یقول ابن المبارک ثقة حافظ فیمکن ان یکون الحدیث الخ (ج۲ص۱۵۵، التحفہ)

یعنی میں کہتا ہوں کہ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ابن مبارک ثقہ اور حافظ ہیں اسلئے کہ ممکن ہے کہ یہ حدیث (اس طرح ہو اور پھر مبارکپوری صاحب نے اس حدیث کی صحت ثابت کی ہے)

میں کہتا ہوں کہ کیا امام بخاری اس بات سے واقف نہیں تھے کہ ابن مبارک کون ہیں؟ یا جو توجیہ اس حدیث کو صحیح قرار دینے کی آپ نے کی ہے اس سے امام بخاری جاہل تھے؟ کیا علم حدیث میں امام بخاری پر اپنے تفوق کی یہ گھٹیا مثال نہیں ہے؟

اگر کوئی حنفی امام بخاری پر ذرا سا بھی کلام کردے تو غیر مقلدین آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں مگر اپنا یہ حق ضرور سمجھتے ہیں کہ وہ امام بخاری کے کلام کو رد کریں اور ان پر اعتراض کریں۔

مولانا مبارکپوری کے تعصب کی ایک واضح مثال

مولانا مبارکپوری جو اہل توحید والا یمان اور کتاب وسنت پر چلنے والے

مدعیوں کی جماعت کے سرخیل ہیں ان کی احناف دشمنی اور کھلے تعصب کی ذرا یہ مثال ملاحظہ ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں ہشام بن عروہ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ ''ھذا اسناد مشرقی''یعنی اس کی سند مشرقی ہے، اس کلام میں یہ تعریض ہے کہ یہ سند صحیح نہیں ہے اس کی شرح میں ہمارے مولانا مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں:

ای رواۃ ھذا الحدیث اھل الشرق وھم اھل الکوفۃ والبصرۃ کذافی بعض الحواشی (ج۱ص۶۳)

یعنی اس حدیث کے راوی مشرق کے لوگ ہیں اور وہ اہل کوفہ و بصرہ ہیں، بعض حواشی میں ایسا ہی لکھا ہے۔

یہ مولانا مبارکپوری کا انتہائی درجہ کا تعصب اور ان کی احناف دشمنی ہے، مولانا مبارکپوری نے تو اہل کوفہ کہہ کے مزہ لے لیا اور اپنی غیر مقلدیت کا اظہار کر دیا اور حوالہ کے لئے بعض مجہول قسم کے حواشی کا بھی تذکرہ کر دیا، مگر شاید ان کو پتہ نہیں تھا کہ اہل علم خود اس حدیث کی سند دیکھ کر معلوم کرلیں گے کہ مولانا مبارکپوری نے جھوٹ بولا ہے اور صریح دروغ بیانی سے کام لیا ہے، اس حدیث کے راوی درج ذیل حضرات ہیں۔

حدیث المروزی، محمدبن یزیدالواسطی، عبد الرحمن بن زیاد الافریقی۔

بتلایئے کہ ان تینوں میں سے کون راوی کوفہ یا بصرہ کا ہے، ایک مرو کا ہے، اور ایک واسط کا ہے اور ایک افریقہ کا ہے، کوفہ اور بصرہ کا ان تینوں میں سے ایک راوی بھی نہیں۔ مگر مولانا مبارکپوری صاحب اپنی تحقیق یہ پیش کررہے ہیں کہ اسناد مشرقی سے مراد اہل کوفہ اور اہل بصرہ ہیں، گویا علم غیر مقلدوں کے گھر کی بپوتی ہے یہ جو

کہدیں گے بس آنکھ بند کر کے اس کو تسلیم کر لیا جائے گا۔

صحابہ کرام قیاس کرتے تھے

تحفۃ الاحوذی میں مولانا مبارکپوری نے ابن قیم کا یہ کلام نقل کیا ہے:

قال ابن القیم، قال المزنی الفقهاء من عصر الرسول صلی الله علیه وسلم الی یومنا وهلم جرا استعملوا المقاییس فی الفقه فی جمیع الاحکام فی امر دینهم

(ج۲ص۲۷۶)

یعنی ابن قیم نے فرمایا کہ مزنی کا قول تھا کہ آنحضور ﷺ کے زمانہ سے لیکر ہمارے زمانہ تک فقہاء تمام دینی وفقہی مسائل میں قیاس کا استعمال کرتے تھے۔

مولانا مبارکپوری اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"**الامر کماقال ابن القیم**" یعنی بات ایسی ہی ہے جیسا کہ ابن قیم نے کہا جی ہاں بات یہی درست ہے کہ صحابہ کرام کے زمانہ سے لیکر ہر زمانہ میں علماء دینی و شرعی مسائل میں قیاس کیا کرتے تھے جیسا کہ ابن قیم امام مزنی اور مولانا مبارکپوری کا بیان ہے مگر آج کے غیر مقلدین اسی قیاس کا نام لے کر احناف کو چڑاتے ہیں اور فقہ کے بارے میں بدزبانیاں کرتے ہیں اور اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مذموم نہیں ہے

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی عذر کی وجہ سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو جائز قرار دیتے ہوئے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی عادت بنالینے کو مناسب نہیں جانا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ آج کل یہ غیر مسلموں کا طریقہ بن گیا ہے اسلئے مسلمانوں کو کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی عادت نہیں بنانی چاہئے۔

یہ بات کس قدر معقول تھی مگر غیر مقلدوں کو احناف کی معقول بات بھی غیر معقول ہی سمجھ میں آتی ہے، چنانچہ علامہ کشمیری کا رد کرتے ہوئے مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں:

قلت بعد التسلیم ان البول قائما رخصة لاوجه للمنع عنه فی هذا الزمان واما عمل غیر اهل الاسلام علیه فلیس موجبا للمنع. (ج۱ص۲۴)

یعنی میں کہتا ہوں کہ جب یہ تسلیم ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی رخصت ہے تو پھر اس زمانہ میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، اور یہ کہنا کہ یہ غیر مسلموں کا عمل ہے یہ کوئی منع کرنے کی وجہ نہیں ہے۔

دیکھ رہے ہیں آپ جب اللہ تعالیٰ کسی سے دین کی سمجھ ایمان کا نور اور فقہ کی بصیرت چھین لیتا ہے تو وہ کیسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے اور الٹی ہانکتا ہے۔ جی ہاں، یہ ماشاءاللہ ''اہلحدیث لوگ ہیں''

ضرورۃً کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی اجازت ہے ورنہ آنحضورؐ کا معمول یہ تھا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اگر تم سے کوئی کہے کہ آنحضور ﷺ کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو اس کی بات مت مانو۔ (ترمذی)

سنت مؤکدہ چھوڑنے پر مواخذہ نہیں

مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری مرحوم سے سوال ہوا:

کوئی شخص فرض نماز ادا کرے اور سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ترک کردے تو خدا کے پاس اس ترک سنت کا کیا مواخذہ ہوگا؟

مولانا مرحوم نے اس کا جواب دیا:

سنتوں کی وضع رفع درجات کیلئے ہے ترک سنن سے رفع درجات میں کمی

رہتی ہے مواخذہ نہیں ہوگا، انشاء اللہ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اص ۶۲۷)

سنت مؤکدہ بھی چھوڑنے پر مؤاخذہ نہیں ہوگا! یہ ہے بلبلان گلزار محمدی کا مذہب، ان کی زبان پر صرف سنت کا نام ہوتا ہے اور مذہب وہ ہوتا ہے جس کا سلف میں کوئی بھی قائل نہ ہو، البتہ زبان پر یہ قوالی ضرور ہوگی

یا رب مروں میں سنت خیر الوریٰ کے ساتھ
محشر میں بھی کھڑا ہوں شفیع الوریٰ کے ساتھ

حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق ایک غیر مقلد کی بکواس

حکیم فیض عالم مشہور غیر مقلد پاکستانی عالم ہیں، صحابہ کرام تک کی بارگاہ میں حد درجہ گستاخ بڑوں بڑوں کو تھپڑ رسید کر دیتے ہیں، اپنی جماعت غیر مقلدین میں محقق شمار ہوتے ہیں، بدزبانی اور بے لگامی میں ید طولےٰ رکھتے ہیں، وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

> ”ہندوستان میں اس سلسلہ (نقشبندیہ) کے سب سے بڑے بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ ہوئے ہیں، جن کے مرید خواجہ احمد فاروق سرہندی تھے جنہوں نے اپنے لئے مجدد الف ثانی کا خطاب خود تجویز کیا یا ان کیلئے مریداں می پرانند کی طرف سے ان کیلئے تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا.......... ہمیں آپ کے مکتوبات سے یہ ضرور نظر آتا ہے کہ آپ نے کتاب وسنت کے علی الرغم فقہ حنفی کے فرسودہ نظریات کو پھیلانے کی کوشش کی اور شیعوں کے تصور امامت سے متاثر ہوکر اپنے لئے ایک مقام پیدا کرنے کی کوشش کی“ (اختلاف امت کا المیہ ص ۳۳۵)

مزید یہ گستاخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ بکواس کرتا ہے:

> ”حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ شیعہ سنی کے الجھے ہوئے تصور

امامت کی پیداوار تھے، خود تو ان کی جیسی گزر گئی مگر جہاں اولاد کے لئے بے تاج بادشاہی چھوڑ گئے وہیں مرزا غلام احمد قادیانی جیسے لوگوں کیلئے نبوت کی راہ بھی ہموار کر گئے‘‘

(اختلاف امت کا المیہ ص ۳۳۸)

’’چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری‘‘

صلحائے امت اکابر دین اور بزرگوں پر تبرا بھیجنا یہ غیر مقلدیت کا خاصہ ہے، اللہ والوں سے ان کو خاص الرجی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے، اگر میں غیر مقلدیت کو زمانہ حال کا زبردست فتنہ کہتا ہوں تو کیا غلط کہتا ہوں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس غیر مقلد کی بکواس

یہی غیر مقلد حکیم فیض عالم صاحب فرماتے ہیں:

’’سیدنا علی کے خود ساختہ حکمرانہ عبوری دور کو خلافت راشدہ میں شمار کرنا صریحاً بددیانتی ہے، مگر اغیار نے جس چابکدستی سے آنجناب کی نام ونہاد خلافت کو خلافت حقہ ثابت کرنے کیلئے دنیائے سبائیت سے درآمد کردہ مواد سے جو کچھ تاریخ کے صفحات میں قلمبند کیا ہے اس کا حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق یا واسطہ نہیں‘‘ (خلافت راشدہ ص ۵۶)

میرے قلم میں تاب نہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد، بنت رسول ﷺ حضرت فاطمہ کے شوہر اور آقائے دو جہاں کے داماد اور اسلام میں پہلے مسلمان کے بارے میں اس غیر مقلد کے اس گستاخانہ کلام پر کوئی تبصرہ کروں، بس ناظرین سے گزارش کروں گا کہ غیر مقلدیت آدمی کو کہاں لے جاتی ہے اس کا اندازہ لگالیں۔

یہی غیر مقلد صاحب حضرت علی کے بارے میں مزید نشتر زنی کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں۔

''ہمیں اس مقام پر یہاں مکرر یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ سیدنا علی کی نام نہاد خلافت نہ تو قرآنی معیار پر پوری اترتی دکھائی دیتی ہے نہ نبی کریم ﷺ نے آپ کی خلافت کے متعلق کوئی اشارہ فرمایا بلکہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا تھا ولا ارا کم فاعلین اور نہ ہی کسی صحابی نے آپ کی خلافت پر بیعت کی تھی اور نہ محض زبانی ہی آپ کی خلافت کو تسلیم کیا تھا اور نہ ہی بعد کے مؤرخوں نے آپ کی خلافت کے حق میں کوئی ثبوت پیش کیا ہے تو آج کے ان بزعم خویش ''ملاؤں'' کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ سیدنا علیؓ کو خلافت راشدہ میں شمار کر کے بالواسطہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کا ارتکاب کریں نبی اکرمؐ اور تمام صحابہ کو جو بات نہ سوجھی وہ زکوٰۃ وصدقات اور خیرات کی روٹیوں پر پلنے والے اور یتیم خانوں کے مطبخوں کی ہنڈیا چاٹ کر پروان چڑھنے والے نام نہاد مولویوں کو نظر آ گئی اور آج انہوں نے خلافت راشدہ حق چار یار کے نعروں سے ایک عالم کو پریشان کر رکھا ہے'' (خلافت راشدہ ص۷۸۔۷۹)

کیا کسی باغیرت مسلمان کے بس کی بات ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان باتوں کو سن کر خاموشی سے برداشت کر لے، آپ اندازہ لگائیں کہ غیر مقلدیت نے اذہان کو کس طرح مسموم کر رکھا ہے، اور تقلید سے آزاد ہو کر یہ غیر مقلدین اسلاف امت کے بارے میں کس قدر بے باک ہو جاتے ہیں، اور جماعت غیر مقلدین میں ایسے لوگوں کو محقق اور مفکر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

فریب روشنی میں آنے والو میں نہ کہتا تھا
کہ بجلی آشیانے کی نگہباں ہو نہیں سکتی

اس غیر مقلد عالم کی تمام کتابیں اسی قسم کی گندی اور بدعقیدگی کی باتوں سے پر ہیں مگر یہ غیر مقلد صاحب غیر مقلدوں کی جماعت میں "مجاہد دین وملت" کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔

حضرات حسنین کو صحابہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا

اس غیر مقلد عالم کو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے اس قدر بغض ہے کہ وہ انہیں زمرۂ صحابہ میں شمار کرنے کو بھی تیار نہیں۔ لکھتا ہے:

"حضرات حسنین کو زمرۂ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے یا اندھادھند تقلید کی خرابی" (سیدنا حسن بن علی ص ۲۳)

اس غیر مقلد عالم نے حضرت حسن اور حضرت حسین کے بارے میں ایسی ایسی فحش اور گندی باتیں لکھی ہیں جن سے اس کے قلب کی سیاہی کا اندازہ لگتا ہے، میں ان باتوں کو ہزار کوشش کے باوجود نقل نہیں کر پا رہا ہوں۔ یہاں حضرت علی اور حضرت حسنین کے بارے میں جو کچھ نقل کیا ہے وہ بھی دل پر بہت جبر کر کے ورنہ قلم کا اس وقت چلانا دشوار ہو رہا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری کے بارے میں غیر مقلدین کا نظریہ

یہی حکیم فیض عالم غیر مقلد جماعت کا محقق اور مجاہد ملت، حضرت ابوذر غفاریؓ کے متعلق یہ لکھتا ہے۔ علامہ اقبال کا یہ مشہور شعر ہے۔

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو کس نے
وہ کیا تھا زور حیدر، فقر بوذر صدق سلیمانی

اس شعر پر تنقید کرتا ہے:

''اس شعر میں دوسرے نمبر پر حضرت ابوذر غفاریؓ کا نام ہے جو ابن سبا کے کیمونسٹ نظریہ سے متاثر ہو کر ہر کھاتے پیتے مسلمان کے پیچھے لٹھ لیکر بھاگ اٹھتے تھے[1] (خلافت راشدہ ص ۱۴۳)

غیر مقلدین حضرات جب صحابہ کرام کے بارے میں اس طرح کا تبرا بکتے ہیں تو غالبًا ان کے ذہن و دماغ سے اللہ کے رسول کا یہ ارشاد ان کے اہلحدیث ہونے کے باوجود نکلا ہوتا ہے۔

لاتتخذوھم غرضامن بعدی میرے بعد میرے صحابہ کو اپنی بدزبانیوں کا نشانہ مت بنانا۔

تقلید شرعی اصطلاح اور لغوی مفہوم دونوں کی روشنی میں برا عمل ہے

غیر مقلدوں کے ایک جامعہ کے ایک غیر مقلد ٹیچر صاحب ایک غیر مقلد پرچہ میں یہ غیر مقلدانہ بصیرت افروز و حکیمانہ کلام نذر قارئین کرتے ہیں:

''لغوی مفہوم اور شرعی اصطلاح دونوں کی روشنی میں تقلید ایک برا عمل ہے'' (محدث بنارس اگست ۹۶ء)

یقینًا آپ کا فرمانا بجا ہوگا، افسوس ہے کہ چاروں مذاہب متبوعہ کے مقلدین نے دین و شریعت کے اس باریک نقطہ کو سمجھا نہیں، اور صدیوں سے اس برے عمل میں گرفتار ہیں۔

اچھا صاحب آپ تو ماشاء اللہ عدم تقلید کا ''اچھا عمل'' کرنے والے ہیں ذرا بتلائیے تو مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری مرحوم کی تقلید سے آپ کتنے مسائل میں باہر ہیں؟ اور خود مولانا مبارکپوری حافظ عبداللہ صاحب محدث غازیپوری مرحوم کی تقلید

---

[1] ہمارے ایک غیر مقلد کرم فرما فرماتے ہیں ''لیکن ہم چاروں اماموں کو اور اسی طرح دیگر ائمہ دین کو ''احترام'' کی نظر سے دیکھتے ہیں'' (محدث اگست ۹۶ء) چاروں ائمہ کو جس احترام کی نظر سے یہ غیر مقلدین دیکھتے ہیں اس کا اندازہ تو ان کے احترام کی اس نظر سے لگ رہا ہے جس سے وہ صحابہ کرام کو دیکھتے ہیں، ناظرین کے سامنے غیر مقلدوں کے ''خیرامت'' کے بارے میں احترام کا خوان نعمت بچھا ہوا ہے، کیسا احترام ہے ناظرین خود دیکھ لیں۔

سے کتنے مسائل میں باہر ہیں؟

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہیں

میت سے تبرک حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس کی دلیل

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس حضرت جابر اور حضرت عائشہ سے یہ روایت ذکر کی ہے۔

قالوا ان ابابکر قبل النبی ﷺ وھو میت

اس کی شرح میں مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری مرحوم فرماتے ہیں:

> **قال الشوکانی فیہ جواز تقبیل المیت تعظیما و تبرکالانہ لم ینقل انہ انکر احد من الصحابة علی ابی بکر فکان اجماعا.** (تحفہ ج۲ ص۱۳۰)
>
> یعنی امام شوکانی فرماتے ہیں کہ اس میں اس کی دلیل ہے کہ میت کا بطور تعظیم بوسہ لیا جاسکتا ہے اور اس سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے اسلئے کہ حضرت ابوبکر نے آنحضورؐ کے انتقال فرما جانے کے بعد صحابہ کے مجمع میں سب کے سامنے بوسہ لیا اور کسی ایک صحابی نے بھی اس پر انکار نہیں کیا تو اس بات پر کہ میت کا بطور تعظیم بوسہ لیا جاسکتا ہے اور اس سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ اس بیان سے کئی باتیں معلوم ہوئیں، پہلی بات یہ کہ میت کی تعظیم جائز ہے۔ دوسرے میت کا بوسہ لینا جائز ہے، تیسرے یہ کہ میت سے تبرک حاصل کیا جاسکتا ہے۔ چوتھے یہ کہ صحابہ کے مجمع میں کوئی بات ہو اور کسی صحابی سے

انکار ثابت نہ ہو تو وہ اجماع شرعی ہوتا ہے اور اس کا انکار جائز نہیں، پانچویں یہ کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ صحابہ کرام کے بیچ کوئی ایسا کام ہو جس کو کوئی صحابی غلط سمجھے اور وہ اس پر انکار نہ کرے۔ چھٹے یہ کہ صحابی کا فعل حجت ہوتا ہے اور اس سے شرعی مسائل کا ثبوت ہوتا ہے۔ اگر مردہ سے تبرک حاصل کرنے والی بات کوئی حنفی کہہ دیتا تو غیر مقلدین اور یہ نام کے سلفی وہ شور مچاتے کہ توبہ بھلی، اور احناف کو مردہ پرست قرار دینے میں یہ اپنی کوئی کوشش چھوڑتے نہیں، مگر یہاں چونکہ مردہ سے برکت حاصل کرنے کی بات ابن قیم اور مولانا مبارکپوری کہہ رہے ہیں اس وجہ سے آپ دیکھیں گے جماعت غیر مقلدین میں بالکل سناٹا اور سکوت ہوگا۔

قادیانی عورت سے نکاح جائز ہے

قادیانی جماعت ختم نبوت کی منکر ہے، مرزا غلام احمد کو یہ لوگ نبی مانتے ہیں، ان کے بقیہ عقائد بھی کفریہ ہیں، یہ جماعت باتفاق اہلسنت والجماعت کافر اور خارج از اسلام جماعت ہے، کافروں کی عورت سے نکاح جائز نہیں، قرآن میں اس کی تصریح موجود ہے، مگر غیر مقلدین جماعت کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کا عقیدہ تھا کہ قادیانی عورت (مرزائن) سے نکاح درست و جائز ہے۔ فرماتے ہیں:

> ”اگر عورت مرزائن ہے تو علماء کی رائے ممکن ہے مخالف ہو
> میرے ناقص علم میں نکاح جائز ہے“
>
> (اخبار اہلحدیث امرتسر ۲ رنومبر ۱۹۳۴ء)

سوال یہ ہے کہ قادیانی لوگ مسلمان ہیں کہ کافر اگر مسلمان نہیں اور یقیناً نہیں ہیں بلکہ وہ کافر ہیں اور ان کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں تو پھر کافرہ عورت سے کسی مسلمان مرد کا نکاح کیسے درست ہے؟ یہ تو صریحاً قرآن کا معارضہ ہے، اور حکم خداوندی کا انکار ہے، قرآن کا ارشاد ہے:

وَلَاتُمۡسِكُوۡا بِعِصَمِ الۡكَوَافِرِ (سورہ ممتحنہ)

اور نہ رکھو اپنے قبضہ میں ناموس کافر عورتوں کے

اس آیت میں صاف تصریح ہے کہ کافروں سے نکاح جائز نہیں۔ نیز خدا کا ارشاد ہے:

وَلَاتَنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكَاتِ حَتّٰى يُؤۡمِنَّ. یعنی جب تک کہ مشرکہ عورتیں ایمان نہ قبول کرلیں ان سے نکاح مت کرو۔

معلوم نہیں مولانا ثناء اللہ صاحب کو ان آیات قرآنیہ اور ارشادات ربانی کی موجودگی میں یہ کہنے کی کیسے جرأت ہوئی کہ مرزائن یعنی قادیانی عورت سے نکاح جائز ہے الایہ کہ مولانا مرحوم کے نزدیک قادیانی مسلمان ہیں، اگر یہ بات ہے تو غیر مقلدین اسی کا اعتراف کرلیں۔

اپنا چہرہ اگر تم کبھی دیکھتے
پھر کسی میں نہ کوئی کمی دیکھتے

قادیانی کے پیچھے نماز جائز ہے

اوپر معلوم ہوا کہ مولانا امرتسری مرحوم کے نزدیک قادیانی عورت سے مسلمان کا نکاح جائز ہے، اب مولانا مرحوم یہاں یہ بھی فرماتے ہیں کہ قادیانی کے پیچھے نماز بھی جائز ہے۔ فرماتے ہیں:

''میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے اقتداء جائز ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی'' (اخبار اہلحدیث ۱۲/اپریل ۱۹۱۵ء)

یعنی جو بھی کلمہ پڑھے خواہ اس کا عقیدہ کچھ بھی ہو، خواہ وہ ختم نبوت کا منکر ہو خواہ وہ قرآن کا انکار کرنے والا ہو، خواہ وہ انبیاء ورسل کی شان میں انتہائی گستاخ اور بدزبان ہو، غیر مقلدوں کا فتویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہی رہے گا اور اس کے پیچھے نماز میں اقتداء کرنی جائز ہوگی۔

اس کو کہتے ہیں فقہی بصیرت علم و دانش کا کمال اور قرآن وحدیث پر مجتہدانہ نگاہ اور بیچارے فقہائے کرام کو یہ دولت گراں یاب کہاں سے حاصل ہو، مگر، ہاں مگر

یہ روشنی بھی کسی تیرگی سے کیا کم ہے

قادیانی مسلمان ہیں

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم پہلے تو ادھر ادھر سے قادیانی کو مسلمان ثابت کرتے رہے، کھلے نہیں تھے مگر دل کا چور کب تک دل میں رہتا آخر اسے زبان پر آنا ہی تھا اور وہ آ ہی گیا، چنانچہ اب شیخ الاسلام صاحب صاف صاف لفظوں میں قادیانیوں کے مسلمان ہونے کی بات کہنے لگے فرماتے ہیں:

"اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا بھی اختلاف ہو آخر کار نقطہ محمدیت پر جو درجہ والذین معه کا ہے سب شریک ہیں..........
مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں مگر نقطہ محمدیت کی وجہ سے میں ان کو بھی اس میں (یعنی اسلامی فرقوں میں) شامل سمجھتا ہوں" (اخبار اہلحدیث ۱۶/اپریل ۱۹۱۵ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کا نکاح میاں نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا

مؤلف تاریخ احمدیت رقمطراز ہے:

"(شادی کی) تاریخ طے پا گئی تو آسمانی دولھا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) دو خدام کی مختصر سی بارات لے کر دلی پہنچے خواجہ میر درد کی مسجد میں عصر و مغرب کے درمیان مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ سو روپے مہر پر نکاح پڑھایا جو ضعف اور بڑھاپے کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے

تھے اور ڈولی پر بیٹھ کر آئے تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
اس موقع پر مولوی صاحب کو ایک مصلّٰی اور پانچ روپے بطور ہدیہ
دیئے''[1] (تاریخ احمدیت ج ۲ ص ۵۶)

غلام احمد دیانی غیر مقلد تھا، اگرچہ اس کے عقائد نکاح کے وقت ہی خراب ہو چکے تھے اور نبوت کی دہلیز پر وہ قدم رکھ چکا تھا مگر چونکہ تھا غیر مقلد اسلئے میاں صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی غیر مقلدیت کی رعایت میں باوجود فساد عقائد کے اس کا نکاح پڑھایا اور چونکہ ہم مذہب تھا اس وجہ سے اس کا نکاح پڑھایا، ہدیہ بھی قبول کیا۔ اس زمانہ میں پانچ روپیہ نکاح پڑھائی کوئی معمولی ہدیہ نہیں تھا کہ میاں صاحب مرحوم آسانی سے انکار کر دیتے۔

عیب اوروں کے جو چنتے ہیں وہ خود کو دیکھیں
سر نہ اٹھ پائے گا جب خود پہ نظر جائے گی

غیر مقلدوں کے شیخ الکل حضرت میاں صاحب دہلوی کے درس حدیث پر ایک صاحب علم اور صاحب بصیرت کا تبصرہ

ابھی آپ نے کچھ پہلے حضرت مولانا امرتسری مرحوم کی زبانی دارالعلوم دیوبند کے متعلق پڑھا، دارالعلوم کے اساتذہ کیسے اخلاص وللّٰہیت کے پیکر تھے، ان کا اخلاق کتنا بلند تھا، طلبہ پر ان کی کیسی شفقت تھی، طلبہ کے حوصلہ بڑھانے اور ان کی ہمت بلند کرنے میں ان کا طرز کیا تھا، ان کا درس حدیث کس معیار کا ہوتا تھا۔

اب آیئے مقابلۃً غیر مقلدین صف کے سب سے بڑے عالم اور محدث شیخ الکل فی الکل حضرت سید میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم کا درس حدیث کس قسم کا ہوتا تھا، طلبہ کے ساتھ ان کا کیا معاملہ تھا اخلاق کے اعتبار سے انکا مقام کتنا اونچا تھا، طبعیت کے اعتبار سے یہ کتنے شریف تھے۔ اس کے بارے میں ہندوستان کے مشہور مؤرخ

[1] میں نے یہ معلومات مقدمہ رسائل غیر مقلدین جلد دوم پاکستان سے حاصل کی ہیں۔

صاحب نزہتہ الخواطر حضرت مولانا علی میاں رحمہ اللہ کے والد ماجد کا یہ معتبر بیان ملاحظہ فرمایئے، اسی ایک نمونہ سے غیر مقلدین کے دوسرے علماء کو سمجھنا آسان ہوگا، مولانا سید عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب دہلی اور اس کے اطراف میں فرماتے ہیں:

مولوی سید نذیر حسین صاحب کا درس

روز دوشنبہ ۱۶ ررجب حوائج ضروری سے فارغ ہو کر ۸ ربجے مولوی نذیر حسین صاحب کے مدرسہ گیا، بخاری شریف کا درس ہو رہا تھا، ۱۱ بجے تک متعدد کتابوں کے درس ہوئے۔ سب میں شریک رہا، ابتداء میں معمولی طریقہ تھا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد معمول سے زیادہ مولوی صاحب ممدوح موشگافیاں فرمانے لگے، میرا گمان یہ ہے، ان بعض الظن اثم کہ پیشتر مولوی صاحب نے درس کی مشغولی کی وجہ سے مجھ کو نہیں دیکھا، جب انہوں نے مجھ کو دیکھا تو اس کے بعد ہی انہوں نے طرز بدل دیا، ۱۱ بجے اٹھے میں بھی ساتھ ہی ساتھ اٹھا، مجھ سے فرمایا کیسے چلے؟ میں نے عرض کیا کہ صرف ساعت کی غرض سے حاضر ہوا تھا، کہنے لگے میاں تم پڑھے لکھے ہو جوان صالح ہو، کہیں بیٹھ کر خود پڑھاؤ، میں بوڑھا آدمی، کثیر الامراض، ہوش وحواس باختہ، سترا بہترا ہوں، میرا پڑھنا پڑھانا کیا، از سرتاپا عوارض میں مبتلا ہوں، اس کا جواب میں نے مناسب الفاظ میں دیا، جیسا ایک ارادتمند کو زیبا ہے، اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ پھر صبح سے آیا کرو تا کہ سب سبقوں میں شریک ہوسکو، میں سلام کر کے واپس آیا۔

روز سہ شنبہ ۱۷ ررجب۔ اس وقت بھی ابروباد ہے، اور راستہ بالکل خراب ہے۔ لیکن میں مولانا ممدوح کے پاس جانے کو تیار ہوں، ۷ بجے مولوی صاحب کی درسگاہ جو میری قیامگاہ سے بہت قریب ہے گیا، راستہ ایسا خراب ہے کہ چار قدم چلنا مشکل معلوم ہوتا ہے، وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ بخاری شریف کا سبق شروع ہو گیا ہے، اس میں شریک ہو گیا، اس کے بعد مقدمہ صحیح مسلم ہوا، بالکل سادہ سادہ درس ہے مالہ

وما علیہ سے بحث نہیں ہوتی، اس کے بعد بیضاوی کا سبق شروع ہوا، مولوی صاحب کے بھتیجے مولوی عبدالحفیظ ہیں، اس کا سبق بالکل خواب ہوتا ہے، پڑھنے والے قطعاً نہیں سمجھتے، عبارت بالکل غلط پڑھتے ہیں جس سے سننے والے بھی صحیح مطلب اخذ نہیں کر سکتے، مولوی صاحب کی نسبت سؤفہم کا گمان سوءظن ہے، کیا عجب ہے کہ کبرسنی کی وجہ سے اخذ مطلب کے متحمل نہ ہو سکتے ہوں، شواہد میں اعشیٰ کا ایک شعر آ گیا، اس میں دیر تک قاری اور سامع متوجہ رہے مگر پھر بھی نا کامیاب ہوئے، مولوی صاحب نے فرمایا کہ حل الابیات ہمارے پاس ہے، اس میں خوب حل کر دیا ہے۔ میرے دل میں بار بار آتا تھا کہ میں کچھ بولوں، مگر مولوی صاحب کی خفگی کی وجہ سے نہیں بولا، وہ جلد خفا ہو جاتے ہیں اور طالب علموں کو الفاظ سخت و درشت کہتے ہیں.......... یہ مصرع بہت پڑھتے ہیں۔

عیسیٰ کے اصطبل میں کوئی خر بھی چاہئے

اور طالب العلم ان کا سننا بھی فخر و سعادت سمجھتے ہیں، یہ روسیاہ ان باتوں کے سننے کو بسبب اجنبیت کے گوارہ نہیں کر سکا، افسوس ہے کہ بیضاوی بالکل نام ہی کے واسطے پڑھی جاتی ہے، کاش اس کی جگہ پر حدیث کا سبق ہوتا تو گو وہ نہ سمجھیں لیکن الفاظ نبوی کے ادا ہونے سے ثواب میں داخل ہوتے۔ مولوی صاحب نے اثنائے سبق میں بیضاوی کی نسبت بھی الفاظ ملائم کہے، کہ وہ فلسفی تھا کچھ نہیں سمجھتا، آیات بینات کو اپنی قابلیت جتانے کے واسطے مشکل کر دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کبھی اس کو نہیں دیکھتے تھے، ان کو اس کی طرف بالکل اعتنا نہ تھا۔ الیٰ آخرہ۔

جماعت اہلحدیث کے متعلق اکابر غیر مقلدین کی رائے

جب ظلم حد کو پہنچ جاتا ہے، تو جن کے دلوں میں اسلامی غیرت کی کچھ بھی حس ہوتی ہے ان کا ضمیر چیخ اٹھتا ہے، اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں، تقلید کا انکار کرتے کرتے اور مقلدین کو مشرک کہتے کہتے جب غیر مقلدین کی

جماعت حد سے آگے بڑھ گئی اور کتاب وسنت کا نام لے کر خود کتاب وسنت کے خلاف یہ زہر اگلنے لگے، دین کی من مانی تشریح کرنے لگے اسلاف امت اور صحابہ تک کو اپنی زبان وقلم کا انہوں نے نشانہ بنالیا صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کا عمل بھی اس جماعت کے نزدیک بدعت قرار پانے لگا تو خود غیر مقلدین کی جماعت کا ایک گروہ اس حرکت ناشائستہ پر اظہار افسوس کرنے لگا اور اس نے محسوس کیا کہ یہ اہلحدیث قسم کا جو ایک گروہ پیدا ہوگیا ہے وہ پورے دین کو بدنام کرنے اور شریعت اسلامیہ کی غلط تفسیر اور اس کا چہرہ بگاڑنے کی تگ و دو میں لگا ہے، چنانچہ اکابر غیر مقلدین نے اس غیر مقلدین جماعت کے اس نئے قسم کے ''اہلحدیث'' لوگوں کا سخت قسم کا نوٹس لیا اور انہوں نے ان سے اظہار بیزاری کو ضروری سمجھا، ذیل میں اکابر غیر مقلدین کے جماعت اہلحدیث کے بارے میں جو تأثرات ہیں وہ ملاحظہ فرمائے جائیں۔

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی فرماتے ہیں:

''اس زمانہ میں ایک شہرت پسند اور ریاکار فرقہ نے جنم لیا ہے جو ہر قسم کی خامیوں اور نقائص کے باوجود اپنے لئے قرآن وحدیث کے علم اور ان پر عامل ہونے کا دعویدار ہے''

(الحطۃ فی ذکر الصحاح الستہ ص۱۵۲)

مولوی محمد شاہ جہاں پوری رقم طراز ہیں:

''کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ نظر آرہے ہیں، جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں، پچھلے زمانہ میں شاذ ونادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آتے، بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے دنوں سے سنا ہے، اپنے آپ کو تو وہ ''اہلحدیث'' یا ''محمدی'' یا

موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام ''غیر مقلد'' یا
''لامذہب'' لیا جاتا ہے۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۱۳)

مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی فرماتے ہیں:

قدنشأت فی عصرنا فرقه تدعی اتباع الحدیث و هو بمعزل عنه. (فتاویٰ علماء اہلحدیث جلد ۴ ص ۷۹ بحوالہ فتاویٰ غزنیہ)

یعنی ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے، جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے، اور درحقیقت وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارے ہیں

شیخ الکل فی الکل مولانا میاں نذیر حسین صاحب کے استاذ و خسر مولانا عبدالخالق صاحب تحریر فرماتے ہیں:

سو بانی مبانی اس طریقہ نو احداث (غیر مقلدیت) کا عبدالحق ہے جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المومنین (سید احمد شہید) نے ایسی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکالدیا اور علمائے حرمین معظمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا مگر کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا۔ الخ

(تنبیہ الضالین بر حاشیہ نظام اسلام ص ۲۷)

الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ میں نواب صاحب نے اس نومولود فرقہ اہلحدیث کے بارے میں بڑا تفصیلی ذکر کیا ہے، میں نے شروع میں نواب صاحب کا جو کلام نقل کیا ہے اسی کے ضمن میں نواب صاحب مزید فرماتے ہیں:

''ان لوگوں کو دیکھو گے کہ یہ محض الفاظ حدیث کی نقل پر اکتفاء کرتے ہیں اور حدیث شریف کی فہم اور اس کے معانی و مفاہیم میں غور و غوض کی طرف توجہ نہیں کرتے، ان لوگوں کا گمان ہے کہ محض الفاظ کا نقل کر لینا ہی کافی ہے حالانکہ یہ خیال حقیقت سے

دور ہے، کیونکہ حدیث سے مقصود تو حدیث کی فہم اور اس کے معانی میں غور وفکر کرنا ہے، نہ کہ صرف الفاظ حدیث کی نقل پر اکتفاء کرنا"

آگے چل کر نواب صاحب فرماتے ہیں:

"پس حدیث اس زمانہ میں بچوں کا پڑھنا پڑھانا رہ گیا ہے نہ کہ اصحاب یقین کا وہ اپنی غفلتوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں"

مزید خاں صاحب فرماتے ہیں (غیر مقلدین حضرات کان لگا کر اپنے بارے میں اپنی ہی جماعت کے اس مجدد اور فخر المحدثین اور سرتاج علماء کی یہ بات سنیں اور عبرت حاصل کریں۔)

"یہ جاہل (یعنی غیر مقلدین) تو ان کا حدیث کے ساتھ بڑے سے بڑا سلوک یہ ہے کہ یہ لوگ چند ایسے مسائل کو اختیار کر لیتے ہیں جو عبادات کے اندر مجتہدین اور محدثین کے مابین اختلافی ہیں، معاملات سے متعلق مسائل جو روزمرہ پیش آتے ہیں ان سے انہیں کوئی واسطہ نہیں اور ان کا سارا اتباع حدیث فقط یہ ہے کہ یہ اس خلاف کو نقل کرتے رہتے ہیں جو ائمہ مجتہدین اور محدثین کے درمیان عبادات میں واقع ہوا ہے نہ کہ ارتفاقات کے اندر، اسی لئے یہ لوگ اس باب میں ائمہ حدیث کی جانچ پرکھ سے بے بہرہ اور معاملات کے بارے میں حدیث کی سمجھ بوجھ سے ناواقف ہیں، ایسے ہی سنن اور اصحاب سنن کے اسلوب اور طریقہ کے مطابق کسی ایک مسئلہ کے استخراج اور کسی ایک حکم کے استنباط پر بھی قادر نہیں، اور انہیں اس کی توفیق بھی کیسے ہو کہ یہ حدیث پر عمل کرنے کے بجائے زبانی جمع خرچ اور سنت کی

اتباع کے بجائے شیطانی تسویلات (بہکاوے) پر اکتفاء کرتے ہیں اور پھراس کے عین دین ہونے کا اعتقادر کھتے ہیں“

یہ ہے جماعت، اہلحدیث کے بارے میں نواب صدیق حسن خان بھوپالی مرحوم کی رائے ، یہ کسی حنفی کی نہیں، شافعی کی نہیں، مالکی اور حنبلی کی نہیں، دیو بندی اور ندوی کی نہیں، بدعتی اور شیعہ کی نہیں، جماعت ”اہلحدیث“ کے بارے میں خود اس جماعت کے نہایت اہم اور مؤثر شخصیت خانصاحب بھوپالی کی رائے ہے۔

اگر چہ نواب صاحب کی یہ تحریر بڑی طویل ہوگئی مگر نواب صاحب ابھی کچھ اور سنانا چاہتے ہیں اگر گھبرا نہ گئے ہوں تو آپ توجہ سے جماعت ”اہلحدیث“ کے بارے میں نواب صاحب کی یہ بات بھی سن لیں فرماتے ہیں:

”میں نے ان کو (اہلحدیثوں کو) بارہا آزمایا لیکن میں نے ان میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا جسے صالحین کے طریقہ پر چلنے کی رغبت ہو، یا وہ اہل ایمان کی سیرت کے مطابق چلتا ہو، بلکہ میں نے تو ان میں سے ہر ایک کو کمینی دنیا میں منہمک اور اس کے ردی ساز و سامان میں مستغرق، جاہ و مال کو جمع کرنیوالا حلال و حرام کی تمیز کے بغیر مال کی لالچ رکھنے والا پایا۔ اسلام کی مٹھاس سے خالی الذہن اور عام مسلمانوں کی نسبت شریر کمینے لوگوں کی طرح سنگدل پایا“

نواب صاحب مزید ارشاد فرماتے ہیں:

بخدا یہ امر انتہائی تحیر و تعجب کا باعث ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو خالص موحد گردانتے ہیں اور اپنے ماسوٰی سب مسلمانوں کو مشرک بدعتی قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ خود انتہائی متعصب اور دین میں غلو کرنے والے ہیں..........مقصود یہ ہے کہ یہ ایسے

لوگ ہیں کہ جن کا دیکھنا آنکھوں کی چبھن اور گلوں کی گھٹن جانوں کے کرب اور دکھ روحوں کے بخار سینوں کا غم اور دلوں کی بیماری کا باعث ہے اگر تم ان سے انصاف کی بات کرو تو ان کی طبیعتیں انصاف قبول نہیں کریں گی''[1] (الحطہ ص ۱۵۴ و ص ۱۵۵)

چھپ کر ہوا کے جھونکوں میں آتی ہیں بجلیاں
ناطق چمن یہ رہنے کے قابل نہیں رہا

یہ جماعت اہلحدیث کے متعلق خاں صاحب بھوپالی مرحوم کے ارشادات عالیہ تھے، مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بھی جماعت غیر مقلدین کی بڑی قابل قدر ہستی ہیں، اہلحدیث کے بارے میں ان کے بھی تاثرات ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

''ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے، جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور حقیقت میں وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارے ہیں جو حدیثیں کہ سلف کے یہاں معمول بہا ہیں ان کو ادنیٰ سی قدح اور کمزور جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال و افعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں اور ان پر اپنے بیہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم رکھتے ہیں اور اپنا نام محقق رکھتے ہیں، حاشا وکلا، اللہ کی قسم یہی لوگ ہیں جو شریعت نبویہ کے نشان کو گراتے ہیں اور ملت حنفیہ کی بنیادوں کو کہنہ کرتے ہیں اور سنت مصطفویہ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں احادیث مرفوعہ کو چھوڑ رکھا ہے اور متصل الاسناد آثار کو پھینک دیا ہے اور ان کو دفع کرنے

[1] مزید تفصیل رسائل اہلحدیث جلد دوم مطبوعہ لاہور پاکستان میں دیکھئے۔

کیلئے وہ حیلہ بناتے ہیں کہ جن کیلئے کسی یقین کرنے والے کا
شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ کسی مومن کا سر اٹھتا ہے، الخ[1]
(فتاویٰ علمائے اہلحدیث جلد ۷ ص ۸۰)

غیر مقلدین علماء میں نواب وحید الزماں صاحب حیدر آبادی کا بھی بہت اہم مقام ہے، ان پر اور ان کی کتابوں پر نواب صدیق حسن خاں بھوپالی جیسا صاحب فضل و کمال اعتبار کیا کرتا تھا، مولانا حیدر آبادی کی کتاب نزل الابرار کی نواب صاحب بھوپالی نے بڑی تعریف کی ہے، ان نواب صاحب حیدر آبادی کا اہلحدیثوں کے بارے میں کیا خیال تھا سنئے اور جماعت اہلحدیث کے بارے میں مزید بصیرت حاصل کیجئے، نواب صاحب حیدر آبادی اپنی مشہور کتاب "لغات الحدیث" میں فرماتے ہیں:

"غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی............... بعضے عوام اہلحدیث کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کو اہلحدیث ہونے کو کافی سمجھا ہے باقی اور آداب اور سنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں، غیبت جھوٹ افتراء سے کچھ باک نہیں کرتے ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے بارے میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں، اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں"[2] (لغات الحدیث ج ۲ ص ۹۱ کتاب)

---

[1] مولانا غزنوی کی تصدیق کیلئے غیر مقلدوں کی شروح حدیث دیکھئے کچھ نہیں تو صرف مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کی تحفۃ الاحوذی جو ترمذی شریف کی شرح ہے اس کا مطالعہ کیجئے اور احادیث رسول کی تصنیف و انکار کے باب میں ان غیر مقلدین علماء کی جرأت کی داد دیجئے۔ [2] رسائل اہلحدیث جلد دوم کا مقدمہ ناظرین کو ضرور دیکھنا چاہئے مولانا انوار خورشید نے اس طویل مقدمہ میں بڑی کام کی چیزیں جمع کر دی ہیں۔

غیر مقلدین یعنی اہلحدیث کہلانے والی جماعت کی یہ وہ تصویر ہے جس کا پیش کرنے والا کوئی دوسرا نہیں اہلحدیث جماعت کے ذمہ دار علماء ہیں یہ آج سے پچاس اور سو سال کے پیشتر کی بات ہے، اس وقت اس جماعت کا حال پہلے سے بھی ابتر ہے اور ابتر ہونا ہی چاہئے اسلئے کہ ہر اگلا زمانہ پچھلے سے خراب ہوتا ہے، حدیث وسنت کا نام لیکر یہ جماعت اسلاف امت کی تجہیل وتنقیص کے شاندار کارنامے میں لگی ہوئی ہے۔

غیر مقلدوں کے ''اہلحدیث'' بننے کی تاریخی شہادت

۱۸۵۷ء کے غدر سے پہلے تک غیر مقلدین اہلحدیث کے نام سے بھی جانے پہچانے نہیں گئے، بلکہ فی الحقیقت ان کا ۱۸۵۷ء سے پہلے وجود ہی نہیں تھا، دور انگریزی میں ان کا وجود ہوا، اور انگریزوں نے اپنی پرانی تکنیک ڈیوائڈ اینڈ رول (لڑاؤ اور حکومت کرو) کہ تحت مسلمانوں کی تحریک جہاد میں نقب ڈالنے کے لئے ان غیر مقلدوں کو جاگیر ومناصب اور نوابی دیکر ایک نئے مذہب کے طور پر کھڑا کیا تھا، ان کے ہاتھ میں آزادگی مذہب اور عدم تقلید کا جھنڈا دیا اور عام مقلدین کے خلاف ان کی پشت پناہی مختلف انداز سے کرتے رہے ان کے دینی وشرعی مسائل جمہور مسلمین سے الگ تھے ان کا عقیدہ بالکل نئے قسم کا تھا جس سے مسلمانان ہند بھی واقف نہیں تھے، پہلے انہوں نے اپنی جماعت کو موحدین کی جماعت کہا۔ یعنی صرف یہ موحد بقیہ سب مشرک مگر یہ لفظ چل نہیں سکا تو انہوں نے اپنے کو محمدی کہا مگر اس پر بھی یہ زیادہ دن نہیں رہ سکے، پھر خود کو غیر مقلد مشہور کیا، یہ ان کا مقلدین مذاہب اربعہ کے خلاف فخر یہ نام تھا مگر یہ بھی ان کو راس نہیں آیا، اس لئے کہ سارا ہندوستان مقلد، ان کے بیچ تنہا یہ غیر مقلد ان کو جلد ہی محسوس ہو گیا کہ یہ تمام مسلمانوں میں اچھوت بن کر رہ گئے ہیں، ان کے بعض عقائد کی بنا پر عوام نے ان کو وہابی کہنا شروع کر دیا، وہابی کا لفظ ان کے لئے گالی سے بدتر تھا، ان کو فکر ہوئی کہ کوئی اپنی جماعت ''آزادگان مذہب'' کے لئے دل لبھاتا ہوا چمچماتا ہوا اور تاریخ اسلام میں جگمگاتا ہوا نام ہو، انہوں

نے اس کے لئے جو تاریخ اسلام پر نظر ڈالی تو ''اہلحدیث'' کا لفظ مل گیا، بس یاروں نے جھٹ اپنے لئے اس کا انتخاب کرلیا اور اپنے کو اہلحدیث کہنے لگے جس طرح منکرین حدیث اپنے کو اہل قرآن کہتے ہیں، مگر عوام کی زبان پر ان کا نام وہابی کا وہابی ہی رہا، اب یہ بیچارے پریشان کیا کریں۔ تو انہیں اپنے آقائے ولی نعمت، انگریز بہادر یاد آئے جن کی خدمت گزاری عرصہ سے چلی آرہی تھی استمداد و استعانت کیلئے انگریزی سرکار کا دروازہ کھٹکھٹایا ان کے بڑے ''اہل حدیث'' کا نام اپنے لئے الاٹ کرانے کی مہم میں لگ گئے، ایک صاحب نے محض اس کام کے لئے اور سرکار انگریزی کی خوشی حاصل کرنے کیلئے نسخ جہاد میں ''الاقتصاد'' نامی ایک کتاب ہی لکھ ڈالی جس میں ثابت کیا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا حرام اور ناجائز ہے، یہ مسلمانوں کا کام نہیں ہوسکتا، ایک نواب صاحب نے ترجمان وہابیہ نامی کتاب لکھی جس میں انگریزوں سے لڑنے والوں کے خلاف خوب خوب زہر اگلا کسی نے اسی سلسلہ کے پمفلٹ اور فتوے شائع کئے، غرض ''سرکار انگریزی'' کے خوش کرنے کے سارے ذرائع اختیار کئے گئے، اور جب سرکار انکی وفاداری پر ایمان لاچکی تو مولانا حسین بٹالوی نے جماعت غیر مقلدین کے مقتدر علماء کی رائے و دستخط سے اپنی جماعت ''آزادگان مذہب'' کے لئے ''اہلحدیث'' کا لقب الاٹ کرانے کے لئے سرکار کی خدمت میں درج ذیل متن کی درخواست پیش کردی جو سرکار انگریزی سے منظور ہوئی درخواست کا متن یہ تھا۔

سرکار برطانیہ سے ''اہلحدیث'' نام الاٹ کرانے کی درخواست کا متن

بخدمت جناب سیکرٹری گورنمنٹ

میں آپ کی خدمت میں سطور ذیل پیش کرنے کی اجازت اور معافی کا خواستگار ہوں ۱۸۸۶ء میں میں نے اپنے ماہواری رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کیا تھا جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ لفظ وہابی جس کو عموماً باغی اور نمک حرام کے معنی میں استعمال

کیا جاتا ہے لہٰذا اس لفظ کا استعمال مسلمانان ہندوستان کے اس گروہ کے حق میں جو اہلحدیث کہلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ سے سرکار انگریزی کے نمک حلال اور خیر خواہ رہے ہیں اور یہ بات بار ہا ثابت ہو چکی ہے اور سرکاری خط و کتابت میں تسلیم کی جا چکی ہے .... ہم کمال ادب و انکساری کے ساتھ گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کر کے اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے اور ان کو اہلحدیث کے نام سے مخاطب کیا جائے۔

اس درخواست پر فرقہ اہلحدیث کے تمام صوبہ جات ہندوستان کے دستخط ثبت ہیں۔ (اشاعۃ السنہ ص ۲۴ جلد ۱۱ شمارہ نمبر ۲)

میں برادران غیر مقلدین سے عرض کروں گا کہ وہ میرے ساتھ رفع یدین کے ساتھ جہراً ایک بار کہیں:

الوداع اے متاع دین وایماں الوداع

غیر مقلدین کی ڈائری نام کی اس کتاب کو اتنی طویل ہو جانے کا اندازہ نہیں تھا اسلئے اب قلم روکنا پڑ رہا ہے، اس کتاب سے ناظرین کرام کو انشاء اللہ ''غیر مقلدیت'' نام سے جو ایک نئے فرقہ کا سوڈیڑھ سو سال سے وجود ہوا ہے اس کے ذہن ومزاج، اسکا عقیدہ اور اس کا دینی منہج وفکر معلوم کرنے میں کچھ سہولت حاصل ہو جائے گی۔ **اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَقِنَا شَرَّمَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، رَبَّنَا تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ۔**

محمد ابوبکر غازیپوری

۱۲ ستمبر ۱۹۹۶ء